UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188098
UNIVERSAL
LIBRARY

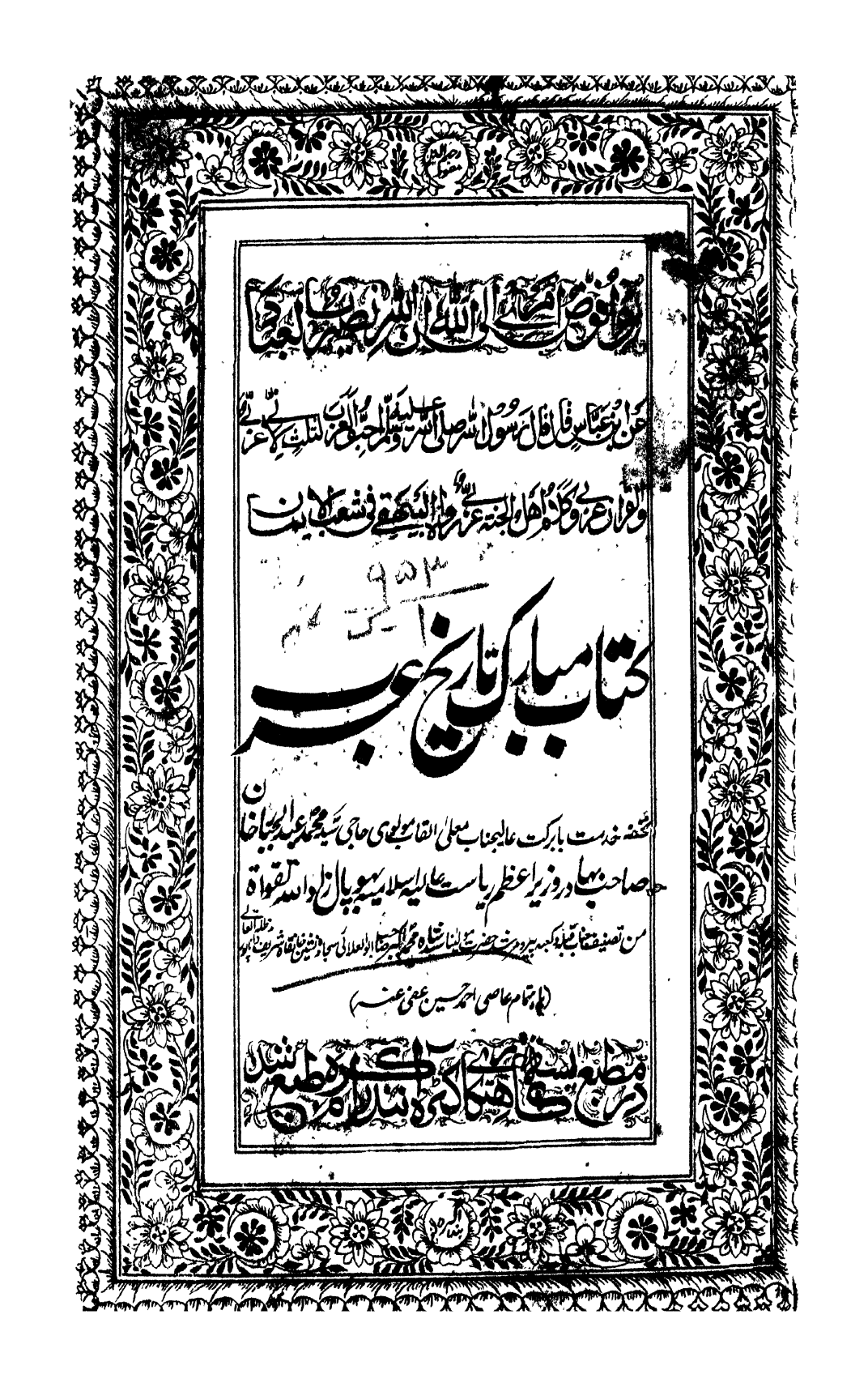

وَاَنُوْصِرُ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ اَنْ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْعَرَبِ اِلَيَّ ثَلٰثٌ وَمِنْ قُرَيْشٍ ثَلٰثٌ

وَاَمَّا الْعَرَبُ فَاَحَبُّهُمْ اِلَيَّ عَرَبِيٌّ وَكَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

۹۵۳
ک ۱۴

کتاب مبارک تاریخ عرب

تحفہ خدمت بابرکت عالیجناب معلی القاب مولوی حاجی سید محمد عبدالحیٰ خان صاحب بہادر وزیر اعظم ریاست عالیہ اسلامیہ ہویال زادہ اللہ تقواۃ

من تصنیف فقیر بے بضاعت بندہ درگہ حضرت لبنا شاہ محمد اکبر ابوالعلائی سجادہ نشین خانقاہ شریف داناپور

(بہ تمام عاصی احمد حسین عفی عنہ)

در مطبع سفیر ہند واقع کانپور بتدارک طبع یافت

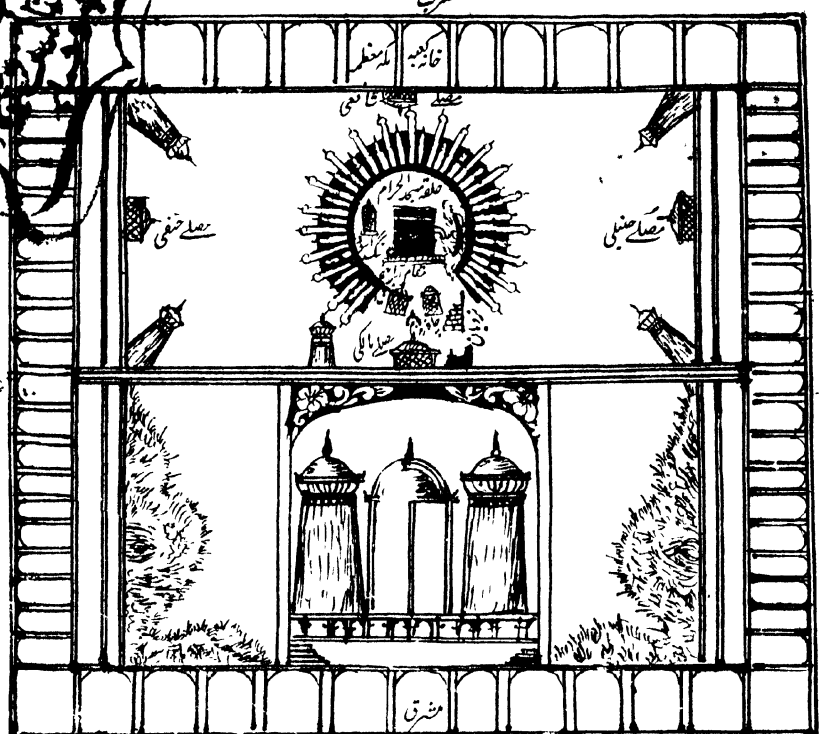

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

اللھم ایاک نعبد وایاک نستعین واصلی علی رسولک الامین والہ الطاھرین واصحابہ المھدئین الی یوم الدین اما بعد فقیر محمد اکبر ابو العلائی مظہر مدعا ہے مینے جب اس کتاب تاریخ عرب کی تحریر کے لئے اللہ کا نام لیکر قلم ہاتہہ مین لیا کہ اس کتاب کو کسی نیک مرد کے نام سے معنون کیا چاہیئے اسلیے کہ اگلون کا یہ دستور رہا ہے اور مین کوشش کرتا ہون کہ جہانتک ہوسکے بزرگون کی اتباع کرون چونکہ اس کتاب کے اغراض متبرک ہین تو اسکا صاحب عنوان بہی نقطہ اور متقی ہونا چاہیئے فوراً ذہن اسطرف منتقل ہوگیا الحمد للہ علی احسانہ یہ کتاب تالیف ہوئی عہدہ وزارت والی گرامی شان حاجی مولوی سید محمد عبد الحیار خان صاحب بہادر وزیر اعظم ریاست بہوپال مین سنہ ۱۳۱۸ھ اسکا سنہ تالیف ہے میرا ذہن ایسے بے ریا و باصفا شخص کی طرف منتقل ہوا کہ جسکی تقوی پر کلکتہ اور عظیم آباد و بہوپال کے

اشراف ملک اور اخیار شہر گواہ ہین اللہ تعالیٰ شانہ ممدوح موصوف کے دل کو ہمیشہ اپنی محبت سے مالا مال رکھے آمین ہم مسلمانونکے واسطے اِس دولت سے بڑھکر کوئی دولت نہین کہ بندے کا دل اپنے مالک سے لگا رہے بندہ وہی ہے کہ جو اپنے مالک کا فرمان بردار ہو اور جسمین یہ بات نہو تو پھر وہ اگر بادشاہ بھی ہے تو کیا وہ کچھ بھی نہین - اے میرے خالق اے میرے مالک اے میرے رزاق تو اپنے متوکل بندون کا کارساز ہے تیرے ہی در پر میری جبین نیاز ہے تو نے ارشاد فرمایا ہے - وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ مجھے تو نے بے طلب دیا ہے میری زبان کو ننگ سوال سے بچا آمین مینے اپنے کاروبار تیرے سپرد کر دیے ہین وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ تو اپنے بندون کے حالات سے ہمیشہ خبردار ہے اور رہے گا تو دانا ے حال ہے تیرے سامنے زبان کیا کھولون میری کتاب تاریخ غرب کو مجھسے تمام کرادی اور اثر قبولیت عام اسے بخش آمین ؎

نوشتہ باندسیہ بر سفید ۔۔۔ نویسندہ را نیست فردا امید

اے باقبال معزز خاتون نواب شاہجہان بیگم زاد اللہ اقبالک اللہ تعالیٰ شانہ تیری عمر مین صلاح و تقوی کے ساتھ برکت عطا کرے تو اپنی رعایا پر اپنے بال بچون سے زیادہ مہربان ہے تیری اولاد تیری رعایا ہی ہے اسلئے کہ شام و سحر تیری دعا گوئی مین مصروف ہے اور تیرے ملک کو آباد رکھنے کی کوشش کرتی ہے **اللہ تعالیٰ** شانہ اپنے جس بندے پر احسان کرتا ہے اوسکے دل کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے تجھپر اللہ تعالیٰ شانہ کے بے انتہا احسان ہین بڑا احسان تو وہی ہے جو مین اوپر بیان کر چکا دوسرا احسان یہ ہے کہ تیرے اچھے ہاتھونمین اپنے ملک کی عنان دی اور اپنے بندون پر تجھے بادشاہ مقرر کیا الحمد للہ کہ اُسنے تیری تندرستی کو قایم رکھا اور ہمیشہ قایم رکھے اب تیرا فرض یہ تھا کہ تو اپنا نایب کسی متقی اور پاک نفس شخص کو مقرر کرے وہ دولت بھی تجھے **اللہ تعالیٰ** شانہ نے عطا کی مین اپنے علم کے موافق سچی شہادت دیتا ہون کہ یہ تیرا وزیر نہایت متقی اور سعید ہے اللہ سے ڈرتا ہے اوسکے احکام بجالاتا ہے اپنی غریب رعایا کا نگران ہے جو اللہ کے بندے اللہ کے در پر بیٹھے ہین اونکو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اونکا خیال رکھتا ہے **یا اللہ** یہ فرمانروا اور اوسکا وزیر دونون تیرے ڈرنے والے بندے ہین تو ہمیشہ اونکا کفیل کارساز رہ آمین

اللہ اکبر

دیباچۂ تاریخ عرب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِ النَّبِیِّیْنَ خَاتَمِ الْمُرْسَلِیْنَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

حدیث عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَحِبُّوا العرب لثلث لانی عربی والقرآن عربی وکلام اھل الجنۃ عربی رواہ البیھقی فی شعب الایمان

جب سے ہم پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالا راتون کو ہمیشہ آنکھون پر دلکی روشنی کی عینک لگا کر جگمگاتے ہوئے ستارونکو دیکھا اور بہت غور سے دیکھا اونمین فکر کی اور انتہا کی فکر کی نگاہ دوڑائی اور وہ لاکھون کوس دوڑ گئی طائر خیال کو اوڑایا اور اوسنے بہت بلند پروازی کی مگر انکی کچھ ہاہیت نہ کہلی آخر کو تھک تھکا کر یہی کہنا پڑا واللہ اعلم بالصواب **آفتاب** جو دن کا سلطان عالی شان ہی اور جس سے زیادہ روشن دنیا مین کوئی شے نہین جو پردون کے رہنے والے اوسی کو دیکھین اونچے اونچے محلون سے وہ نظر آئے بچہ اوسے پہچانے بوڑہا اوسی جانے اوسکی ضیا نے دن کو

رات پر ممتاز کیا ہے اوسکی ضو ہمارے کسب معاش کا سبب ہے وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا اوسکا وجود ہے
جو کسی دلیل کا محتاج نہین ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب ٭ یعنی آفتاب اپنی وجود کی دلیل
آپ ہی ہے ہمنے اوسکو کبھی نہ سمجھا کہ وہ کیا ہے اور روز و شب کس تگ و دو مین ہے اور یہہ حیرت انگیز
حرارت اوسمین کہان سے آئی خدا جانے اوسمین کتنے کوہ ہائے آتشین ہین کہ اتنی فاصلہ بعیدہ سے
اس قیامت کی حرارت پونہچ رہی ہے جب کچھہ پتا نہ چلا تو گردن جھکا کر آخر کو یہہ کہنا پڑا کہ پروردگار
اپنی مخلوق کو تو خود ہی خوب جانتا ہے **ماہتاب** رات کا بادشاہ ہے شب کو اپنا دربار گرم
کرتا ہے اور ستارونکی فوج ہمراہ لیکر دنیا کی سیر کو نکلتا ہے سب اوسے دیکھتے ہین اور سب جانتے ہین انتہا یہ
کہ دو تین برس کا بچہ بھی شب ماہ مین اوسکی طرف دیکھتا ہے اور اوسکے پکڑنیکو دونون ہاتھہ پھیلاتا ہے مگر باایہمہ
روشناسی کوئی اوسکی حقیقت نہین بیان کر سکتا سمجھنے والا آدمی یہہ نہ کہے تو کیا کہے ؎ چہ نسبت
خاک را با عالم پاک ٭ **آسمان** جسکے خوشرنگ نیلگون دامن پر تمام ستارے درِ غلطان کیطرح
ادہر سے ادہر ڈھلک رہے ہین کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسکی خلقت یا علت خلقت سے ہم واقف ہین ہرگز
نہین اور اگر کوئی دریدہ دہن اس امر مین لب کہولے تو وہ یاوہ گوئی اور ہرزہ درائی مین اپنا جواب آپ ہی ہے
ستارون کی رفتار کے طرق اگرچہ ہمارے کام آرہے ہین فصلونکی تغیرات سال و ماہ کا شمار بتا
رہے ہین مگر اس حیرت انگیزی سے کہ عقل انسانی انکے ساتھہ چکرا رہی ہے کہ یہہ کیونکر ہین اور کس
آلہ کے ذریعہ سے ہین **قطب** کے نام سے تمام آسمان پر اوسکیطرف ایک ستارہ نظر آرہا ہے اور ستارے اوسکے یمین و یسار
اس ہیئت سے اوسکا طواف کر رہے ہین کہ ہمیشہ شکل مثلث متساوی الاضلاع قایم رہے ان دونون ستارونکے
علاوہ اور بہت سے ستارے جنکی اہل نجوم نے مختلف شکلین قایم کرلی ہین اسی متبرک ستارے کا شبانہ روز
طواف کر رہے ہین تمام بر و بحر مین سمت کا بتانا اسی کا کام ہے اوسکا آسمان پر عجب احترام ہے جیسے زمین پر
کعبہ اس کعبہ کو کعبۃ الارض کہتے ہین تو اوسے **کعبۃ الافلاک** کہنا زیبا ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

وہی خالق کل سب کا عزت دینی والا ہے جسکو چاہے زمین پر عزت دے جسکو چاہے آسمان پر عزت دے اَلْعِزَّتُ لِلّٰہِ جَمِیْعًا وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اگر اس عزت کو کچھ سمجھتی ہونگی تو وہی سمجھی ہونگی جو دنیا میں مرتبہ قطبیت کو فایز ہوی ہونگے اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ یا بیسا کہ مشہور ہے کہ ولی را ولی میشناسد دنیا کا قطب بھی اسی عزت سی ہے کہ ہر وقت دو غوث جو اوسکے نایب ہین ہین دیار حاضر رہتی ہین پھر دنیا مین کون ہی جو اس نظام کو سمجھ سکے لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ **ابخرات ارضی** جو زمین سے اوٹھتی ہین اور کرہ مہر تک جاکر منجمد ہوجاتے ہین اور پھر پانی ہوکر زمین پر برس پڑتے ہین اور زبان خشک گیاہ کو تر کرتے ہین اور انسان وحیوان اور ذی روح وغیر ذی روح کی زندگی اور نشو ونما کا سبب ہوتے ہین کیا کوئی حکیم اور فلسفی اور طبیعی اس عروج ونزول بخارات ارضی کا سبب واقعی جیسا کہ ہی بیان کرسکتا ہی ہرگز نہین۔ **نظیر اکبر آبادی** نے بھی کیا خوب موتی پروئے ہین ؎ پڑی پھٹکتے ہین لاکھون ملاکر وڈون پنڈت ہزارون سیانے ✣ جو خوب دیکھا تو پیاری آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے ✣ **ای پاک پروردگار تعالی شانہ** میری جان تحیر قبلہ ن جب ہم تیری مخلوق کی ماہیت اور نتیجہ خلقت سے آگاہ نہین تو ہمارے عقل کی فکر اور اندیشہ کا خیال تیری جمال تک کب پونہچ سکتا ہے۔

لمولفہ غزل

کوئی سمجھہ نہین سکتا ہے تجکو کیا ہے تو
ہمین بس اتنا ہی معلوم ہی خدا ہے تو

ہمارے عقدہ لاحل کو تو ہی کھولے گا
ترا ہی نام خدا ہی گرہ کشا ہے تو

تجھی کو ڈھونڈ رہی ہین یہہ ڈھونڈنے والے
سبھون کو جسکی طلب ہی وہ مدعا ہے تو

اگر وسیلہ کسیکا نہین رہا تو نہو ✣ ✣
ہزار شکر کہ اب میرا آسرا ہے تو

یہہ کون کہتا ہے تیرا پتہ نہین ملتا
ہماری گردنون کا ہار ہو رہا ہے تو

جو تجھسے دور ہین تو اونسے دور ہی بیشک
جو تجھسے ملگئے اونسے ملا ہوا ہے تو

یہہ کون کہتا ہے دیکھا نہین تجھی ہمنے
ہماری آنکھون مین ہر وقت پھر رہا ہی تو

پھرے جو تو مری آنکھون مین آنکھین ٹھنڈی ہون
رہے جو دل مین تو اس دل کا مدعا ہے تو

بس اب تو تجھسے ہی اکبر نے لو لگائی ہی
سمجھہ مین آگیا یہہ مسئلہ خدا ہے تو

انسان تعریف اوس شی کی کرسکتا ہے کہ جسے دیکھا ہو یا اوسکے اوصاف سے کماحقہ واقفیت رکھتا ہو۔ **اے معبود** تجھے دیکھا نہین تیرے جمال کی صفت کیونکر کیجائے آنکھین تیری دیکھنے کو ترستی ہین اور شاید ترستی ہی رہین اور دم نکلجائے کانون نے جو کچھہ سنا وہ اسنا کافی طریقے سے سنا کہ قوت گویائی کو جسکے کچھہ مدد نہین پونہچ سکتی جب **انبیا علیہم السلام** تیری حمد کرنے مین عاجز اور تیری معرفت مین حیران ہوجائین اور گھبراکر یون پکار اوٹھین مَاعَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ تو پھر غریب امت کس قطار مین ہے چونکہ کملا کا یہی دستور رہا ہی کہ اپنی اپنی تصانیف کو بابرکت بنانیکے لیئے اپنے خالق مالک ۔ رحیم ۔ کریم ۔ ستار ۔ غفار کے نام سے شروع کرتے ہین مین بھی اون اکابر کے نشان قدم پر چلتا ہون اور **تاریخ عرب** کی قبولیت عام کیواسطے ایک متبرک سرمایہ جمع کرتا ہون ۔ ✣

نظم

خدا نے دیا مصطفےٰ کو ہمین
نبیؐ نے بتایا خدا کو ہمین

نبیؐ کا کرین شکر تا زندگی ✣
سکھائی خدا کی ہمین بندگی

سر بندگی خم خدا کے حضور
نہین ہے وہ ہمسے کسیوقت دور

نہین کوئی اوسکا شریک و سہیم
یہہ مخلوق حادث ہی وہ ہی قدیم

احد ہی صمد ہی وہ ذی شان ہی
وہی مظہر سر فی شان ہی

شہنشاہی اوسکو سزاوار ہے
وہ جبار ہے اور قہار ہے

اوسیکی زمین اور اوسیکا زمان | اوسیکی رعیت شہانِ جہان
وہ رزّاق ہے اور مرزوق ہم | وہ خلّاق ہے اور مخلوق ہم
وہی بادشاہونکا فریادرس | وہی ہم غریبونکا بھی دادرس
اوسی کی طرف سبکی آنکھین ہین دا | حقیقت مین دل ہے اوسی سے لگا
جدا ہے وہی پھر ملا ہے وہی + | خدا ہے وہی ہان خدا ہے وہی
جہان دیکھئے اوسکی جلوہ گری | مگر پھر ہے ہر چیز سے وہ بری
ہماری نگاہون کا وہ نور ہے | مگر پھر نگاہون سے مستور ہے
وہی آشکارا بھی مستور بھی + | وہی پاس بھی ہے وہی دور بھی
وہی نور بھی ہے وہی نار بھی | وہ اسرار بھی اور اظہار بھی
وہ عشّاق کی گردنون کا ہے ہار | ہمارے چمن کی وہی ہے بہار
اوسیکے چمن کے ہین گل انبیا | ہین مقبول اوسکے یہ کل انبیا
گلاب انمین ہین **سید کائنات** | علیہ السلام وعلیہ الصلوات
گلِ بیخزان ہے یہی ایک گل + | اسیکا لقب ہے امام رسل

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے جواہر تبرکاً و تیمناً درج ہین ۔

امامِ رسل پیشوائے سبیل | امینِ خدا مہبطِ جبرئیل
کریم السجایا جمیل الشیم | نبی الورا یا شفیع الامم
شفیع الورا خواجۂ بعث و نشر | امام الہدا صدرِ دیوانِ حشر
شفیعِ مطاعِ نبی کریم | قسیمِ جسیمِ نسیمِ وسیم
یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست | کتب خانۂ چند ملت بشست

نماند بہ عصیان کسے در گرو
کہ دارد چنین سیّدِ پیش رو

بلند آسمان پیشِ قدرت خجل
تو مخلوق و آدم ہنوز آب و گل

تو اصلِ وجود آمدی از نخست
دگر ہر چہ موجود شد فرعِ تست

چہ نعتِ پسندیدہ گویم ترا ✣
علیک الصلوٰۃ ای نبی الورا

درود ملک بر روانِ تو باد ✣
بر اصحاب پرے روانِ تو باد ✣

خدایا بحقِ نبی فاطمہ ✣
کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامانِ آلِ رسول

رسالت رسولونکی اوسکو ملی۔
ہوا جب ظہور اوسکا دنیا ملی

ہوا پاک ملکِ عرب کفر سے
پڑے قصرِ کسریٰ مین بھی زلزلے

عرب قصر عالی عجم خانہ باغ
ایمہ اسی قصر کے ہین چراغ

اسی باغ کی ہین نہال اولیا
جمیل اولیا باکمال اولیا

بڑہا جب ہر اک نخلِ نوخاستہ
ہوا خوب یہ باغ آراستہ

جب اس باغ سے خاتم المرسلین
روانہ ہوئے سوی خلد برین ✣

صحابہ نے اسکو کشادہ کیا
بہت کچھہ بڑہایا اضافہ کیا

ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ
یہی چار ہین جانشینِ نبیؐ

یہی باغبان باغِ احمد کے ہین
نگہبان قصرِ محمدؐ کے ہین ✣

مہ و مہر انکی چمکسی ہین ماند
یہہ چرخِ کرامت کے ہین چار چاند

یہہ دینِ نبیؐ کے ہین چار آئینے
نثار انپہ ہون دس ہزار آئینے

انہین آئینون مین حق آیا نظر ✣
انہین مین ہے عکسِ نبی جلوہ گر

انہین آئینون سے صفا ہمنے لی
ضیا شمس کو بھی انہین سے ملی

جن آنکھون نے انکی نظارہ کیئے
وہ پھر آپ ہی آئینے بنگئے

ملی اولیا کو انہین کی صفا
نظر آگیا اونکو دلمین خدا

مناقب انہین کے ہین اب حاجبا
انہین کا تو ڈنکا ہے یہہ بج رہا

عرب مین منگایا عجم سے خراج
لیا نذر مین بادشاہون سے تاج

نگون سر ہوئے حکمرانِ جہان
انہین کا تھا دنیا مین سکہ روان

عجم روم چین اور ہندوستان
جہان دیکھئے ہین انہین کے نشان

انہین کے صدا کی تو ہی یہہ کڑک
کہ یورپ دہلتا ہے اسوقت تک

صحابہ کا ہر فرد تھا شیر نر
سبہونکو بہروسا تھا اللہ پر

ندر کے کسی سے بھی طالب نہی
وہ تھا کون یہہ جسپہ غالب نہی

انہین اپنی تلوار پر ناز تھا
کہ ایک انکا انجام و آغاز تھا

اکیلے ہزارون سے لڑتے رہے
پر پھر بھی غالب ہی پڑتے رہے

جہان انکے ہاتھون نے گاڑا علم
ہوا ملک کا ملک زیرِ قدم

قتال انکو شادی سی کچہہ کم نتہا
لڑے یہہ ہزار و نسے پر غم نتہا

جہان مونہہ سے **اللہ اکبر** کہا
اوسی وقت تھا خاتمہ جنگ کا

ہے **اللہ اکبر** کلیدِ ظفر
ہے ہمکو اسی سے امیدِ ظفر

یہی نام تو غازیون کی ہے جان
یہی کافرون کے لیئے ہے امان

علم فتح کے ہر طرف گڑ گئے
یہہ جس آدمی شاہ سے لڑ گئے

سلاطین عالی منش دب گئے
جہان چڑہکے یہہ بندۂ رب گئے

ہرقل و مقوقس مسلمان ہوئے — صداقت پران سب کی قربان ہوئے
یہہ اسلام کا بندوبست اہتمام — انہین پیشوایان دین کا ہی کام
ابوبکرؓ تھے یار غارِ نبی۔ — نبی سے انہین استقامت ملی
یہی سب سے اول ہین تصدیق مین — یہہ سرحلقہ ہین اہل تحقیق مین
صحابہ مین سب سے مقدم ہین یہہ — وہ اقطاب ہین قطبِ اعظم ہین یہہ
بزرگی ہے صدیق کی متفق — ہوئے متبع انکے سب اہلِ حق
حدیثون مین حضرت کی تعریف ہے — کتاب خدا مین بھی توصیف ہی
سند سے یہہ پونہچی ہے آیت ہمین — ہے اتقی الذی سورۃ اللیل مین
یہہ آیت ہی صدیق کی شان مین — پڑہو دیکھو تفسیر و قرآن مین
ہے اکرم بھی موجود تر آنین — یہہ آیت بھی ہی آپ کے شانین
ہوئے پہلے یہہ جانشین نبی — عمرؓ کو پہر انسے یہہ نعمت ملی
ہین محفوظ یہہ ایک سر پوش مین — کہ دونون نبی کی ہین آغوش مین
رہی حشر تک اپنے صاحب کے پاس — انہین اہل حق کہتے ہین حق شناس
خدا نے انہین عدل روشن دیا — عمرؓ نے خلافت کو چمکا دیا
عجب انکا اقبال تھا اوج پر — ملاتے تھے شاہ انسے نظر
نگہ ان کی جس پر پڑی کانپ اوٹھا — جو للکارا ضیغم کو وہ ہانپ اوٹھا
سنا ہی جب ایمان لائے عمرؓ — اوسی دن ہوی ہی اذان بام پر
خدا کا حرم سب کا سب گونج اوٹھا — جب اللہ اکبر پکارا گیا
بتون نے کہا کعبہ سے ہم چلے — یہی دین دنیا مین پہولے پہلے

چراغ کنشت آج گل ہوگیا
چلے بت جہانسے یہہ غل ہوگیا

عمرؓ کی جلالت کا ڈنکا بجا
کہ مومن ہوا آج وہ باخدا

خدا نے نبی کی دعا کی قبول
ہین شکرانے کی سجدے مین ابرسولؐ

نچھوڑا پیمبرؐ کو پھر عمر بھر
نبیؐ کی تہی چوکھٹ عمرؓ کا تھا سر

ملا مرکے بھی آپ ہی کا جوار
بنا حجرۂ مصطفےٰ مین مزار

رہے بہر خدمت یہہ دونون وزیر
کوئی ہے زمانے مین انکا نظیر

نبیؐ ایک ہین اور سائے ہین دو
درود انپہ اے اہل ایمان پڑہو

حیات ابد ہے نبیؐ کو ملی
وہی زندگی ان کی ہے زندگی

ہے وزن ایک عثمانؓ و قرآن کا
ہے ذات انکی سرچشمہ ایمان کا

مسلمانون پر ان کا احسان ہے
کہ ہر گھر مین موجود قرآن ہے

ہے ایمان کی جڑ یہ قرآن پاک
نہو یہ تو پھر کیا ہے دنیا مین خاک

ہدایت کا باعث یہ قرآن ہے
ہدایت ہی قرآن کی شان ہے

یہی شان عثمانؓ کو ہے ملی
ہے انکار اس فیض کا جاہلی

ہے قرآن زبان رسولؐ و خدا
اوسے جمع عثمانؓ نے کردیا

اسے کہتے ہین دولت بے قیاس
کلام خدا کا خزانہ تھا پاس

رسولؐ خدا کا یہہ ارشاد ہے
یہہ ارشاد اکبر مجھے یاد ہے

کہ عثمانؓ ہے میرا رفیق و حبیب
یہی ہوگا جنت مین مجھسے قریب

نبیؐ کی تہین منسوب بیتین انہین
ملین قسمتون سے یہہ نورین انہین

عرب مین غنی آپ کا تھا لقب
تھے اوس عہد مین آپ میر عرب

روایت ہی یہہ معتبر مستند
رواۃ اسکی اچھے قوی ہے سند

کہ اک سایل آیا پیمبرؐ کے پاس
وہ تھا مفلسی کے سبب بدحواس

خدا نے اوسی دین تہین دوا گیان
وہ ناکتخدا ہو گئین تہین جوان

نبیؐ سے کہا اوسنے یا شاہِ دین
مرا حال حضرت سے مخفی نہین

مری فکر کر دیجئے یا رسولؐ
کہ اس رنج سی میرا دل ہے ملول

نبیؐ نے کہا جا تو عثمان کی پاس
وہ مرد سخی ہے بڑا حق شناس

کرے گا خدا تیری حاجت روا
تجھے دیگا وہ مال بے انتہا

کیا جا کے سائل نے اوسسے سوال
کہ اے باغ جود و سخا کے نہال

مین ہون تنگدستی کا مارا ہوا
تمہارے نبیؐ کا ہون بھیجا ہوا

ہین ناکتخدا لڑکیان میری دو
محمدؐ کے پیاری اونہین بیاہ دو

قطار اونٹون کی آئی تھی شام سی
وہ مال تجارت سی سب تھی لدی

سنا اوس سے جسوقت نام نبیؐ
وہ پوری قطار آپنے اوسکو دی

علیؑ ولی شیرِ حق مرتضےٰ اعظم
امامِ جہان نائبِ مصطفےٰ

خدا نے کیا اپنا ہمنام انہین
کہ عقدہ کشائی کا ہی کام انہین

یہہ ہین قوت بازوی مصطفےٰ
انہین کہتے ہین شاہِ خیبر کشا

ہی مصحف مین تحریر ذکر آپ کا
علیؑ نامہ ہے سورۂ ھل اتےٰ

محبت سی مملو تھا دل آپ کا
اسی دل مین عشق نبیؐ تھا بھرا

سراپا محبت کی مظہر ہین آپ
جو ہین صاف دل اونکے رہبر ہین آپ

صحابہ سی تھا آپکا وہ ملاپ
کہ تھے روح ہر اک **صحابی** کی آپ

اما ہون کا دل اور ناصاف ہو
ارے یارو کچھہ بھی تو انصاف ہو

علیؑ کا دل پاک پر کینہ ہو
مری بہائیو تم خدا سے ڈرو

تقیہ ہو شیرِ خدا کے لیئے
یہہ کیا ظلم تمنے علیؑ پر کیئے

علیؑ ہین ید اللہ علیؑ ہین ولی
علیؑ سے جو انمری کسکی چلی

تقیہ تو ہے بنے والونکا کام — **تقیہ** علیؑ کے لیئے ہے حرام
جہان حق کا لینا تہا مقصود اڑی — جہان تھی جگہہ لڑنے کی لڑ پڑے
مگر وہ لڑائی عداوت نہ تہی — ہماری تمہاری جہالت نہ تہی
بزرگی **خلافت** کی تہی ستند — اوسی کے لیئے تہی یہ سب جد و کد
مگر تہا نہ دلمین کچہہ اسکا خیال — نہ غصہ نہ کینہ نہ رنج و ملال
یہی تو ہین سر دفتر اولیا — امامت کا انسے ہے رتبہ بڑہا
ہین ضرب المثل اس شرافت مین آپ — اماموں کے جد ہین اماموں کے باپ
عرب کی شرافت ہی ضرب المثل — عرب کو اسیکا تو ابتک ہی بل
مگر آپ ہین اون شیر لغون مین شاہ — ستادون مین جسطرح روشن مہ
کریم آپ اولاد بہی سب کریم — کرامت کی دریا کے در یتیم
ید رمہر روشن پسر ماہتاب — غلام انکے سلطان عالیجناب
امام حسنؓ ہین نبوت کی شان — حسینؓ شہید اس امامت کی جان
سب اولاد اونکی جمیل الشیم — شفیع الورا یا وسیع الکرم
سخاوت کو فخر آپ کی ذات سے — فقیرونکو ہے فیض سادات سے
غنی کردیا جسکو کچہہ دیدیا — جو کچہہ چاہا اللہ سے لے لیا
خدا اون کو دیتا ہے دنیا کو یہہ — پلا دیتے ہین شربت اعدا کو یہہ
انہین دشمنون سے بہی ہے دوستی — یہہ سیرت ہے ترکہ مین ان کو ملی
نسب انسے جسکا ملا پاک ہے — یہہ ہین پاک انکا خدا پاک ہے
ستارونمین بہی انکی ہے روشنی — زمین انکی خاک قدم سے بنی
بنا نور سے ان کے عرش برین — انہین کا فلک ہے انہین کی زمین
ہے سورج مین انکی جلالت کی شان — قمر مین ہے انکی صباحت کی شان

یہہ فیاض ہین یعنی فیاضِ خلق
دو شالو نپہ ممتاز ہے انکا دلق ✤

انہین کے ہین فرزند محبوب پاکؒ
زمین نور سے انکے ہے تابناک

ہے بغداد حضرت کی آرامگاہ
فلک اشتباہ و ملایک پناہ

انہین کے گھر گوشہ خواجہ معین ✤
ہوے ہند مین آکے غربت گزین

ہی اجمیر پاک آپ کی خانقاہ
یہین جلوہ گر آپ ہین مثلِ ماہ

انہین کے ہین نورِ نظر بو العلاؒ
شہِ ملکِ عرفان ولی خدا۔

نواسی ہین یہہ خواجہ احرارؒ کے
جگر بند ہین شاہ کرارؒ کے

شہِ ہند ہین شاہ ہند الولی ✤
وزارت ہی اون کی انہین کو ملی

ہے اجمیر تخت شہِ بے نظیر
ہی یہہ اکبر آباد قصرِ وزیر

عجب شہر ہے آگرہ واہ واہ ✤
ہے دو بادشاہونکی آرامگاہ ✤

یہین دفن ہی اکبر خوش سیر
ہمایون کا اکبر ہے لختِ جگر

یہہ فرمانروای مین کے مثل تہا
کہ تہا صلح جو اور کشور کشا

جہانگیر کا پور شاہ جہان
ولی کہتے ہین اسکو پیر و جوان

اسی اکبر آباد مین وہ بہی ہے
مبارک صفت اور فرخندہ پے

غرض آگرہ ہے مبارک بلد
سلاطین کا مدفن ولی کی لحد

منقبت حضرت قبلہ عالم قطب اکرم پیر دستگیر مولینا سید شاہ محمد قاسم ابو العلائی داناپوری قدس اللہ سرہ

پلا ساقیا بادہ صاف و پاک
کہ مین مست ہو جاون روحی فداک

مجھے مدحتِ پیر لکھنی ہے اب
ہی عالی حسب وہ صحیح النسب

رسولِ خدا کا وہ فرزند ہے — علیؑ اولا کا جگر بند ہے
سیادت کے دریا کا گوہر ہے وہ — شرافت میں یکتا جو ہر ہے وہ
وہ باغ ولایت کا سرو سہی — ولی کہتے ہیں اسکو ھذا الولی
پڑی جب نظر روئے پرنور پر — صحابہ کے انوار تھے جلوہ گر
سخاوت ائمہ کی ہاتھ آئی تھی — کرامت رسولوں کی سی پائی تھی ✣
وظیفہ میرا آپ کا نام ہے — یہی ورد اب صبح اور شام ہے
شہ قاسمؒ پاک محبوبِ حق — کہ افلاک ازدفترش ہ ورق
رقم شد زراہ صفا نقش فیل — جمیل جمیل جمیل جمیل
دلم باد خاکِ رہ آن ولی ✣ — بجاہ محمد بحق علی
بچشم جمالش بود جلوہ گر — کہ در چشم من تا خراند نظر
سرو کارِ من باد با او مدام — بود در تنم تا کہ جان را قیام
برم عشق وسودای او در لحد — بماند بخواب منِ او تا ابد ✣
سرم بر درش باد او در خیال — چو او در خیال است دارم وصال

سبب تالیف کتاب تاریخ عرب

میرے فرزند رفیق عزیزی شیخ احمد حسین ابوالعلائی میاں فیاض الدین خان سلمہ اللہ تعالی نے مجھسے بڑا اصرار کیا کہ حرمین شریفین زادہما اللہ تشریفاً وتعظیماً کے حالات مفصل معلوم نہیں ہیں نہ مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی فضیلتیں معلوم ہیں اکثر مسلمان حج کو جاتے ہیں اور بغیر زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واپس چلے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ زیارت قبر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ضروری امر نہیں ہے چونکہ ہمکو اسکا حکم معلوم نہیں ہم چپ ہو رہتے ہیں اگر آپ ان امور کی تحقیق کر کے اس

بیان مین ایک رسالہ لکھدین تو ہماری بہائیون کے کام آئے اور عام مسلمانون کو بھی نفع پہونچے
مینے اونسے کہا کہ میرے لائق وفایق دوست مولوی محمد وارث علیصاحب جو کتاب موسوم بہ
شمس التواریخ لکھہ رہے ہین اور وہ آٹھہ سو صفحون تک پہونچ چکی ہے وہ ان امور کیواسطے
کافی و وافی ہے مینے اوسے لفظ بلفظ دیکھا ہے وہ کتاب واقعی قابل قدر ہے اور بڑے
تحقیق سے لکھی جاری ہے مگر وہ اپنے اصرار سے باز نہ آئے اونکے سوا اور عزیزون نے بھی
اونکی شرکت کی مجبوراً کمر ہمت باندھنی پڑی اور مینے اسی ماہ ربیع الاول شریف کی ۱۴ ارسنہ ۱۳۱۸ ہجری
مین اللہ کا نام لیکر اسکا آغاز کیا اب اپنے اللہ سے جو میرا ہر حال مین معین اور کفیل ہے اس اہم
مقصد مین بھی مدد چاہتا ہون وما توفیقی الا باللہ وتوکلت علی اللہ ؎

درین دریای بے پایان دمین طوفان موج اقرا		دل افگندیم بسم اللہ مجریہا ومرساہا ؎	

عرض حال خود

میرا نام محمد اکبر ہے میرے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت سید شاہ **محمد سجاد** ابو العلائی دانا
پوری ہے میرے جد امجد حضرت مولینا شاہ **تراب الحق** قدس سرہ حضرت مولوی
سید شاہ طیب اللہ نقاب پوش قدس سرہ کے دوسرے فرزند تھے
اور میرے دادا صاحب کے بڑے بھائی **حضرت شاہ بہار الحق** قدس سرہ تھے اور یہی
اپنے والد ماجد کے سجادہ نشین تھے میرے دادا صاحب کی علمی استعداد پوری نہ تھی مگر حضرت
شاہ بہار الحق قدس سرہ فاضل جید تھے میرے پردادا حضرت نقاب پوش تھے مینے آپکی
زیارت نہین کی مگر بزرگون سے سنا اور اونکی بیاضین اور سفینہ جات دیکھے اوسی معلوم ہوا
کہ وہ بڑے فاضل اجل تھے اور نسخ اور نستعلیق کے بڑی خوشنویس اونکے والد ماجد **حضرت**
مولینا امین اللہ شہید بڑے زبردست عالم تھے اور اونسے اوپر جملہ بزرگوار اکابر
فقہ اور جملہ علم سے آراستہ چلے آتے طریقہ فقہ میرے خاندان مین آباً عن جد چلا آیا ہے یہہ سب

بزرگوار رضوی سادات سے ہین مگر میرے والد ماجد کا نسب زیادہ تر باقی ہے یعنی حضرت غوث پاک کی اولاد سے تہین جب حضرت شاہ طیب اللہ نقاب پوش قدس سرہ نے رحلت فرمائی تو بڑے صاحبزادے یعنے حضرت شاہ بہار الحق سجادہ نشین قرار پائے جب آپکا زمانہ رحلت قریب پہونچا تو آپنے اپنے بہائی حضرت شاہ تراب الحق قدس سرہ کو بلاکر فرمایا کہ مینے اپنی طریقہ کی سجادگی تمہاری بڑے فرزند **نورچشم محمد قاسم** مدعمرہ کو دی میری نظر مین وہ کمال سعادتمندی سے سرمایہ اور استعداد علمی بہی کافی و وافی رکہتا ہی فقیر کو جاہل نہ ہونا چاہئے جب وہ **الہ آباد** سے یہان آئین تو سب صفائین جنمین مینے اونکے واسطے خلافت نامہ اور رسائل لکہدی ہی حوالہ کر دینا اور آپ چند روز بعد رحلت فرمائی میرے ایک چچا حضرت شاہ محمد واجد صاحب جو والد سے بڑے اور حضرت پیر و مرشد سے چہوٹے تہے گو حضرت سید شاہ محمد واجد قدس سرہ کا سرمایہ علم رسمی بہت زیادہ نتہا مگر بیان اور حالت اونکی نہایت سریع الاثر تہی الحمد اللہ کہ اونکی اولاد موجود ہے اور سب خوش ہین میرے حضرت والد ماجد قدس سرہ کی درسی کتابین تمام تہین مگر علوم دینیہ مین بالغ استعداد رکہتے تہے مسایل فروعی و اصولی نہایت قوی مستحضر تہے مینے بہی جو کچہہ پڑہا اپنے حضرت پیر و مرشد برحق قدس سرہ سے پڑہا میری بہی یہی حالت ہی کہ معقول کے ساتہہ مجہے مناسبت نہ تہی نہ اب ہی ضروری علم دین سے واقف ہون جب سے حضرت پیر و مرشد کے غلامون کے سلسلہ مین نام لکہوایا ہے اور شغلون سے کنارہ کشی کی مگر کچہہ کچہہ لکہنے پڑہنے کا شغل ہوجاتا ہی کبہی کبہی کچہہ نظم بہی کرلیتا ہون گو اوسمین پوری واقفیت تو نہین ہے مگر دل بہلانیکے لیے کافی ہے چونکہ میرے خاندان مین عطیہ شاہی کے ذریعہ سے بہت تمول تہا کسیکو روزگار انگریزی کی ضرورت نتہی تو خانہ نشینی کی حالت مین کوئی دل بہلانیکا وسیلہ تلاش کیا جاتا تہا تو بعد تحصیل علوم ظاہریہ اکثر فکر سخن ہی وہ وسیلہ قرار پاتا تہا یہی سبب مجہے بہی مشق سخن کا واقع ہوا بالفعل ایک تذکرہ شعرائے اردو کا بہی زیر تصنیف ہی اور وہ نظم ہوگا کئی ہزار اشعار اوسکے لکہہ چکا ہون جب سے تاریخ عرب مین ہاتہہ لگایا ہے وہ تذکرہ اوسکے تکمیل تک ملتوی کر دیا گیا ہی میرے خاندان مین انگریزی ملازمت میرے حضرت

پیر و مرشد قدس سرہ کے عہد سے شروع ہوئی ہے حضرت قدس سرہٗ نے سیدنا ابو العلا رضی اللہ عنہ کے مزار فایز الانوار کے شوق مین روزگار انگریزی اختیار فرمایا اور جب اکبر آباد کے صدر کے لیئے حکام تجویز ہوکر کلکتہ سے روانہ کیئے گئے تو ایک حاکم لمبرٹ صاحب دانا پور آئے کہ یہان سے اکبر آباد روانہ ہون اتفاقاً حضرت قدس سرہ سے اونسے ملاقات ہوگئی ۔ چونکہ اوسوقت کے حکام اہل علم کو بہت پسند کرتے تہے وہ حضرت کی قابلیت کا معتقد ہوگیا آپ کو لمبرٹ صاحب نے اپنے اجلاس کا مشل خوان مقرر کیا۔ حضرت قدس سرہ اوس حاکم کے ساتھہ الہ آباد آئے اور چار برس کے بعد یہہ صدر دیوانی کچہری اکبر آباد مین منتقل ہوگئے پہر آپ یہان آکر سررشتہ دار ہوگئے اس فقیر حقیر کی پیدایش اسی اکبر آباد کی ہے ۱۲۶۰ھ ہجری مین شعبان کی ۲۷ تاریخ کو میری ولادت محلہ نئی بستی کے ایک مکان مین واقع ہوئی یہی سبب ہوا کہ حضرت قدس سرہٗ نے میرا نام محمد اکبر رکہا میرے ایک اور بڑے بہائی تہے جو الہ آباد مین بمقام دائرہ شاہ اجمل پیدا ہوے تہے اون کا نام حضرت قدس سرہٗ نے محمد اجمل رکہا تہا اونہون نے اکبر آباد مین آکر بعمر دوازدہ سالگی انتقال کیا چونکہ اکبر آباد کی آب و ہوا کا پروش یافتہ ہون لہذا میرے مزاج کو یہین کی آب و ہوا موافق ہے اب بہی زیادہ قیام میرا اسی بلدہ مبارک مین ہوتا ہی اور اوسکے سوا بڑی بات تو یہہ ہے کہ حضرت سیدنا ابو العلا رضی اللہ عنہ کا آستانہ ہی ۔ ؎

کوچۂ یار سے نکلے کوئی کیونکر اکبرؔ	مین بہی کیا قیس کسیورت کوئی سودائی ہون

اپنی رام کہانی تو مین کہہ چکا اس تاریخ عرب کو مینے چند ابواب پر تقسیم کیا ہی۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ وَھُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۵

نوٹ (۱) دانا پور ضلع پٹنہ عظیم آباد مین ایک بہت قدیم بستی سادات مغول و باقری کی ہی میر یہان سے سات کوس مغرب کیطرف ہی اور پٹنہ بہی یہانسے سات کوس مشرق کیطرف ہی بستی دانا پور مین ایک محلہ سید واطہر کی نام سے مشہور تہا جب شاہ عالم بادشاہ یہان آئے اور مصنف تاریخ ہذا کو خانقاہ مین ٹہہرایا تو اونہون نے اوسکا نام شاہزادہ پور کر دیا یہہ بستی دریاے سون کی کنارہ پر جو رب پچھم آباد ہی اسی خانقاہ مین حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کا خرقہ اور نعلین اور کمندوحدت ہی جسکی زیارت ہر سال یازدہم ربیع الثانی شریف کو ہوتی ہی ۱۲

کتاب سوم

تاریخ عرب

باب اول جغرافیہ کی بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

عرب اوس ملک کا نام ہے جو ایک جزیرہ نما کی صورت مین واقع ہوا ہے اور ہمارے **دانا پور** سے سیدہا مغرب کیطرف ہے اسکی زمین پتھریلی اور ریگستانی ہے اسمین پہاڑ بہت ہین مگر بہت بلند نہین اور سب خشک گو اونمین جابجا کہین چشمے بھی جاری ہین مگر سبز پہاڑ نہین ہین وسعت اسکی یعنی محیط غربی سے بحر ہند تک اور بحر متوسط کے کنارون سے افریقہ کے ریگستان تک پہنچتی ہے وہ اقوام جو اس خطے کے بسنے والے ہین ایک ہی زبان بولتی ہین اور اونکے رسوم و عادات اور صنائع و حرفات ایک ہی قسم کی ہین اور اونمین سب سے زیادہ حصہ دنکا ہی

جو ایک ہی نبی اُمّی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہین دنیا بھر کے مسلمان گو وہ نسباً عرب ہون یا نو مسلم سبھون کا خیال اسطرف نہایت ادب و احترام سے رہتا ہی خصوصاً اس ملک مین تین شہر تو ایسے ہین کہ جس مین سوائے مسلمانون کے ایک آدمی غیر مذہب کا نہین ہے یعنی **مکّہ و مدینہ و طائف** اور مسلمانون کے مذہب مین جو فرقہ اثنا عشریہ و خارجی وغیرہ ہین وہ بھی ان تینون شہرون مین نظر نہین آتے اثنا عشری جو حج کرنیکو جاتے ہین وہ ..... کا برقعہ منہ پر ڈالکر حاضر ہوتے ہین اور اہل سنت والجماعت کے جو چار مصلے وہان ہین اونہین کسی ایک کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہین تیرہ سو برس سے مسلمانون کے مذہب کی بنیاد قائم ہوئی ہے جب سے آجتک یہہ شہر متبرکہ سوائے مسلمانان اہل سنت والجماعت کے اور کسی کے تحت حکم نہین ہوا اگر اہل انصاف اس امر پر تامل کی نظر کرین تو اہل سنت والجماعت کے فخر و مباہات و حقانیت کے لیے یہہ بات کم نہین ہے **حضرت ظلّ سبحانی امیر المومنین فرمانروای کشور دین خلیفۃ المسلمین خادم الحرمین الشریفین سلطان ابن السلطان ابن السلطان عاشق رسول رب العالمین سلطان المعظم مولینا عبد الحمید خان غازی** خلّد اللہ ملکہ اجمل ان دونون بقعہ متبرکہ کے خادم اور تمام ملک عرب کے مالک ہین تمام مسلمانان روئے زمین نے آپ کو اپنا خلیفہ مان لیا ہے کوئی مسلمان ایسا نہین ہے کہ جس کے سامنے آپ کا نام لیا جائے اور وہ دفعتہً یہہ نہ بول اوٹھے خلّد اللہ ملکہ وطال اللہ عمرہ یعنے مکہ معظمہ مین جیسا ترکون کو آپ کے نام کا عاشق پایا ویسا دوسرون کو نہین اب قریب قریب مسلمانان ہند بھی ویسی ہی حالت اور عقیدت پیدا کرتے جاتے ہین **روم و روس** کی لڑائی نے تو مسلمانان ہند کے دلمین سلطان کی محبت کا تخم بو دیا اور **یونان** کی لڑائی مین وہ تخم سرسبز ہوا الحمد للہ اب وہ بار آور ہوا چاہتا ہے **مسلمان** بادشاہ تو اور بھی ہین مگر اسقدر شیفتگی مسلمانونکو اور کسی مسلمان بادشاہ کے ساتھہ نہین ہے اس کا سبب یہہ ہے کہ انکا **لقب**

خادم الحرمین الشریفین ہے روضہ رسول اللہ صلے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سرہانے کیطرف یعنی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور حضرت صدیق اکبرؓ یار غار رسولؐ اللہ کے درمیان ایک قندیل آویزان جسکا نام **ثریا** ہے اوسمین بڑے بڑے قطعات جواہر کے جڑے ہوئے ہین روشن ہوا کرتی ہے وہان قندیلون مین زیتون کا تیل جلتا ہی **ثریا** کا بچا ہوا زیت پارسل کرکے سلطان کے واسطے تحفہ جاتا ہی سلطان خلد اللہ ملکہ کہانے کے شروع کرنیکے وقت پہلے روٹی کا ٹکڑا **ثریا** کے زیت مین ڈبوکر کہا لیتے ہین اور پھر کوئی کہانا کہاتے ہین مجھسے مولوی رحمت اللہ نزیل مکہ معظمہ علیہ الرحمتہ والغفران خود کہتے تھے کہ سلطان نے فرمایا کہ بن حرمین الشریفین مین حکومت نہین کرتا مین تو وہان کا ایک خادم ہون سلطان نے مکہ معظمہ مین طرز حکومت کو اصلا نہین بدلا سفرای دول یورپ نے جدہ شریف مین سلطان سے عہدنامی کی کچھہ اصلاح چاہی مگر آپ نے انکار کیا۔

الٰہی خسرو عبد المجید عالیجاہ ۔۔۔ رہے زمانہ مین تا عہد دور مہر و ماہ ٭

جہان مین اس سے زیادہ ہو شوکت اسلام ۔۔۔ بحق اشہدان لا الہ الا اللہ ٭

جو سفیر کہ جدے مین رہتے ہین وہ جدہ شریف کی شہر پناہ کی چہار دیواری سے اگر بغیر حکم حاکم جدہ مکہ معظمہ کی طرف قدم بڑہائے اور وہ مارا جائے تو سلطان اوسکے ذمہ دار نہین کوئی کافر جدہ کی چہار دیواری سے باہر مکہ معظمہ کیطرف قدم بڑہا نہین سکتا کوئی سفیر اگرچہ وہ کسی دولت کا موجدہ شریف مین گہوڑے پر چڑھکر نہین نکل سکتا مین حج سے واپسی کے وقت جہاز کے انتظار مین ایک مہینے تک جدہ شریف مین مقیم رہا ایک روز معلوم ہوا کہ **عثمان نوری** باشا جدہ مین دفعتًا پہونچگئے شہر مین تہلکہ تہا کہ بغیر اطلاع یہ کیون آئے انکا معمول تہا کہ جب آتے تہے تو ایک روز پہلے اطلاع ہوتی تہی آخر کو دوپہر کے وقت یہہ بات تحقیق ہوئی کہ عیسائیون نے چوری سے شرابین منگوائین تہین اوسکی خبر انکو ہوگئی آتے ہی تمام شراب کے کنستر ضبط ہوگئے اون عیسائیون کو قرار واقعی سزا ملی اور وہ سب شراب سمندر مین اوندیل دی گئی **عرب** کا

تمدن مشہور ہے افسوس ہے کہ کسی مسلمان مورخ نے اسطرف توجہ نہین کی اسوقت ہماری سامنے جو کتابین کھلی ہوئی ہین وہ عیسائیون کی ہین اور ان لوگون نے بڑی عرق ریزی سے عرب کی تاریخین لکھی ہین جنکا ہم مسلمان اقتباس کر رہی ہین ان روزون ہمارے معزز کرم فرما شمس العلما مولوی **سید علی بلگرامی** طال اللہ عمرہ نے ایک انگریزی تاریخ کا ترجمہ کیا ہے جسکا نام **تمدن عرب** ہے واقعی مسلمانون پر بڑا احسان کیا ہے مین بھی اس کتاب کا خوشہ چین ہون ادہر **اکبر آباد** مین ایک کتاب عرب کے حالات مین اور تصنیف ہو رہی ہے جسکا نام شمس التواریخ ہے اور مصنف اوسکے میرے لائق و فایق دوست مولوی وارث علی صاحب ہین اور عزیزی میان امیر الدین اپنی سرمایہ سے اوسے طبع کرا رہے ہین وہ کتاب پچاس جز تک چھپ کر شایع ہو چکی ہے مینے اوسے لفظ بلفظ دیکھا ہے بہت مفید ہے مینے بھی بعض احباب کے اصرار سے اس میدان وسیع مین قدم رکھا ہے اللہ سے توفیق چاہتا ہون مین تو جو کچھ ہون وہ ہون ؎ مرا در سخن گرچہ آن پایہ نیست ✣ ولی خاک فطرت تنک مایہ نیست ✣

عرب یعنی ملک عرب جس زمانہ مین کچھ نہ تھا اور عارضہ بت پرستی مین مبتلا ہو کر ذی فرش ہو گیا تھا اوسوقت کے بھی اس کے جو کارنامے ہین وہ ایسے ہین کہ دوسرے متمدن لوگون سے زیادہ قوی تھا **عرب** یعنی عرب کے رہنے والے ہمیشہ سے جنگجو قوم ہے اسکی بہادری کے کارنامے آجتک دنیا مین مشہور ہین اسکی سخاوت و مہمان نوازی اور شاعری بھی مشہور عالم ہے گھوڑا جو سپاہی کے واسطے مثل آلات حرب کے ایک ضروری شے ہے اوس نے بھی فطرت سے معاہدہ کر لیا ہے کہ مین سوائے سرزمین عرب کے اور کہین اپنی نسل نہ ظاہر کرون گا جسطرح آدمیونکی نسب نامے بہت احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھے جاتے ہین اوسیطرح گھوڑونکے نسب نامے بھی عرب کو زبانی یاد ہوتے ہین انکی بود و باش کا طریقہ نہایت عمدہ ہے جن لوگون نے عرب کے دیہات اور قریہ کے لوگون سے اتحاد پیدا کیا ہے اور اونمین جا کر رہے ہین وہ ایسے خوش اسلوبی کے حالات بیان کرتے ہین کہ حیرت ہو جاتی ہے

مہمان نوازی کا یہہ حال ہے کہ اگر کوئی مسافر انکے گہر مین جاکر ٹھہرے اوس کے پاس کچھہ کہانے کو نہو تو وہ ایک بکری اگرچہ اوسکے شیر خوار بچے کی زندگی کا سبب ہی کیون نہو وہ اوس مسافر کے لئے فوراً ذبح کر ڈالیگا اور اپنی استعداد کے موافق جسقدر تکلف ہوسکیگا مہمان عزیز کے واسطے کریگا انکی تمدن کے حالات بہت مشہور ہین اور بڑے دلچسپ ہین ایک عیسائی فریخ مورخ عرب کے تمدن کے بیان مین یون لکھتا ہے اوس کا ترجمہ ہمارے معزز دوست مولوی سید علی بلگرامی نے کیا اوسکی عبارت مین یہان بجنسہ نقل کئے دیتا ہون وہ یہ ہے عربون کے تمدن مین جسقدر زیادہ خوض کیا جائے اوسیقدر نئے نئے واقعات پیدا ہوتے جاتے ہین اوسیقدر مطلع صاف ہوتا جاتا ہے تھوڑی سی تحقیق کے بعد ثابت ہوجاتا ہے کہ ازمنہ متوسطہ مین یونان اور روم کے تمدن کا علم عربون ہی کے ذریعہ سے پھیلا تھا اور پانسو برس تک ممالک یورپ کے مدارس عربون ہی کی تصنیفات پر جاکئے اور کیا بلحاظ ترقی دولت اور کیا بلحاظ ترقی علمی و عملی وہ عرب ہی تھے جنھون نے یورپ کو مہذب بنایا جب اونکی تحقیقات علمی اور اونکی ایجادون پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسی قلیل مدت مین اون سے زیادہ کسی قوم نے ترقی نہین کی اور جب اون صنعت و حرفت پر نگاہ ڈالی جاکے تو ثابت ہوتا ہے کہ اونکی ضنائع مین ایک ندرت اور جدت ہے جس کا مقابلہ نہین ہوسکتا انہی کلامہ جب کعبہ معظمہ کی ابراہیمی بنیاد بھی نہ پڑی تھی تو یہہ جگہہ ایک ریگستان اور سنگستان تھی جب حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام اپنے فرزند نوزائیدہ حضرت اسمٰعیل اور اونکی مان ہاجرہ کو یہان چھوڑ گئے تھے تو یہہ زمین بالکل غیر آباد تھی حضرت اسمٰعیل جو بالکل شیر خوار تھے گرمی کی شدت سے خاک پر تڑپ رہے تھے مان کا حرارت کی وجہ سے دودھ خشک ہوگیا تھا مان جوش محبت مین ادہر ادہر پانی کی تلاش مین دوڑ رہی تھین کہ خیر دودھ نہ سہی پانی ہی کہین سے ملجائے تو چند قطرے بچے کے حلق مین ٹپکا دئے جائین وہان دو پہاڑ تھے صفا اور مروہ قریب قریب کبھی اس پہاڑ پر جاتین کبھی اوس پہاڑ پر جاتین

یہہ آمد و رفت اونکو سات بار واقع ہوئی مرۃ آخر مین اونکو وہین کی ہموار زمین سے ایک جگہہ
پانی جوش کرتا ہوا نظر آیا یہہ اوسطرف دوڑین اور جلد جلد اوسکو وہین کی ریت سے گہیر دیا
اسیکا نام چشمہ زمزم ہے زبان سریانی مین زمزم کے معنی ٹھہرنے کے ہین پانی بہتا
جاتا تہا آپ اوسکو گہیرتی جاتی تہین اور کہتی جاتی تہین کہ زم زم یعنی ٹھہر ٹھہر خدا کے
حکم سے وہ چشمہ جاری رہا جب قوم جرہم کا قافلہ راہ بہول کر ادہر آگیا تو اوس قافلہ کے
سردار نے حضرت ہاجرہ کو اپنی بیٹی بنایا اور اوسی زمین مین بسنے کی اونسے اجازت لی پہر
یہہ کنوان بنایا گیا اسکے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہان خانہ کعبہ بنایا اور اپنی اولاد
کے بسنے کے واسطے اور اونکو فواکہ سے رزق دینکے لیئے دعا مانگی وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً
لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا
بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ○ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا
اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ یہہ سرزمین اولاد اسمٰعیل
سے آباد ہوئی پہر ایک زمانہ وہ ہوا کہ اسی خانہ کعبہ مین تین سو ساٹہہ بت سج رہے تہے مگر جب ارادت
قادر لم یزلی نے چاہا بات کی بات مین اوس بقعہ متبرکہ کو پاک وصاف کر دیا اور وہ سیکڑون
برس کا بتخانہ پہر مسجد قرار پایا تمدن عرب کا عیسائی مورخ لکہتا ہے کہ **عربستان** گہوارہ
مذہب اسلام اور مولد و موطن اوس عظیم الشان حکومت کا ہے جسکو **خلفائے راشدین**
اسلام نے قایم کیا یہہ عرب ایک بہت بڑا جزیرہ نما ہے جس کا ایک حصہ ریگستان
ہے اور جس کے تین طرف تین سمندر واقع ہوئے ہین یعنی مغرب کے جانب **بحر احمر** مشرق
کیطرف **بحر عمان** اور **خلیج فارس** اور جنوب کیطرف **بحر ہند** مغرب کی جانب
یہہ جزیرہ نما افریقہ سے ملا ہوا ہے اور مشرق کیطرف ایشیا ہے اور اس کے حدود مشرقی و
مغربی و جنوبی وہ سمندر ہین جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اس جزیرہ نما کی حد شمالی اسقدر صاف
اور آسان نہین ہے یعنی یہہ حد اسطرح پر قایم ہوتی ہے کہ غزہ جو فلسطین کا ایک شہر ہے

اور بحر متوسط پر واقع ہے ایک خط جنوب سے **بحر لوط** تک کھینچا جائے اور وہان سے دمشق اور دمشق سے دریائے فرات کے کنارے کنارے لاکر خلیج فارس مین ملا دیا جائے تو اس خط کو حد شمالی عربستان کی کہہ سکینگے اس جزیرہ کا زیادہ طول ۲۳ درجہ یعنی ۱۵۵۵ میل ہے اور اسکا زیادہ سے زیادہ عرض ۶۲۲ میل ہے اور جملہ رقبہ سطحی ۱۸۶۶۰۰ مربع میل ہے کسی قدر زاید اور ملک فرانس کے رقبہ کا چھہ گنا ہے **عربستان** کی مردم شماری محقق طور پر معلوم نہین ہے چند سال قبل ایک کرور کا اندازہ کیا جاتا تہا لیکن جدید تحقیقات کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع اسکی نصف ہی آن باشندون مین سے کم و بیش دس لاکھہ بدوی ہین اگر اس جزیرہ نما کی شکل ظاہری غور کیا جائے تو یہہ مثل صحرائے افریقہ کے ایک عظیم الشان مسطح میدان ہی جس مین صحرای افریقہ کیطرح سوکھے ساکھے ریتیلے پتھریلے خطے شاداب زرخیز خطون کے ساتھہ ملے جلے ہین اس میدان کا اوتار خلیج فارس کی طرف واقع ہوا ہے سرزمین کی غیر متناہی صحراون کے بیچ بیچ مین وادی اور پہاڑی حصہ ہین جن مین سیکڑون قریے اور شہر آباد ہین اور جنکے باشندے زراعت پر بسر اوقات کرتے ہین ریگستان کے رہنے والے خانہ بدوش بدوی ہین جو ہمیشہ مسافرت کی حالت مین رہتے ہین **عربستان** کے وسطی خطہ کا نام **نجد** یعنی سرزمین بلند ہے اور اوسکو ایک سرسبز شاداب جزیرہ کہنا چاہئے جسکے ارد گرد پانی کے عوض مین پہاڑ اور ریگستان واقع ہوئے ہین تخمینہ یہہ ہے کہ نصف ملک زرخیز اور شاداب ہے اور نصف ملک خشک اور غیر آباد نقشے کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر آباد حصہ کسی قدر زیادہ ہے لیکن اصل یہہ ہے کہ اس ملک کے جغرافیہ کو ہم ابھی پورے طور تحقیق نہین کر سکے جس جگہہ پر سیاحون کا گذر نہین ہوا وہ خالی دکھائی گئے ہین **عربستان** کے ملک مین کئی زنجیر پہاڑون کے واقع ہوئے ہین جنکی تحقیقات اچھی طرح نہین ہوئی اون زنجیرون کی جو **بحر احمر** کی جانب مشرق کو ہین زیادہ تر تحقیقات ہوئی ہے ان مین سے بعض پہاڑ دو ہزار سات سو پینتیس (۲۷۳۵) گز بلند ہین ایک خاص بات عربستان مین یہہ ہے کہ اس ملک مین ایسی ندیان اور رودخانے نہین ہین جن مین ہمیشہ پانی رہتا ہو جو ندیان ہین بھی وہ اکثر

سال کے مہینون مین خشک رہتی ہین یہہ خشک ندیان جنہین وادی کہتے ہین ملک کی ہر حصہ مین موجود ہین اور انہون نے ملک کو ہر طرف سے کاٹ کر مشبک کر رکہا ہے ایام بارشمین جب ان ندیون مین پانی آتا ہے تو یہہ مثل بڑی بڑی ندیون کے نظر آتی ہین۔ جب سے تواریخ انسانی شروع ہوئی ہے عربستان ہمیشہ سے خشکی اور گرمی اور کم خیزی مین مشہور ہو رہا ہے اور یہہ خشکی جنگلونکی نیست و نابود ہو جانے کیوجہہ سے پیدا ہوئی ہے جیسا ہم اسوقت **الجزائر** مین دیکہہ رہے ہین جو رومیون کے وقت مین نہایت سیر حاصل ملک تہا لیکن اب خشک اور غیر آباد ہو گیا ہے۔ اگر بارش کا موسم جو اکثر کئی مہینے رہتا ہے نہ ہوا کرتا تو عربستان کا ملک گویا بود و باش کے قابل ہی نہوتا اور اب بہی جب کسی سال بارش کی کمی ہوتی ہے تو کل خطہ جسمین بارش نہین ہوتی وہ تباہ ہو جاتا ہے اور اس غیر قابل برداشت خشکی کے ساتہہ وہ ظالم ہوا چلا کرتی ہے جسے باد سموم یا باد خمسین کہتے ہین یہی سموم اور پانی کا نملنا دو چیزین ہین جو عربستان مین قافلہ کی بربادی کا سبب ہوتی ہین۔

ایک عیسائی سیاح مورخ موسیو ڈیوژے جسکا سال ولادت ۱۸۰۵ء اور سال وفات ۱۸۶۴ء ہے لکہتا ہے کہ باد خمسین کی آمد کے آثار قافلہ پر فوراً ظاہر ہو جاتے ہین آسمان پر جانب افق پہلے ایک سرخی نظر آتی ہے اوسکے بعد تاریکی اور پہر زردی۔ آفتاب شعاعون سے معرا مثل ایک کرہ خون کے نظر آنے لگتا ہے سارا اجوا[1] ایک باریک ریت سی بہر جاتا ہے جسے ہوا وسیط مین پہیلاتی ہے جیسے طوفان سمندر کے جہاگ کو اوڑاتا ہے یہی وقت سر پر پاؤن رکہکر بہاگنے کا ہے کیونکہ ایک دم مین زمین و آسمان خمسین کے لپیٹ مین آنے والے ہین صحرا کی ریت ہوا کے زور سے اوڑ کر لہرین پیدا کر رہی ہے مسافر کا نفس تنگ ہو رہا ہے آنکہین سرخ ہین ہونٹ خشک اور شتعل اونٹون کا یہہ حال ہے کہ کبھی تو وہ گبہرا کر دڑنے لگتے ہین کبھی کہڑی ہو جاتی ہین اور اپنی لمبی لمبی گردنین ریگ کے اندر چہپاتے ہین اور جون جون طوفان بڑہتا جاتا ہے اپنے تو تھنوکو زمین پر ٹیکتے ہین اور جان بچانے کی ہزار کوششین کرتے ہین اگر طوفان کی گرد و باد مین قافلہ نے

[1] اجوا یعنی تمام صحرا ۱۲

راہ گم نکی تو وہ کسی تہر کے نیچے یا کسی غار مین چھپ جاتا ہی اور طوفان کے گذر جانے تک انتظار کرتا ہے لیکن اگر خدانخواستہ باشد اس بادیہ غیر متناہی مین ملجا و مامن سے دور قافلہ راہ بھولگیا یا طوفان بڑہتا گیا تو پہر انسان چار پائے دونون کے حواس گم ہوجاتے ہین طاقت سلب ہوجاتی ہے جان بچانے کی عقل جو ہر ذی روح مین نظر آتی ہے زایل ہوجاتی ہے اوسوقت گرمی کی شدت سے خستہ و پریشان دوران سر مین گرفتار ہاتہہ پاؤن جواب دیدیتے ہین اور قافلہ کا قافلہ ریت مین بیٹھہ جاتا ہے تہوڑی دیر مین ریت کی موجین ہوا سے اوڑکر اوسکو تہہ خاک کردیتی ہین اونکا نشان بہی باقی نہین رہتا یہانتک کہ سالہائے دراز مین کسی روز پہر ویسا ہی طوفان اوٹھے اور ریت کو اوٹھا کر اونکی سفید سفید ہڈیون کی داستان ہمارے سامنے کہولکر رکہدے کہ اسے عبرت کی نگاہ سے دیکہو یہہ باد سموم کے کارنامے ہین **عربستان** کے اندرونی حصہ مین گرمی ہمیشہ زیادہ رہتی ہے صحرا مین آلہ مقیاس الحرارت کا پارہ ۱۰۹½ درجہ فارن ہائیٹ سے اور رات کو ۱۰۰ درجہ سے کم نہین ہوتا لیکن پہاڑی حصون مین اور سواحل پر زیادہ گرمی نہین ہوتی نیبور[1] کا بیان ہے کہ یمن مین اواخر جولائی تک کبھی پارہ (۸۴) درجہ سے متجاوز نہین ہوتا اور صنعا[2] مین تو جاڑون مین برف پڑتی ہے۔ جس شدید گرمی و خشکی کا ذکر ہوچکا ہے وہ عربستان کے ہر خطے مین نہین پائی جاتی بعض خطے جو رقبہ مین یورپ کے بڑے اور معتبر ممالک سے کم نہین ایسی موجود ہین جنکی زمین نہایت سیر حاصل ہے مثلاً خطہ **یمن** اور خطہ **نجد** جسکی اب دہوا بقول پالگریو[3] تمام دنیا کی ہوا سے بہتر ہے اور گہوڑے تو خاص اس مقام کے تمام دنیا مین لاجواب مانے گئے ہین **عربستان** کے صحرا بالکل بیابان نہین ہین اور اونمین جا بجا چشمے اور وادی واقع ہوتے ہین جہان کہین کہجور کے درخت اور جانورونکا چارہ پیدا ہوتا ہے ان صحراؤن مین اقوام بدوی رہا کرتے ہین صحرائی زندگانی جو ہمین کمال سخت معلوم ہوتی ہے ان بدوی لوگون کو مرغوب ہے کہ وہ اسکو شہر کے رہنے پر ترجیح دیتے ہین اور اُن کی ترجیح کچہہ آج سے نہین ہے بلکہ ہزارون برس سے ہے کیون کہ جو بدوی اسوقت

صحرامین مقیم ہین یہہ اونہین بدویونکی اولاد ہین جن کا ذکر کتاب مقدس مین موجود ہے اور اونکی رسوم ورواج ولباس بلا تغیر کے اسوقت تک وہی ہین جو قدیم الایام سے چلے آتے ہین۔

عرب کی پیداوار

عربستان کی مشہور پیداوارون مین کھجور اور قہوہ کا ذکر کرنا ضرور ہے کھجور تو باشندگان ملک کی بڑی غذا ہے اور قہوہ پیداوار تجارتی اور مال ودولت کے حاصل کرنیکا ذریعہ ہے۔ علاوہ انکے بعض پیداوارین مخصوص بھی ہین مثلاً۔ لوبان۔ تیج پات۔ سنا مکی۔ بلسان[1] جنکی تجارت قدیم الایام سے عربستان سے ہوتی ہے عربستان کے شاداب خطونمین تقریباً وہ کل میوہ جات اور غلے موجود ہین جو یورپ مین پیدا ہوتی ہین مثلاً۔ خوبانی۔ شفتالو۔ انجیر بادام۔ انگور۔ گیہون۔ جوار۔ جو۔ باجرہ۔ سیم۔ تنباکو وغیرہم یمن کے خطے مین زراعت خوب ہوتی ہے لیکن کاشتکارون کو محنت شاقہ کرنی پڑتی ہے کیونکہ ہمیشہ زمین کو سیراب کرنے کی ضرورت ہے اور اس کام کے لیئے بارش کا پانی کنوئن اور حوض مین جمع کیا جاتا ہے

پالو جانورون مین خچر۔ گدہا۔ بیل۔ بھیڑ۔ بکری وغیرہ جو یورپ مین ہوتی ہین عربستان مین بھی سب موجود ہین اور درندون مین بھی بہت سے جانور مثل شیر۔ ببر۔ چیتے۔ تیندوے کے پائے جاتے ہین۔ عربستان کے جانورون مین درندے اتنے خطرناک نہین ہین جتنی مذیان ہین۔ کیونکہ بعض وقت یہہ نقصان عظیم پہونچاتی ہین البتہ یہہ حشرات الارض بالکل نفع سے خالی ہی نہین اکثر اوقات صحرا نہین مدتون مسافر اور اوسکے دواب کی غذا یہی ٹڈیان ہوا کرتی ہین۔

عربستان کے کل جانورون مین گھوڑا اونٹ یہہ دو جانور ہین جو انسان کے لیئے بہت زیادہ بکار آمد ہین اونٹ تو گویا خاص الخاص عربستان کا جانور ہے جو اوسکے بغیر اس ملک کے صحراون کا قطع کرنا محالات سی ہے اوس کی کم خوراکی اوس کا مدتون پانی کے بغیر زندگی بسر کرنا محنت کی برداشت اور طاقت جسمانی یہہ وہ خاصیتین ہین جنکی بدولت کیا بلحاظ

[1] بلسان کو عربی مین بلسم کہتے ہین اور فرہادی جہان حضرت ابوذر غفاری کا مزار ہے وہان خالص بلسم ہوتا ہے جسکو ابوالفضائل بلسم کہتے ہین ۱۲

جانور سواری اور کیا بلحاظ جانور باربرداری کوئی دوسرا چارپایہ اوس کا مقابلہ نہین کرسکتا انتہا یہہ کہ عرب کے شعرا کا معشوق ہوگیا ہے بڑے بڑے کامل شعرا کے سیکڑون اشعار اسکی تعریف مین موجود ہین تیز روہی بہت ہوتا ہے جسکو ہندوستان مین سانڈنی کہتے ہین اسقدر تیز ہوتی ہے کہ یہہ پچاس کوس سے زیادہ کا بھی دنا وا کرتی ہے سوار بیٹھنے والا چاہئے عرب مین جو سانڈیان بنائی جاتی ہین وہ گھوڑے کے سب کام کرتی ہین کاوا۔ آٹیرن۔ گشت۔ حلب سے بصرہ تک کے صحرا کو ایک اونٹ چھہ من سے زیادہ کا بوجھہ لیکر باسانی بہت ہی تھوڑے سے چارے کے سہارے پر قطع کرلیتا ہے۔ اونٹ حقیقت مین بہت کم خوراک جانور ہے اور ایسی چیزین کہا کر جیتا ہے جن پر دوسرے جانور ہرگز زندگانی نہین کرسکتے عربستان مین اسکے واقعات اور حکایتین بہت مشہور ہین اسکو گانے یا خوش آوازی کے ساتھہ بہت مناسبت ہے جب کبھی کسی اونٹ پر زیادہ بوجھہ ہوتا ہے کہ جسکو وہ اوٹھا نہین سکتا اگر کوئی خوش آواز جمّال حُدی گائے تو وہ اس ناقابل برداشت بوجھہ کو لیکر اوٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور اوس خوش آوازی کے نشے مین راستہ طی کرلیتا ہے حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہین۔

شتر را چو شور طرب در سراست ✤ اگر آدمی را نباشد خراست

حکایت

ایک سیاح عرب اپنی حکایت یون کرتا ہے کہ اثنائے سیاحت مین میرا گذر عرب کی ایک گاؤنین ہوا مین اوس گاؤن کے رئیس کے مکان پر گیا تو مینے کیا دیکھا کہ وہان چند اونٹ پڑے ہوئے ہین کچھہ تو مرگئے ہین اور کچھہ سسک رہے ہین اور ایک غلام حبشی ہاتھہ پاؤن بندھے ہوئے زمین پر پڑا ہوا ہے مینے اوس غلام سے واقعہ پوچھا اوس نے کہا کہ میرے مالک سے تم میری سفارش کرو کیا عجب ہے کہ میری اس بلا سے خلاصی ہوجائے تم مہمان ہو اور عرب کا دستور ہے کہ مہمان کی بات نہین ٹالتے مینے اوس سے وعدہ کیا جب اوسکا مالک گھر سے برآمد ہوا اور مجھسے بکمال اخلاق و تواضع ملا اور مجھسے کہانا کہانے کو کہا مینے کہا کہ مین ہرگز کہانا نہ کہاؤن گا جب تک تم اس غلام کی خطا نہ بخش دوگے اوس نے کہا کہ اس نے میرا بڑا نقصان کیا ہے

یہہ اونٹ جو مرے پڑے ہین اور جو سسک رہے ہین یہہ اسیکے ماری ہوئے ہین یہہ غلام نہایت خوش آواز ہے اور حدی بہت اچھی پڑہتا ہے اس نے اونٹونپر بہت زیادہ بوجہہ لاددیا اور تین روز کی راہ ایک ہی روز مین اونٹون سے حدی کے نشہ مین طے کرائی اونٹ اوس نشہ مین رقص کرتے چلے تو آئے مگر یہہ حالت ہوگئی ہے جو آپ دیکہہ رہے ہین مین نے مالک سے درخواست کی کہ مجہے اسکی حدی سنواتے مالک نے اوسکے ہاتہہ پاؤن کہلوادئے اور اوسے حدی پڑہنے کی اجازت دی وہ سسکتے ہوئے اونٹ اوٹہہ بیٹہے اور جوش مین آگئے الغرض بہت سے قصے صحیح اونٹون کے مشہور ہین فی الحقیقت یہہ جانور بہت صابر اور قانع ہے۔ **حکایت** حضرت والد ماجد قبلہ وکعبہ سید شاہ **محمد سجاد ابوالعلائی داناپوری** قدس سرہ العزیز آپ اپنے حج کی روایت یون ارشاد فرماتے تہے کہ ایک روز ایک اونٹ باب السلام کی طرف سے روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین گہس آیا اور مواجہہ شریفہ کیطرف آکر گر پڑا حاضرین مسجد نبوی اوسے مارنے لگے **عمر پاشا** جو اسوقت حاکم فوج سلطانی تہا وہان حاضر تہا اوسنے لوگون کو مارنے سے منع کیا اور خود اوس اونٹ کے پاس آیا اور اوسکی حالت سے معلوم کیا کہ یہہ بہوکا ہے وہین کچہہ چارہ وغیرہ منگوایا اور اوسے کہلایا جب اوسمین طاقت آئی تو وہ اوٹہا **عمر پاشا** نے حکم دیا کہ اس اونٹ کو میرے اصطبل مین باندہہ دو اور دریافت کرو کہ کا اونٹ ہے اور مسجد نبوی زاد اللہ شرفا وتعظیما کی طہارت کا حکم دیا جب اوسکا مالک آیا تو دریافت کیا کہ وہ اوسکو باندہکر مناخہ مین بٹہا گیا تہا یہہ بیچارہ پندرہ روز تو بٹہا رہا آخر اپنے پاؤن سے رسی توڑ تاڑکر یہان فریاد کو پہنچا **عمر پاشا** نے اونٹ والے کو تنبیہہ کی اور اوس اونٹ کی اوسکو معقول قیمت دیکر خرید لیا اور اپنے اصطبل مین رکہنے کا حکم دیا اور کہدیا کہ کوئی شخص اب اسپر سوار نہو اور عمدہ غذا اسے کہانیکو ملا کرے یارسول اللہ میری جان آپ

اور بچے آپ پر نثار **اے اونٹ کے فریاد سننے والے** میری فریاد
بھی سُن لے اور اپنے خدا سے میری سفارش کردے ؎ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا + اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُغْرِقٍ + خُذْ یَدِیْ
سَھِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا + **عربی گھوڑے** عربستان کا گھوڑا تو شہرہ آفاق ہے
اور اوسکی تعریف بہت مصنفین نے اور سیاحین نے کی ہے لیکن مین اسمقام پر
اوس بیان کے نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہون جو ایک معتبر اور بے تعصب سیاح ڈیورژی
نے لکھا ہے وہ کہتا ہے **عربی گھوڑا** قوی اور نازک مزاج چست و چالاک اور اپنی
آزادی کے گھمنڈ مین چور ہوتا ہے جسوقت وہ چراگاہ مین کھلے بند پھر رہا ہے تو شکل مین
اوس سے خوبصورت کوئی چیز نظر نہین آتی اور نہ اوصاف مین زیادہ کامل سادہ اور چھوٹا سا
سر تیز نتھنیان - پھولے ہوئے نتھنے - گردن اونچی - کمر پتلی - پٹھہ کسیقدر لمبا دم
پیچھے کو اوبھری ہوئی - پیر پتلے - اور پھر نازک مزاج - غریب - تربیت پذیر - جاندار
کم خوراک - تیز رفتار - یہہ اوصاف ہین جنکی وجہہ سے عربی گھوڑا نہ فقط صورت و شکل
مین تمام دنیا کے گھوڑونسے گویا سبقت لے جاتا ہی - بلکہ سیرت مین بھی یورپکی بہترین
نسلون پر فوقیت رکھتا ہے عربستان کے بدوی گھوڑون کی پانچ نسلون کو بہت
پسند کرتے ہین جو حضرت رسالت مآب **سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ**
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پانچ گھوڑیون کی اولاد ہین جب کوئی عمدہ نسل کا
بچہ پیدا ہوتا ہے تو خیمے مین چند اشخاص گواہی کے لئے جمع کئے جاتے ہین اور اونکی
سامنے پیدایش کی تاریخ اور مان کا نام اور اوس کا خاندان ایک کاغذ پر لکھا جاتا ہے
اس شجرے پر گواہون کی مہرین ہونے کے بعد وہ ایک تانبے کی ڈبیا مین بند کرکے
بچے کی گردن مین لٹکا دیا جاتا ہے اوس تاریخ سے وہ بچہ پانچ منجملہ اون بیس بہا صبا
رفتارون کے گنا جاتا ہے جسکی وجہہ سے بارہا دو قبائل عرب مین باہم جنگ واقع ہوا

کرتی ہے۔ یہہ بات ہے کہ ریگستان عرب مین اکثر اوقات سپاہی کی جان گھوڑی کی تیزی
کے وجہ سے بچا کرتی ہے برک ہاٹ لکھتا ہے کہ ۱۸۱۵ء مین دروزون کے (یہہ
پہلا یورپی ہے جس نے مکہ معظمہ کی زیارت کی اوس اشنال عرب مین جو ۱۸۱۴ء مین دوبارہ
گیا جیسی ہے مشہور کتاب ہی ولادت اسکی ۱۷۸۴ء مین ہے اور وفات ۱۸۱۷ء مین ہی)
ایک گروہ نے جنکے گھوڑے نہایت ہی تیز تھے حوران کے ایک قبیلہ عرب پر حملہ کیا
اور اونکو شکست دیتے ہوئے انکے پڑاو تک لاپہنچایا وہان یہہ بیچارے بدوی چار وناچار طرف
سے محصور ہوگئے اور باستثنائے ایک شخص کے ہر متنفس مارا گیا یہہ شخص اپنی گھوڑی پر
سوار ہوکر غنیم کی صفین چیرتا ہوا میدان کی طرف بھاگا اور چند سوارون نے جن کے
گھوڑے نہایت تیز رفتار تھے اوس کا تعاقب کیا کوہ و بیابان نشیب و فراز آندہی کیطرح
طے ہوتے چلے جاتے تھے لیکن دشمنون نے تعاقب نہ چھوڑا دروزونکی قوم نہایت
شدید الانتقام ہے اور اونہون نے قسم کہائی تہی کہ ایک آدمی کو زندہ نہ چھوڑینگے اس
فرار و تعاقب مین کئی گھنٹے ہوگئے اور بالآخر دروزونکو گھوڑی کی تیز رفتاری اسقدر بھائی
کہ وہ اپنے غصہ کو بھول گئے اور عرب کی جان بخشی کی اور اوسکو قسم دی کہ ٹھہر جائے تاکہ وہ
گھوڑی کی پیشانی کو چومین عرب راضی ہوا اور دروزون نے اسکو چھوڑ دیا اور وہ مشہور
الفاظ جو اون مین ضرب المثل ہین اوس سے کہے پہلے گھوڑے پیر دہو — پھر خود پانی
پی وہ اوس سوار اور اسپ سے جنہون نے اسقدر پریشان کیا اسقدر خوش ہوئے کہ ان الفاظ
مین اپنا اظہار مسرت کیا۔ **عربی گھوڑے** اپنے مالک کو خوب پہچانتے ہین میرے
چھوٹے چچا صاحب قدس سرہ نے اپنی فتن کے لئے بمبئی سے ایک جوڑی عربی گھوڑون کی
منگوائی بڑا اہتمام اوسکے لانے کا کیا گیا یہہ وہ زمانہ تہا کہ ریل کا وجود ہی قایم نہین ہوا تہا
منزل بمنزل وہ جوڑی دانا پور تک پہنچی واقعی عربی گھوڑے دونون سبز رنگ تھے سات
ہزار روپیہ اونکی قیمت تہی حضرت چچا صاحب قدس سرہ اپنے ہاتہہ سے انکو بسکٹ جلیبیان

اور مٹھائی وغیرہ کھلایا کرتے تھے ایسے غریب گھوڑے تھے کہ چھوٹے چھوٹے بچے اونکے
پیٹ کے نیچے بیٹھے رہتے تھے اور وہ کسیکو صدمہ نہین پہنچاتے تھے جب حضرت چچا
صاحب قدس سرہ نے انتقال فرمایا گھوڑون نے دانہ چھوڑدیا یہانتک کہ وہ تھوڑی
دنون مین مرگئے **عربی گھوڑے** کے اس بیان پر جو اوپر گذر چکا اوسکا تتمہ اور بھی زیادہ
کرتا ہون اس گھوڑے مین دو ہی چالین ہین ایک تو قدم اور دوسری لوئی عرب کے
گھوڑون کی الفت اپنے مالک کے ساتھہ مشہور ہے جیسا کہ اوپر گذرا ہے اکثر دیکھا
گیا ہے کہ عرب سوار تیز گھوڑے کو دوڑاتا ہوا چلا آتا ہے جہان اوسکو ٹھہرانا ہوا وہان
گھوڑے کو روکا اور اوتر پڑا اور باگ گھوڑے کی گردن پر ڈالدی بس وہ اپنی جگہہ پر
کھڑا ہوگیا جب اوسکا سوار آئیگا اور وہ اوسپر سوار ہوگا تو یہہ اپنی جگہہ سے آگے
بڑہیگا خاص عربی گھوڑون کی بڑی بڑی قیمتین ہین **اطراف مکہ معظمہ**
مین ایک شیخ کے پاس ایک گھوڑی تہی اوس کا نام طیارہ تہا شریف عبد المطلب نے
اوسکو دیکہا تو اوس کے مالک سے درخواست کی کہ یہہ گھوڑی ہمکو دیدو اوسکی مناسب
قیمت لے لو بیس ہزار روپیہ تک اوسکی قیمت اوٹہی مگر اوس عرب نے اوسکو نہ بیچا
جب وہ عرب مکہ سے جانے لگا تو شریف عبد المطلب سے کہا کہ مین اپنی گہر جاتا
ہون آپ کے گھوڑے اگر میری گھوڑی کو دوڑ مین چھولین تو مین یہہ گھوڑی
آپ کو مفت دیدون شریف عبد المطلب نے عمدہ عمدہ عربی گھوڑے منگوائے
جنکی دوڑ مین مشہور تہین اور وہ سب اوس گھوڑی کے پیچہے چھوڑے گئے
مگر ایک گھوڑا بہی اوس کی گرد تک نہ پہنچا اگرچہ گھوڑا عربستان مین نہایت بکار آمد
جانور ہے لیکن عام نہین اس کا باعث یہہ ہے کہ اونٹ ہر حصہ مین نشو و نما
پاسکتا ہے بخلاف اسکے گھوڑا اونہین حصون مین ہوتا ہے جہان چارا پیدا
ہوتا ہے جیسے عراق شام نجد وغیرہ نجد وہ خطہ ملک کا ہے جہان کا گھوڑا

سب سے زیادہ قیمتی اور عمدہ ہوتا ہے کسی زمانہ مین یہہ خیال کیا جاتا تہا کہ عربستان مین سونا
چاندی - جواہرات بکثرت ہین مگر فی زمانہ انکا کوئی نشان نہین معلوم ہوتا جا بجا لوہے
اور تانبے کے معدن تو دیکھے گئے ہین لیکن اصل یہہ ہے کہ ابہی اس ملک کی حالت
سے تفصیلی حالت پر واقفیت نہین ہے کہ ہم اسکے معدنیات کی نسبت تیقین کے
ساتہہ رائے قائم کرسکین - عربستان کے ایک خطہ یعنی یمن مین یاقوت کی کانین ضرور
ہونگی عقیق یمن اور لعل یمن کا صدہا برس سے معتبر کتابون مین ذکر ہو رہا ہے علم طبقات
الارض کے جاننے والون نے بہی اوسطرف کی سیاحت نہین کی یا یون کہو کہ انکو
سیاحت کی نہین ملی اگر سلطان روم خلد اللہ ملکہ کو اسطرف توجہ ہو جائے اور علم
طبقات الارض کے جاننے والون کو اودہر روانہ کرین تو اوسکا نشان ملے جیسا کہ
یورپ کے لوگون کو دنیاوی ترقیون کا شوق ہے ہمارے ترکون کو نہین ہے -
ورنہ یہہ عربستان وہ خطہ ہے کہ ملک فرانس سے شمش گونہ بڑا ہے خطۂ یمن کی
حرفت اور تجارت اس وقت بہی بخسہ ویسی ہے جیسی زمانہ قدیم سے چلی آتی ہے
یعنی زیورات - خرما - گھوڑے - سنا - لوبان - مُر - وغیرہم ملک سے برآمد ہوتے
ہین جو کچہہ مال یورپ کو جاتا ہے اور افریقہ اور ہندوستان و ایران سے آتا ہے وہ
اسوقت بہی زمانہ قدیم کیطرح قافلون ہی کے ذریعہ سے آتا جاتا ہے مثل
اور ممالک مشرقی کے عربستان مین بہی فاصلے کا حساب گہنٹون مین ہوتا ہے -
علی العموم ایک اونٹ جسپر مناسب بوجہہ ہو گہنٹے مین ڈہائی میل چلتا ہے اور اسی
وجہ سے وہ فاصلے جو ہمین نقشہ پر بہت تہوڑے معلوم ہوتے ہین ایک مدت دراز
مین طے ہوتے ہین عربستان مین سڑکین مطلق نہین ہین کاروان کے راستے اکثر
وادیون مین سے ہوکر نکلے ہین جن کا ذکر اوپر ہو چکا علاوہ ان راستون کے ضرور ہے
کہ سفر مین کنوئون کا خیال نہایت تشدد کے ساتہہ رکہا جائے کیونکہ بغیر اسکے زندگی

محال ہے اسوقت تک متداولہ راہین وہی ہین جو قدیم الایام سے چلی آتی ہین اور اونمین سے زیادہ معروف وہ ہین جو دمشق سے بغداد اور ریاض سے مکہ معظمہ کو اور مسقط سے بغداد اور دمشق کو جاتی ہین۔

اللہ اکبر

باب دوم ولایات عرب کے بیانمین

ولایات عرب

مورخین قدیم عربستان کے اندرونی حصہ سے بہت کم واقف تھے ہیرودوط نے جو مشہور نامی مورخ ہے اسے چند لفظون مین ختم کردیا ہے استرابو اور ڈیوڈوری کچھ تھوڑا سا لکھتے ہین لیکن وہ اکثر ایسی چیزونکو جو ہندوستان سے عربستان مین آتی اور وہان سے باہر بھیجی جاتی ہیز خود عربستان کی پیداوار بتاتے ہین بطلیموس جسے اوس ملک سے کسیقدر واقفیت تھی لکھتا ہے کہ یمن مین ایکسو ستر دیہات اور پانچ بڑے بڑے شہر ہین رومیون کو ہمیشہ عربستان سے کم واقفیت رہی چونکہ انکا یہہ خیال تھا کہ اقسام مصالح۔ عطریات۔ ملبوسات وجواہرات جو فی الواقع ہندوستان مین چین سے آتی ہین عربستان کی پیداوار ہین اونہون نے اس ملک کے فتح کرنے کی بارہا کوشش کی لیکن کبھی کامیاب نہین ہوئے یہہ فاتحین ربع مسکون جنہون نے کل اقوام عالم کو زیر و زبر کیا تھا ہر گز عربستان کے خانہ بدوش بدویون کی جنکی حفاظت کے قلعے ریگستان اور انکی ملک کی خشک و گرم آب و ہوا تھی اپنے حکم مین نہ لاسکے یورپ کے سیاحین بہت تھوڑے قریب زمانے مین ملک عرب مین جانے پائے ہین نیبور نے ۱۷۶۲ء مین اس ملک کو دیکھا اور اس سے پہلے جو کچھ احوال ہمکو عرب مورخین یا بطلیموس کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے وہ نہایت

مذبذب حالت مین ہے بطلیموس ہی نے پہلا نقشہ عربستان کا بنایا جو علمی تحقیقات پر مبنی تہا لیکن اسنے بہی صرف یمن کا ایک تہوڑا سا حصہ دیکہا تہا نیبور کے پچاس برس بعد تک کسی سیاح نے اسطرف توجہ نکی اور ۱۷۶۱ء مین برک ہارٹ نے اس ملک مین سفر کیا اور بہت کچہہ حالات عربون اور علی الخصوص مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے جمع کئے ہوئے اسکے چند روز بعد سلطنت مصر نے وہابیون پر حملہ کیا اور اوس زمانہ مین جغرافیہ عربستان کی بہت کچہہ تحقیقات ہوئی - اسکے بعد بہی متعدد سیاحون نے عربستان کا سفر کیا جن مین سے مشہور والن ۱۸۴۵ء حاجی برٹن ۱۸۵۲ء پالگریو ۱۸۶۲ء مین پالگریو نے بالخصوص نجد اور خطۂ وسطی کا سفر کیا جہان کسی یورپی سیاح کا گذر نہوا تہا قدما، فرنگ نے عربستان کے تین حصہ کئے ہین حصہ شمالی و شرقی کا نام حجاز کوہستانی اور شرقی جنوبی کا نام یمن اور حصہ وسطی اور مشرقی کا نام صحرائے عرب ہی **ولایت حجاز** مین کل وہ حصہ عربستان کا شریک ہی جو فلسطین سے بحر احمر تک واقع ہوا ہے صحرائے عرب اس ریگستان سے عبارت ہی جو حدود شام اور عراق عرب سے دریائے فرات اور خلیج فارس تک پہنچتا ہے **ولایت یمن** مین جزیرۃ العرب کا کل جنوبی حصہ شامل ہے یعنی نجد و حجاز جنوبی و یمن و عمان وغیرہم **جغرافیہ دانان عرب** اس تقسیم سے واقف نہ تہے انکے نزدیک حجاز شمالی جسے قدما، حجاز کوہستانی کہتے ہین کوئی حصہ عربستان کا نہین ہے انہون نے جن تقسیمون کو اپنی کتابون مین لکہا ہے وہ حسب ذیل ہین -

اوّل حجاز جو ایک پہاڑی اور ریگستانی خطہ ہے اور سواحل بحر احمر کے حصہ وسطی مین واقع ہوا ہے - مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اسی خطہ مین ہے -

دوم یمن حجاز کے جنوب مین جزیرۃ العرب کے حصہ جنوبی و شرقی کا سیر حاصل ترین ملک

سوم حضرموت -

چہارم مہرہ -

پنجم عمان -

ششم احسا جو خلیج عدن سے خلیج فارس تک واقع ہوئے ہین۔

ہفتم نجد یعنی عربستان کا حصہ وسطی جو بہت ہی زرخیز خطہ ہے اور جسمین بڑے بڑے قصبات واقع ہوئے ہین لیکن چار طرف ریگستان سے گھرا ہوا ہے یہہ تقسیم جو قدیم الایام سے چلی آتی ہے عربستان کی ملکی تقسیمون سے مطابقت نہین رکھتی ایام جاہلیت مین سارا ملک چھوٹے چھوٹے قبائل عرب کے تحت حکومت تہا۔ اور بعد اسلام کے یہہ کل قبایل ایک بن گئے تہے جسوقت سلطنت اسلام مین انحطاط ہوا تو عرب نے پہر اپنی حالت پر غور کیا اور باستثنای نجد و یمن عمان کی تین ولایتون کے سارا ملک پہر وہی چھوٹے قبایل مین تقسیم ہوگیا جو بجز اپنے اپنے شیوخ کی اور کسی کی حکومت کے پابند نہین ہین اب ہم ان قسمتون کی جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے کچھہ مختصر تشریح کرتے ہین **قسمت اول حجاز شمالی** ہم اوپر بیان کرچکے ہین کہ جغرافیہ دانان عرب نے حجاز شمالی کو عربستان سے خارج کردیا تہا لیکن کیا بلحاظ باشندگان اس حصہ کو عربستان مین شامل کرنا لازم ہے اس حصہ مین کوہ سینا کا سارا حصہ جزیرہ نما اور کل وہ ملک جو فلسطین سے بحر احمر تک واقع ہوا ہے شامل ہے۔ حجاز شمالی بالکل پہاڑی ملک ہے اور جزیرہ نمائے سینا کے وسط مین سینا کا مشہور پہاڑ واقع ہوا ہے اس کے آس پاس کی زمین پتھریلی ہے اور سمندر کے قریب آکر ریتیلی ہوگئی ہے یہان نباتات بہت کم ہے جہان کہین ہین بہی پژمردگی کی حالت مین ہین اگرچہ یہہ خطہ بالکل اوجاڑ ہے لیکن تاریخ عالم مین بے انتہا مشہور ہے یہی وہ خطہ ہے جسکا نام تورات شریف مین ادومیہ ہے اور یہی سرزمین اقوام عمالقہ و مدیانیہ و نبطیہ کی جنکا ذکر کتب عبرانیہ کے ہر صفحے پر موجود ہے اسی ملک کے صحراؤن مین بنی اسرائیل نے مصر کی سرزمین پر پہنچنے سے پہلے برسون چکر کہایا ہے۔ یہان آجتک مسافر کو اوس خاص جبل مقدس طور کی نشان دہی کی جاتی ہے جہان سے حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام نبی اسرائیل کے لیئے قانون لائے اور اوس پتھر کی جسمین عصائے موسوی کی ضرب سے چشمہ آب جاری ہوا تہا یہین ہے **جبل حوریب** کا وہ غار جسمین ایلیا پیمبر نے ایذائیل کے غضب سے اپنی جان بچائی اسی ارض

مقدس مین شہر پیرانہ کے ویرانے نظر آتے ہین یہہ وہ شہر ہے جو قدیم الایام مین عربستان
جنوبی کی بڑی تجارت گاہ تہا اور یمن کے قبایل لوبان اور عطریات یہان لاتے تہے اور
انکی عوض مین قینقیہ پیداوار لی جاتی تہی۔ نجد ایک نہایت وسیع اور زرخیز خطہ ہے جو وسط
عربستان مین واقع ہے اور چارونطرف ریگستان اور پہاڑون سے گہرا ہوا ہے یہہ ملک
وہابیون کا ہے مشکوٰۃ مین ایک حدیث ہے کہ ایک روز چند یمانی حضور مین حاضر تہے
آپ نے کسی موقع پر یمن کے واسطے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْ یَمَنِنَا یعنے ای اللہ ہمارے
یمن مین برکت دے اوس جماعت مین ایک نجدی بیٹہا ہوا تہا اوس نے حضور سے عرض کیا
یا حضرت فِیْ نَجْدِنَا آپ نے پہر بہی فرمایا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْ یَمَنِنَا پہر اوس نجدی نے کہا
یا حضرت فِیْ نَجْدِنَا آپ نے پہر بہی ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْ یَمَنِنَا جب تیسری بار بہی اس
نجدی نے کہا کہ فی نجدنا تو حضور پرنور صلے اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نے فرمایا قریب ہے
کہ اوس سے شیطان کا قرن یعنے سینگ ظاہر ہوگا وہ واقعہ پیشین گوئی محمد ابن عبدالوہاب
نجدی کے وقت مین واقع ہوا اوس نے خانہ کعبہ پر گولی ماری حجر اسود شکستہ ہوگیا حرم شریف کو
گہوڑے کی لید سے پلید کیا پہر مدینہ منورہ پر چڑہائی کی اور اوس کمبخت ناشدنی نے یہہ ارادہ
کیا تہا کہ قبر روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ واصحابہ کو بہی صدمہ پہنچائے مگر والی مصر نے
بحکم سلطان روم خلد اللہ ملکہ کے اوس کا قلع وقمع کر دیا اس ملک مین سیاح بہت آخر وقت مین
پہنچے ہین اسوجہ سے اسکے حالات اب معلوم ہوئے ہین یہین کے باشندون کی باری مین
بالگریو مورخ عیسائی لکہتا ہے کہ یہہ وہ لوگ ہین کہ جن مین مثل باشندگان شفیلڈ اور
برمنگہم اور انگلستان کے دو شہر ہین جنمین لوہے کے کارخانے ہین اور بڑے بڑے
صناع اور طباع موجود ہین جو ریل کی کلین اور انواع اور اقسام کلین بنانے کی قابلیت
رکہتے ہین نجد کے بارے مین اسی سیاح کا قول ہے کہ عربستان کو ایک غیر مہذب
ملک سمجہنے کا بڑا باعث یہہ ہے کہ اکثر سیاحین غیر ملک کے سواحل سے آگے نہین بڑہتے اور

اندرونی خطون تک ہرگز نہین پہنچتے مصریون نے ۱۸۱۱ء اور ۱۸۱۸ء مین انکو متعدد شکستین دین مگر ملک تمول کی وجہ سے یہہ پہر حالت اصلی پر آ گئے وہابیون کا بادشاہ اکثر اوقات بلد ریاض مین رہتا ہے اس ملک کے باشندے زیادہ تر زراعت مین مصروف ہین یا تجارت لکھتا ہے کہ جوار اور دوسرے غلون کا ہونا اور خرما اور خوبانیون کی پیداوار اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ نجدی عمدہ کاشتکار ہین **حجاز** سواحل بحر احمر پر واقع ہے اسکی شہرت اسوجہہ سے زیادہ ہی کہ یہہ گہوارہ اسلام اور اون مقدس و بابرکت شہرون کی سرزمین ہے جنکا نام مکہ اور مدینہ ہے۔

اللہ اکبر

باب سیوم مکہ معظمہ زاد اللہ تشریفاً و تعظیماً کے بیان مین

مکہ یہان ہر سال تمام عالم کے مسلمان حج و زیارت کیلئے جمع ہوتے ہین حجاز کے بعض حصے شاداب ہین لیکن زیادہ حصہ شور اور خشک ہین سلطان روم خلد اللہ ملکہ کیطرف سے یہان کی حکومت کرنے کے لئے اولاد **حضرت امام حسن علیہ السلام** مین سے ایک شخص منتخب ہوتا ہے اوس کا لقب شریف ہی عرب مین یہہ مثل مشہور ہے اَلْحُسَیْنِیُّ لِلسَّیْفِ وَالْحُسَیْنِیُّ لِلسَّجَّادَہ یعنی اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام کی حکومت کے واسطے ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد عبادت و زہد کیلئے اب عرب مین شریف نے اوسی معنی پیدا کئے ہین یعنی اولاد حضرت حسن علیہ السلام کو شریف کہتے ہین اور اولاد حضرت امام حسین علیہ السلام کو سید کہتے ہین اگر کسی سید کو کوئی کہے کہ انت شریف تو وہ فوراً کہدیگا کہ لا یعنی مین شریف نہین ہون اور اگر کسی شریف کو کوئی سید کہدے تو وہ فوراً کہیگا

کہ لایعنی ہین سید نہین ہون ہین اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام سے ہون آجکل
جو شریف مکہ معظمہ مین ہین اون کا نام **شریف عون** ہے شریف حسین مرکے
قتل ہونیکے بعد بھی شریف ہوئے ہین ہین سنہ ۱۳۰۰ھ مین مکہ معظمہ گیا تہا اوسے تخمیناً تین
برس پہلے یہہ شریف ہوئے تہے ہمارے **مطوف** مرحوم ہاشم شیخ **جمل اللیل**
نے انکی شرافت مین بڑی کوشش کی تہی اور اونسے ربط تہا مین ایک دعوت کلدہ
مین شریک تہا ہاشم شیخ مرحوم نے مجہے اونسے ملایا تہا اوسوقت اونکی عمر چالیس
کے قریب تہی جب مولوی نذیرحسن صاحب کی گرفتاری مکہ معظمہ مین واقع ہوئی ہے تو یہہ
شریف جدہ مکرمہ مین تہے اور گرفتاری انکی عثمان نوری پاشا کی مجلس سے واقع ہوئی
تہی ہاشم شیخ مرحوم جدے شریف گئے اور اونسے سعی کراکے مولوی نذیرحسن صاحب کو
مجلس سے رہا کرایا **شریف** کا عہدہ عرب مین ایسا ہے جیسے ہندوستان مین
گورنر جنرل ویسرائے ہند کا ہے یہہ بہت مرفہ حال ہین سوائے تنخواہ شاہی کے تمام
دنیا کے مسلمان امرا انکے واسطے تحفہ جات روانہ کرتے ہین استنبول اور مصر و شام وغیرہ
سے ہزارہا روپیہ انکے واسطے نذرانے کے آتے ہین **دوسرا شخص** شیبی ہے
گو اوسکو حکومت ملکی وغیرہ مین کچہہ دخل نہین ہے مگر کلید خانہ کعبہ کی اوسکے پاس ہے
وہ بہی بہت بڑا مالدار ہے ایام مقررہ داخلی کے اوسکو اختیار ہے کہ وہ جس کے
واسطے چاہے خانہ کعبہ کو کہولے اور جس کے واسطے چاہے نکہولے **سلطان روم**
خلد اللہ ملکہ کو بہی اسپر حکومت نہین پہنچتی ہے بس مکہ معظمہ مین یہی دو خاندان ہین قدیم
عرب سے اور انکے سوا جسقدر آبادی ہے سب مہاجرین لوگون کی ہے ہندی سندہی
طابلی - جاوی - مدراسی - وغیرہم یہی لوگ ہین **عرب خالص** تو
دیہاتون مین رہتے ہین یہی وجہہ ہے کہ مکہ معظمہ کی زبان غیر اقوام کے
اختلاط سے خراب ہوگئی ہے زبان عربی ہے اور عرب کے لوگونکی

۴۰ یہہ سطر کی لفظ ہے

ہین نے مکہ معظمہ کے بعض لوگون سے سنا کہ مکہ مین کل ڈہائی گھر عرب کے
ہین ایک گھر شریف کا اور دوسرا گھر شیبی کا اور آدہا گھر ہاشم شیخ
جمل اللیل کا یہہ خضرمی عرب تھے اور یورپ کے حجاج انکے حاجی ہوتے
ہین اب ہمارے مطوف صاحب مرحوم کے دو بھائی ہین محمد اور
علی اور اونکی اولاد ہمارے مطوف صاحب کے ایک نایب بھی
ہین جس کو محاورہ مین منی کہتے ہین اون کا نام محمد غنیم
صاحب ہے یہہ بڑے برگزیدہ اور خدارسیدہ بزرگ ہین یہہ بھی عرب
نہین ہین داغستانی ہین انکے والد یہان آئے تھے ان کی بہت عمر ہے
ان کا تقدس انکی زیارت ہی سے معلوم ہوسکتا ہی سلمہ اللہ تعالے۔ ان بزرگ کو میرے والد ماجد
حضرت سید شاہ محمد سجاد
ابو العلائی قدس اللہ سرہ
العزیز سے اس قدر اتحاد تھا کہ جب حضرت والد ماجد بیمار
ہوئے اور اون کو خبر ہوئی تو مکہ معظمہ سے صرف
عیادت کے لئے یہان آئے تھے عباد اللہ کے اخلاق
ایسے ہوتے ہین یہہ باخود ہا کی محبت ہے جو خاص اللہ کے واسطے
ہے اور عرب کے اخلاق اون کا بیان تو میری قلم سے
ممکن ہی نہین جن لوگون کو بدوی عرب سے کام نہین پڑا ہے
اور اُن سے اختلاط نہین ہے وہ ان کی مسمود الصفاتی سے نہین
واقف عام لوگ تو یہی جانتے ہین کہ بدوی عرب قافلون کو لوٹتے
ہین اور لوٹ کھسوٹ انکا پیشہ ہے یہہ بات بالکل غلط ہے ملک شام مین ایک
قوم ہے جسکو نبی عوف کہتے ہین اوسکا پیشہ البتہ ڈاکہ زنی ہے اور وہی قوم ملک شام سے

لوٹنے کو حجاز مین آتے ہین وہ لوگ اسقدر تیز دوڑتے ہین کہ حجاز کے عرب دوڑنے مین انکی برابری ہرگز نہین کرسکتے حجاز کے قافلون کے محافظ بدوی انکے نام سے ڈرتے ہین میرا جمال جو ایک شریف اور بہادر بدوی تہا اوس کا نام **عبد الرحمن** تہا مین نے اوس سے پوچہا کہ تم نبی عوف سے اتنا کیون ڈرتے ہو کیا وہ تمسے زیادہ بہادر اور قوی و توانا ہین وہ کہنے لگا کہ وہ ہمسے بہت کم زور ہین وہ تو **ابن السکین** ہین ہمارا مقابلہ کیا کرسکتے ہین صرف بات اتنی ہے کہ اون لوگون نے دوڑنے مین اتنی مشق بہم پہنچائی ہے کہ ہم اونکو دوڑنے مین نہین پاسکتے وہ زمانہ حج مین چہہ ماہ قبل سے شہد اور گہی پیتے ہین اور جنگلون مین دوڑتے ہین اور حج کے زمانہ مین یہان چوری کرنے آتے ہین جو ہماری ہاتہہ لگجاتے ہین وہ قتل کردئے جاتے ہین جو بچ گئے وہ وطن کو بہاگ جاتے ہین اسوقت حجاز مین ابن السکین نامرد کو کہتے ہین لہذا اپنی عوف کو عرب حجاز ابن السکین کہتے ہین جو بدوی مکہ سے مدینہ کے راہ مین آباد ہین یہہ ہرگز قافلہ نہین لوٹتے حال یہہ ہے کہ قافلے مین جسقدر اونٹ ہوتے ہین یہہ ایک ہی شخص کے نہین ہوتے عرب کے بہت سے سردارونکے ہوتے ہین۔

مکہ معظمہ مین جب شیوخ جنکے اونٹ قافلے مین ہین شریف کی مجلس مین حاضر کئے جاتے ہین اونمین بحکم شریف نصف شیوخ تو مکہ معظمہ مین زیر نظر شریف رہتے ہین اور نصف شیوخ کو قافلہ سپرد کیا جاتا ہے اور انکو حکم ہوتا ہے کہ اگر قافلہ مین کوئی حادثہ واقع ہوا تو اوسکی جوابدہی تمہارے متعلق ہے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ **حجاج** اپنے اپنے مطوفونکو ہی اون کا زاد و راحلہ اپنے ذمہ کرکے مدینہ منورہ تک ساتہہ لے جاتے ہین وہ اپنے اپنے حجاج کی نگرانی کرتے جاتے ہین اور معزز مطوف روز و شب خود قافلہ کے گرد گشت کیا کرتے ہین چنانچہ مین نے اپنی معزز و گرامی **سید ہاشم شیخ** کے ہمراہ مخدوش مقامون مین تمام تمام شب پہرہ دیا ہے ایک حبشی غلام نے ہماری دوست حاجی بازخان سوداگر کو سابق کی منزل مین کسی دوسرے آدمی کے دہوکہ مین ایک طمانچہ مار دیا جب ہم مکہ معظمہ سے

واپس آئے تو یہہ خبر ہمارے مطوف صاحب کو معلوم ہوئی انہون نے اوس غلام کو تلاش کر کے پکڑوا منگوایا اور اوسکے مالک کو بھی بلوایا اور بہت سے شیخ جمع ہوئے اونمین یہہ بات پیش کی گئی آخر اوس مجلس سے یہہ حکم صادر ہوا کہ اسکی مشکین باندھ کر سو سو لکڑیان ماری جائین اوس غلام کے مالک نے خود یہہ حکم سنایا مین بھی اوس مجلس مین موجود تہا اوس غلام کی مشکین باندہی گئین اور لکڑیان پڑنے لگین آخر مرحوم حاجی باز خان نے جاکر لکڑی مارنے والے کا ہاتہہ پکڑ لیا اور کہا کہ مینے معاف کیا اوس غریب کی جان بچی بدویان حجاز ہرگز قافلہ نہین لوٹتے ہان یہہ بات ضرور ہے کہ اگر اونکے ساتہہ نامہربانی کا برتاؤ کیا جائے تو وہ کسی قسم کی معاونت نہین کرتے اور اگر اونکو اپنے ساتہہ کہلائے پلائے تو وہ پوری جان نثاری کرینگے ہر وقت حاضر ہین بدوی عبدالرحمن جو میرا رحّال تھا اوسکو ہر روز مین ایک چونّی دیدیا کرتا تھا اور کہا اپنے ساتہہ کہلاتا تہا اوس نے میری ایسی شایستہ خدمت کی کہ اچھے سعادتمند فرزند بھی اپنے باپ کی ایسی خدمت نہین کرتے ہین نے اوس سے کبھی اپنے کام کیلئے نہین کہا وہ خود کردیا کرتا تھا مدینہ کے راستہ مین چھوٹے چھوٹے بچے قافلہ کے اونٹون کے سامنے دامن پہیلائے ہوئے سوال کرتے ہین اور انکی زبان سے یا بلّی یا بلّی یہی لفظ نکلتا ہے مین نے ایک روز عبدالرحمان سے پوچھا کہ یہہ بچے یا بلّی یا بلّی کیا کہتے ہین اوس نے کہا تمہارے مطوف صاحب بڑے صحیح النسب عرب ہین اونسے پوچھنا کہ یہہ کیا کہتے ہین مین نے ہاشم شیخ سے پوچھا انہون نے تشفی بخش جواب نہ دیا مین نے عبدالرحمان سے کہا وہ بہت ہنسا اور کہا کہ یہہ مکّے مین رہکے اپنے مہاورات بہول گیا یہہ بچے یا ابی لیل کہتے ہین یعنی اے رات کے چلنے والے مسافر کچھہ ہمکو بہی دے مکہ معظمہ مین چونکہ ہر ملک کے آدمی ہین لہذا ان لوگون کے اختلاط سے زبان عربی خراب ہوگئی ہے اطراف مکہ کے جو بدوی ہین اونکی زبان بہت فصیح ہے اور وہی بدوی صحیح النسب بہی ہین وہ اپنے بال بچون کا پیوند اپنی قوم ہی مین کرتے ہین اور خود اونکی اس امر مین بہت شدت کرتی ہین اگر شادی اونکی کفو مین ہو تو خاموش رہتی ہین اور اگر

کوئی ولی اونکا کسی قسم کی توہین کرے تو وہ خود جواب دیدیتی ہین کہ ہمکو اپنے نسب کو خراب کرنا منظور نہین ہے چنانچہ ہمارے پٹنہ عظیم آباد کے ایک بڑے امیر صحیح النسب سیّد نے مکّہ معظمہ مین ہاشم شیخ کی بہن شمسیہ سے شادی کرنیکا قصد کیا اور پیام دیا گیا اور یہہ بات اوس لڑکی سے کہی گئی کہ ایک لاکھ روپیہ سال سے زیادہ کی ہماری آمدنی ہے ہم سب تمکو لکھدینگے اور اوسکا مالکہ کردینگے اوس لڑکی نے کیا خوب شایستہ جواب دیا کہ عرب و ہند کا پیوند ایمان مین تو ضرور ہے نسب مین نہین ہے اور اوس لڑکی نے شادی نکی گو اوس کے باپ رضامند تھے مگر وہ کچھہ نکر سکے وہ نیک بخت باعصمت بی بی ہنوز زندہ ہے اور اپنی قوم کے غریب شوہر کے ساتھہ زندگی بسر کر رہی ہے **بدوی** ایسے کریم ہوتے ہین کہ آپ اپنے کھانے مین سے اون کو دو لقمے بھی دیدیجئے تو وہ بغیر چار آدمیون کے شریک ہوئے ہرگز تنہا نہ کھائینگے **جمالون** کو دیکھا ہے کہ جو عورتین اونکی اونٹون پر بیٹھتی ہین وہ اونسے بالکل حقیقی بہن کا سا برتاؤ کرتے ہین اور آجتک یہہ بات نہین سنی گئی کہ ہندوستان کی کوئی عورت کسی بدوی کے پاس رہگئی ہو حالانکہ وہ قوی بھی ہوتے ہین اور خوبصورت بھی ہوتے ہین جو لوگ بدوی عربوں کی شکایت کرتے ہین وہ صرف سنی سنائی داستانین قصہ گو لوگون کی طرح پر وہان سے آکر ہندوستان مین بیان کیا کرتے ہین **حکایت** عرب کی مہمان نوازی اور کرم دنیا بھر مین مشہور ہے مجرد ایک مہمان کے واسطے ایک بکری ذبح کردینا تو اونکا معمولی فعل ہے چنانچہ ایک عرب نے ایک میّت کو جب دفن کیا تو اوسکے واسطے کیا اچھی دعا کی اَللّٰھُمَّ ھٰذَا ضَیْفُکَ اِنْ کَانَ ھٰذَا ضَیْفِیْ لَاَذْبَحَنَّ لَہٗ شَاۃً وَاَنْتَ اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ ترجمہ اے اللہ یہہ مردہ تیرا مہمان ہوکر قبر مین آیا ہے اگر یہہ میرا مہمان ہوتا تو کم سے کم اسکے واسطے مین ایک بکری تو ضرور ذبح کرتا اور تو تو سب بخشنے والون کا بخشنے والا اور تمام دنیا کا مالک ہی سبحان اللہ و بحمدہٖ کیا اچھی دعا ہے بعض حضرات حاجی **بمبئی** ہی ہوتے ہین وہ یہان سے بمبئی تک گئے اور چند روز رہکر چلے آئے اور عجیب و غریب داستانین

بیان کرنے لگے چنانچہ ایک حاجی بمبئی صاحب کی ایک حکایت مشہور ہے اوسکا درج کرنا
اسجگہہ پر خالی از لطف نہو گا **حکایت** جس زمانہ مین کہ ریل اور دوخانی جہازون کا
سلسلہ بہی قایم نہ ہوا تھا ایسے حاجی صاحب اکثر کالے کالے کرتے پہنے ہوئے
تشریف لایا کرتے تہے اور سیدہے سادہے مسلمانان ہند کو یہہ حکایتین سنایا کرتے تہے
ایک حاجی صاحب سے ایک شخص نے پوچہا کہ آپ نے **صفا - مروہ** کی بہی زیارت
کی ہے حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہان ہان وہ دونون بہائی بڑے مقدس لوگ ہین اونسے
مجہسے بہت ملاقات تہی روزانہ مین اونکے پاس جاتا تہا وہ میرے پاس آتے تہے سایل
چونکہ کچہہ پڑہا لکہا آدمی تہا وہ گہبرایا کہ صفا اور مروہ اور آمد و رفت اسکی کیا معنی اوس نے
کہا کہ حضرت صفا اور مروہ تو دو پہاڑونکا نام سنا ہی آپ اونکو دو آدمی فرماتے ہین حاجی
صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بہائیصاحب میرے حج کے زمانہ تک تو وہ آدمی ہی تہے اب
پہاڑ ہو گئے ہون تو معلوم نہین یہہ حکایت تو مینے اوس تاریکی زمانہ کی بیان کی کہ جب
علم کی روشنی اچہی طرح پہیلی نہ تہی اور اب جو علم کی روشنی ہر طرف پہیلی ہوئی ہے
تو ایک اور قوم پیدا ہوئی ہے جو اپنے آپ کو اول درجہ کا محدث اور مجتہد سمجہہ رہی ہے،
اوسکا شعار دوسرا ہی ہے اوپر کی حکایت بیان کرنے والے تو جاہل لوگ تہے وہ
معذور سمجہے جاتے تہے اور یہہ حضرات تو عامل بالحدیث ہو کر وہ وہ باتین ارشاد فرماتی ہین
کہ بس خدا یاد آجاتا ہے ان حضرات کا یہہ شعار ہے کہ حج کی نیت سے مکان کے دروازہ سے
باہر قدم رکہا اور احرام کے باندہتے ہی یہہ نیت کر لی کہ جہانتک موقع ملیگا وہان تک دونون
حرمین شریفین کی نکتہ چینیان کرینگے اور اوس بقعہ متبرکہ کے رہنے والون کے عیوب
چنینگے اور بجائے تحفہ یہی مردمان ہند کی خدمت مین پیش کرینگے اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ ایک
مولوی صاحب جو عامل بالحدیث تہے اونسے اور ایک مقلد سے مناظرہ ہوا مقلد نے
اثنائے تقریر مین بیان کیا کہ علمای حرمین شریفین کا قول یہہ ہے تو وہ بزرگ جو عامل

بالحدیث تھے کیا ارشاد فرماتے ہین کہ حرمین کی علما کی سند ہمارے واسطے کافی نہین ہے غریب
مقلد نے زیر لب یون عرض کی کہ جب حرمین شریفین جیسی جگہ کہ جو گہوارۂ اسلام ہے اوسی
سرزمین مین اسلام نے پرورش پائی اور آجتک اسلام وہان اوسی شان وشوکت کے ساتھہ
قایم ہے اور کبھی کسی کافر کو وہان دخل ہوا اور نہ ہوگا اور نہ اسوقت تک وہان کوئی کافر
نظر آتا ہے اور اسوقت تک اوسی سمت تمام دنیا کے مسلمان نماز پڑھ رہے ہین اور اوسی
سرزمین کے ایک مکان متبرکہ کا طواف تمام دنیا کے مسلمان کرتے رہے ہین وہ جگہ تو
ایسی بے وقعت سمجھی جاتی ہے کہ وہان کے علما کا قول قابل تمسک نہو اور ہندوستان
جو ابتدا سے دارالکفر ہے اور اسوقت بھی دارالاسلام نہین وہان کے علما اتنی باوقعت کہ
اونکی زبان سے جو بات نکلے اوس کا ماننا ہمین فرض ہو آخر اس کا سبب آپ مکہ معظمہ کا
احترام نکرین جسکی مقدس زمین کی قسم پروردگار نے کہائی اور ہندوستان جو ایک پلید
زمین ہے کہ جسمین قوم ہنود کے لاکہون نجسکے موجود ہین وہ آپ کی نظرون مین ایسی
متبرک اور مقدس۔ ہماری سمجھہ مین تو یہہ بات نہین آتی کہ آخر آپ نے ہندوستانکو
ان مقدس مقامون پر کیونکر ترجیح دی وہان کے آدمی آپکی نظر مین ہندوستان کے
آدمیون سے کیسی کم درجہ قرار پائے کوئی حدیث آپ کے پاس ایسی ہی جو صراحتاً ہندوستانکے
آدمیون کی تعریف بیان کرتی ہے دیکہئے اور سنئے ہمارے پاس ایک حدیث ایسی ہے کہ جسی
عرب کی محبت رکہنے کا حکم دلیل قطعی سے پایا جاتا ہے آپ عامل بالحدیث ہین اس حدیث کو پرکہہ
لیجئے پہر آپکو اختیار ہے چاہے مانئے چاہے نہ مانئے حدیث عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ
لِاَنِّیْ عَرَبِیٌّ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ وَکَلَامُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عَرَبِیٌّ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ
الْاِیْمَانِ ترجمہ یعنے دوست رکہو عرب کو تین وجہونسے مین عربی ہون اور قرآن عربی ہے
اور اہل جنت کا کلام عربی ہے مکہ معظمہ کی فضیلت مین یہہ حدیث وارد ہے جس کا ایک

ٹکرا یہہ ہے غُبَارُہَا شِفَاءٌ ہندوستان کے کسی شہر کے سونے چاندی یا جواہرات کو
بھی یہہ رتبہ نہین ہے مکہ معظمہ کی فضیلت یہہ ہے کہ اللہ تعالی شانہ اپنی کلام پاک مین
اوسکی قسم کہاتا ہے لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ دنیا کے پردہ پر
کوئی شہر ایسا ہے پہر سورہ والتین مین پروردگار فرماتا ہے وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ
یعنی مین قسم کہاتا ہون اس شہر کی جو امین ہے اہل ایمان کے واسطے یعنی کہ معظمہ
ہمکو آپ نشان دین کہ کوئی شہر ہندوستان یا اور کسی ولایت مین ایسا ہے کہ جسے اللہ تعالے
شانہ نے امین کہا ہو جناب مولوی عامل بالحدیث فرمانے لگے کہ بس بس زیادہ وقت
نہ ضائع کرو جو مطلب کا سخن ہو وہ کہو بیچارہ مقلد یہہ کہکر چپ ہورہا کہ ہماری مطلب
کی تو یہی بات تہی جو ہمنے عرض کی اب آپ اپنے مطلب کا سخن ارشاد فرمائیے
افسوس ہزار افسوس مکہ معظمہ جسکی یہہ بزرگی ہو کہ وہان ایک رکعت نماز پڑہنے سے تو
ہزار رکعت کا ثواب ملتا ہے کچہہ بہی نہ سمجہا جائے اور ہندوستان کفر کا استھان وہ اس
قابل قرار پائے کہ یہان کے مولوی صاحب جو کہدین وہ بغیر چون وچرا کے مان لو اِنَّا
لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ نفس و باہ خصال نے ہمسے کیسی کیسی مکاریان کین ہین
اَلْعِیَاذُ بِاللّٰهِ اور اوس تیرہ وتار غار مین گرایا ہے کہ جہان سے نکلنا معلوم ہمارے مقدس
پیشوا اور تازہ مجتہد سے جب کچہہ نہوسکا تو فرمانے لگے کہ مکہ معظمہ کی کیا فضیلت آپ حضرات
بیان کرتے ہین دیکہو وہین کے رہنے والے بدوی ہین پہر کس بیرحمی سے ہم لوگونکو
لوٹتے ہین اور چوریان کرتے ہین افسوس ہے ان بزرگوارون کی عقل و فراست پر
جو صاحب یہہ اعتراض کر رہے تہے وہ یہہ سب واقعات سنے سنائے بیان کر رہے تہے
ابہی تک حج کرنیکا اتفاق نہین ہوا قبل حج تو یہہ بہتان ہے حج کے بعد نہین معلوم
کیا کیا باندہنو بندہینگے گو مین اصل مطلب کتاب سے بہت دور ہون لیکن عرب کی چوحدی
سے قدم باہر نہین رکہا مین نے حج کے زمانہ مین اکثر امور کی تحقیقات کی ہے اور جو واقعات

مین نے اپنی آنکھون سے دیکھین ہین اوسکے لکھنے کی اجازت چاہتا ہون کسی متقلد کا یہ دعوی
نہین ہے کہ سب مکہ معظمہ کے رہنے والے مثل انبیا کے معصوم ہین یا اولیا کیطرح محفوظ ہین
ہان ہمارے نبی مجتہد اور محدث کی ذات پاک جملہ مکارم اخلاق کا سرچشمہ ہے یہی وجہہ تو ہے کہ
اہل تقلید بات بات مین کافر بنائے جاتے ہین **ملاحظہ ہو** کہ ایک داغستانی حاجی جو روسی
رعیت تھا حج کو آیا اور اوس کے منی بیگ مین دو سو سے زیادہ اشرفیان تہین اور کچھہ نوٹ
تہے وہ بمقام شہدا جو مکہ معظمہ سے مدینہ جانیکی پہلی منزل ہے کہو گیا وہ غریب داغستانی
رویا پیٹا اور صبر کرکے بیٹھہ رہا جب وہ مکہ معظمہ مین واپس آیا تو ایک روز ہاشم شیخ کے
پاس ایک غریب عرب آیا جو نہایت ژولیدہ حال تھا اوس نے اوسنے کہا کہ ہم نے
یہہ بیگ پایا ہے تم منادی کرو جسکا ہو وہ ہمسے آکر لیجائے چنانچہ مکہ معظمہ مین منادی
کی گئی تو عصر کے وقت وہ داغستانی آیا اور اوس نے اپنے بیگ کو پہچانا اور کہا کہ ہان
یہی بیگ ہے اوس نے پوچھا کہ اسمین کیا کیا چیزین ہین اوس نے سب کا نشان دیا اور
نے بیگ کو اوس سے کہلوایا اور سب چیزین جیسی تہین ویسی ہی دیکھین یہہ عرب اوس
بیگ کو دیکر روانہ ہو گیا ہم نے تو مکہ معظمہ مین ایک محتاج مسکین عرب کو اس دیانت کی صفت
سے متصف پایا ہان اون لوگون کی نسبت مین کچھہ نہین کہہ سکتا جو ہندوستان سے جاکر
مکہ معظمہ مین دو دو تین تین پشت سے آباد ہین اور اونکی اولاد اب عرب خالص سے بہتر بنی ہے
مین کیا کہون غیبت ہوتی ہے ورنہ ہندوستان کے مہاجرون نے مکہ معظمہ مین رہکر
سب کام کئے اور کرتے ہین اور نام بدنام عربون کا ہوتا ہے عرب کے اخلاق
ایسے پاک ہین کہ اگر ہمکو اوسکی ہوا لگ جائے تو ہم سمجھین کہ ہماری کایا پلٹ گئی
جس زمانہ مین عرب مرض جاہلیت مین مبتلا تھے بے شک وہ ایسے ہی تہے جیسا
کہ ہمارے نئے محدث صاحب بیان فرماتے ہین ہم بھی اسکے شاہد ہین مگر نور اسلام
نے انکے دلونکو ایسا روشن اور منور کر دیا ہے کہ وہ جلوہ انہون کے دلون مین اب تک

موجود ہے مین پھر بآواز بلند کہتا ہون کہ ہمارے نامہربان دوست عربونکی
طرف سے اپنے دلونکو پاک اور صاف کرڈالین اور مہربانی کرکے حج کو جائین اور چندے وہان کے
قریون اور شہرون کی سیر کرین پھر وہ عربون کے اخلاق کا کلمہ نہ پڑھنے لگین تو ہمارا ذمہ حضرت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ذات پاک کا پر تو عرب پر پڑا ہے
پھر جو جو صفات حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہین اسوقت بھی اون
صفات کا نشان عرب ہی کی ذات مین پایا جاتا ہے صرف بات اتنی ہے کہ ہمسے عرب[ف] عرباسی
ملاقات نہین ہوئی لہذا ہم اونکے اخلاق اور شرافت نفس سے واقف نہین ہین اور جن
لوگون کو ہم مکہ معظمہ مین دیکھہ رہے ہین وہ مہاجرین ہین یا اونکی اولاد ہین جو اور شہرون
سے وہان جاکر بسے ہین چونکہ بہت زمانہ گذر گیا ہے لہذا اونکی زبان اور لباس عرب بونکا سا
ہوگیا ہے انشاء اللہ تعالی یہہ حضرات بھی حشر مین عربون ہی کیساتھہ اوٹھائے جاوینگے مَن
تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ بعض نیاچیرا ون مسلمانون پر بہت کچھہ خندہ کرتے ہین کہ ہمیز
تو ہندوستان مین اور لباس پہنے عرب کا مین اون حضرات سے یہہ پوچھتا ہون کہ وہ کیسے
ہین جو ہین تو ہندوستانی ہین اور لباس پہنین انگلستان کا عرب تو اللہ تعالی زمانہ کے
پڑوسی ہین اونکی مشابہت کی تو کیا بُرائی ہے یورپین لوگ جو اہل دوزخ کے پڑوسی ہین
اب تو اون کی مشابہت پر فخر و مباہات کی جاتی ہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ
الْعَظِیْمِ بس بات یہہ ہے کہ جو ہم کرین وہ سب اچھا ہے اگرچہ بُرا ہی کیون نہو جو تم کرو وہ سب
بُرا ہے اگرچہ اچھا ہی کیون نہ ہو **الغرض** شریف مکہ کے بیان مین قلم کی عنان جملہ ہائے
معترضہ کیطرف پھر گئی تہی اب مین اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون **شریف مکہ**
گرمیون کے موسم مین خریف چلے جاتے ہین **طایف شریف** مکہ معظمہ سے تین منزل
ہے وہ ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے متوسط درجہ کا بلند ہے اور بہت سرد ہے میوہ جات
وہان بہت ہوتے ہین امراے مکہ کے باغات وہان بہت ہین شریف کا بھی ایک بہت عمدہ

[ف] یعنی بعض عرب

باغ ہے وہین سے مکہ معظمہ اور جدہ شریف مین میوہ جات آتے ہین مکہ معظمہ مین جسکو عرب
اُمّ القُریٰ کہتے ہین ایک مدت تک کسی یوروپی کا گذر نہین ہوا تہا اور آج بہی کوئی یوروپی
بخوف جان وہان جا نہین سکتا اور جو چند سیاح وہان گئے بہی ہین تو تبدیل لباس اور
محض اسوجہ سے کہ وہ زبان عربی پر کامل عبور رکہتے تہے ایسی حالت مین ہمین اسوقت تک
جو کچہہ حالات اس شہر کے ملے وہ ایسے نہ تہے جن سے کوئی درست اندازہ اسکا ہوسکے
لیکن فوج ٹرکی کے کرنیل صادق بے کا شکر کرنا چاہیئے کہ انہون نے مکہ معظمہ کی عکسی
تصویرین اوتارین اور یہہ عکسی تصویرین ۱۸۸۱ء مین یورپ پہنچین چنانچہ ہماری کتاب کی
تصاویر اونہین تصاویر عکسی سے بنی ہوئی ہین یہہ تحریر اصل کتاب کی مصنف فرنچ
کی ہے **فقیر محمد اکبر ابو العلائی دانا پوری** - اپنا واقعہ چشم دید عرض کرتا ہی فقیر
بمبئی سے ۱۴- ذیقعد کو سوار ہوا اوس جہاز کا نام شاہ جہان تہا آتش خان دلال جہاز کا
نام تہا اوسکی معرفت معہ للعہ دیہ کو جہاز کی چھتری کا ٹکٹ لیا اس خیال سے کہ سمندر کی سیر
کرتے جائینگے کمرے مین ایسی کشادگی نہین ہوتی جہاز آٹھوین روز عدن پہنچا جہاز کو عدن مین
بہت مال اوتارنا تہا خلاصیون کا بیان تہا کہ دو روز جہاز عدن مین ٹہریگا دو روز کے حساب
سے زمانہ حج کا گذرا جاتا تہا حجاج کو بڑا انتشار تہا اتفاق وقت سے عدن مین بندرگاہ پر ایک
مزدور نہ تہا سب فضلی کے جزیرہ مین مال اوتارنے گئے تہے مجبور کپتان نے دو گھنٹے لنگر
کرکے وہان سے لنگر اوٹھایا دوسرے روز قمران کے جزیرہ مین پہنچے اور نوروز کا قرنطینہ کرکے
جہاز نے جدہ شریف کو لنگر اوٹھایا اس جزیرہ مین جو واقعات گذرے ہین وہ بہت طول و
طویل ہین لہذا قلم انداز ہوئے الغرض ہم دوسرے دن دوپہر کے وقت جدہ شریف مین داخل ہوئے
وہان ہمکو اونٹون کی قطار طیار ملی مطوفون کے نائب موجود تہے اون لوگون نے اپنے حجاج کو
اونٹون پر سوار کروایا دوسرے روز کہ آٹھوین ذالحجہ تہی بوقت دس بجے شب کے ہم مکہ معظمہ
مین پہنچے ہماری مطوف سیّد ہاشم شیخ عرفات جا چکے تہے اون کے نایب محمد غنیم صاحب

موجود تھے اونہون نے ہمکو طواف کرایا اور سعی کرائی اور شب عرفات کو روانہ کردیا دوپہر کو ہم
عرفات مین داخل ہوئے ابھی اچھی طرح مطمئن نہوئے تھے کہ دفعتًا ایک بڑے زور کا گرجا ہوا لوگون
نے کہا توپ چلی ہے خطبہ شروع ہوگا ایک دس منٹ کے بعد معلوم ہوا کہ میری شدت سے
بیشتر قدم کے فاصلہ پر بجلی گری ہے اور آسمان ایسا صاف تھا کہ ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی ابر کا نظر
نہین آتا تھا وہ بہت بہت شدت کی تھی جاکر دیکھا تو ایک ٹرکی اور ایک جمال اور ایک اونٹ
بجلی کے صدمہ سے مرے ہوے تھے جب ہلاز مان سلطانی اون دونون آدمیون کی نعش اوٹھاکر لیگئے اور
غسل دینے لگے تو معلوم ہوا کہ اوس ترکی کا ختنہ نہین ہوا ہے تفتیش سے معلوم ہوا کہ ترکی نہین
انگریز ہے اور اوس کے پاس فوٹو کے آلات اور سامان تھے سامان تو اوسکا ضبط کرلیا اور
اوسکی نعش سوختہ ہوکر سیاہ ہوگئی تھی اونٹ پر لدواکے انگریزی سفیر کے پاس جدی روانہ کردی گئی
اوس نے یہہ جواب دیا کہ یہہ کوئی سرکاری آدمی نہین ہے ہنوز یورپ کا کوئی سیاح حرمین شریفین
مین داخل نہین ہوسکتا جب کسی قنصل کو شریف سے کچھہ عرض کرنا ہوتا ہے تو شریف جدی مین
آتے ہین اور قنصل کی حاضری اور سلام کا یہہ طریقہ ہے کہ شریف کرسی پر بیٹھتے ہین اور وہ سامنے
کھڑا ہوتا ہے اور اونکی عبا کے گوشہ کے دامن کو اولٹ کر بوسہ دینے کی اجازت چاہتا ہے جب
اجازت ہوتی ہے تو بکمال ادب قریب آکر شریف کی عبا کے دامن کو اولٹ کر بوسہ دیتا ہے
اور پیچھے پاؤن ہٹ جاتا ہے اور پھر جو کچھہ عرض کرنا ہوتا ہے وہ عرض کرتا ہے فی الحقیقت
شریف کی بہت بڑی عزت ہے شریف سنی المذہب اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی
اولاد مین سے ہوتے ہین جب سے شرافت کا عہدہ قایم ہوا ہے سب شریف سنی المذہب ہوتے
آئے ہین مکہ کو تعمیر کی حیثیت سے عرستان کے اور شہرون پر فوقیت ہے کیونکہ اسکی عمارات
نہایت باقاعدہ ہین پانی مکہ مین بہت کم ہے پینے کا پانی جبل عرفات سے جو مکہ معظمہ سے کئی گھنٹے
کی راہ ہے ایک نہر کے ذریعہ سے آتا ہے اس نہر کو نہر زبیدہ کہتے ہین ہارون الرشید خلیفہ بغداد
کی زوجہ نے یہہ نہر بنوائی ہے مگر اب مکہ معظمہ مین پانی کی کثرت ہے یہہ نہر صاف کیگئی ہے

اور کوچہ بہ کوچہ پانی کی ٹونٹیان لگادی گئی ہین اب زمانہ حج مین حاجیون کو کسی طرح کی تکلیف نہین ہوتی شہر بھی بہت صاف رہتا ہے صفائی کا انتظام بہت اچھا ہے منا جہان لاکھون دنبے ذبح ہوتی ہین اور خون برسات کی ندیون کیطرح روان ہوتا ہے ایسا اچھا انتظام اب حضرت سلطان عبدالحمید خان غازی خلد اللہ ملکہ کے عہد حکومت مین ہے کہ کسی جگہ ایک چھوٹی سی ہڈی کی کرچی بھی پڑی نہین نظر آتی۔ ایک حاجی صاحب میرے ہمسفر تھے اور انھون نے عبدالمجید خان اور عبدالعزیز خان رحمۃ اللہ علیہما کے عہد حکومت مین بھی حج کیا تھا وہ کہتے تھے کہ ایسا صاف انتظام پہلے نہتھا پہلے یہ بات تھی کہ جو حاجی جہان بیٹھا ہے اُسنے اپنی قربانی وہین کرلی خون کی بدبو اکثر تمام منا مین پھیل جاتی تھی اب کوئی حاجی اپنی فرودگاہ پر قربانی نہین کرسکتا شاہی مسلخ جو مقرر ہے وہین ہوتی ہے ہر شخص اپنی قربانی مین سے کچھ تھوڑا سا گوشت دیآتا ہے اور باقی وہین چھوڑ دیتا ہے اجازت عام ہے دور دور کے بدوی آتے ہین اور وہ گوشت پہاڑون کے پتھرون پر دھوپ مین خشک کرکے لیجاتے ہین اور قربانی کی کھالین ملازمان شاہی اُٹھا لیتے ہین سبحان اللہ وبحمدہ منا مین سب حجاج رمی جمار کے لئے تین روز تک حاضر رہتے ہین اور قربانیان کرتے ہین۔ دُنبے اس بہتایت سے جمع ہوتے ہین کہ لاکھون تو ذبح ہوجاتے ہین اور لاکھون بچ رہتے ہین یہی حال میوہ جات کا ہے ہر حاجی کچھ نہ کچھ میوہ لے کر کھاتا ہے میوہ فروشونکی دوکا پر خریدارون کے ہجوم سے جگہ نہین ملتی مگر ہزارون من میوہ ایام منا کے ختم ہونے کے بعد بچ رہتا ہے جو پھر مکہ معظمہ مین آکر فروخت ہوتا ہے اکثر آدمی کہتے ہین کہ یہ میوہ جات طایف سے آتے ہین۔ مین کہتا ہون کہ طایف شریف ایک چھوٹی سی جگہہ ہے اُسمین جو باغات ہین وہ بھی دیکھے ہوئے ہین میرا قیاس تو گھبرا جاتا ہے سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ منا مصطفےٰ کا بازار ہے اور خریدار اس کی اشیا کا خدا ہے بازار کا مالک جہان سے چاہتا ہے مال منگوالیتا ہے اور خریدار خرید لیتا ہے میان جب

مقام پر شیطان کو کنکریان ماری جاتی ہین وہ مقام بہی حیرت خیز ہے جن لوگون نے متعدد حج کئے ہین وہ کہتے ہین کہ ہم نے کنکریون کا ڈہیر جیسا پہلے حج مین دیکہا تہا ویسا ہی اب بہی ہے حالانکہ ہر سال لاکہون کنکریان زیادہ ہوتی ہین ہر حاجی تینون مقامون پر پینسٹہ کنکریان مارتا ہے اور حاجیون کا شمار نہین لاکہون ہی ہوتے ہین پہر وہ کنکریان کہان جاتی ہین یہ بات تحقیق کرنیسے معلوم ہوئی کہ کنکریون کے صاف کرنے کا بہی کچہ انتظام نہین ہی اور یہ کنکریان جو شیطان کو ماریجاتی ہین وہ منا سے تین کوس پر ایک مقام ہی جسکا نام **مزدلفہ** ہے وہ منا اور **عرفات** کے وسط مین واقع ہی جب عصر کے وقت حجاج عرفات سے باہر آتے ہین تو مزدلفہ مین شب باش ہوتی ہین اور وہین سے کنکریان رہی جمار کیواسطے چن لیتے پہر مزدلفہ سے چلکر منا مین پہنچتے ہین یہان قربانی کرتے ہین سر حلق کراتے ہین یعنی سر کے بال ترشواتے ہین اور شیطان کو کنکریان مارتے ہین یہ ارکان تین روز مین تمام ہوتے ہین تیرہوین تاریخ عصر کو مکہ معظمہ مین تمام حجاج داخل ہوتے ہین **فرینچ مورخ** لکہتا ہے کہ اسی **مکہ** مین وہ مسجد ہی جسکی وجہ سے اُم القریٰ شہرہ آفاق ہوگئی اس مسجد کے بیچ مین کعبہ ہے جس کی بنیاد بقول مؤرخین عرب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد **حضرات خلفاء راشدین** و سلاطین و ملک گیران اسلام نے یکے بعد دیگرے اپنی حسن عقیدت سے اس مسجد کو انواع اقسام کے تکلفات سے مزین و آراستہ کیا اور اس وقت شاید کوئی پرانا حصہ باقی نہین رہا ہے مکہ کی مسجد شکل مین مستوی مربع ہے اندر جانیکے بعد ایک عظیم الشان صحن دکہائی دیتا ہے جسکے چارو طرف ستونون کا جنگل نظر آتا ہی اور انمین سے بے انتہا چھوٹے چھوٹے لداؤ کے گنبد نمودار ہوتے ہین اس مربع کی چارون طرف مینارین بنی ہوئی ہین مسجد مکہ کے نمونے پر بہت سی مسجدین تعمیر ہوئی ہین علی الخصوص شام مین مین نے خود دیکہی ہین **دمشق** مین اس نمونے کی متعدد مسجدین دیکہین برخلاف اسکے **قاہرہ** کی مسجدین دوسری ہی وضع کی ہین اور انکے منارون اور اندرونی آرائشون مین بڑا فرق ہے۔ خانہ کعبہ مسجد مکہ کے صحن مین واقع ہے یہ ایک مکعب عمارت ہی

چکنے پتھر کی بنی ہوئی ہے اور تقریباً سوا تیر۳ گز اونچی ہے چھ گز لمبی ہے اور سوا چار گز چوڑی ہے (برک ہارٹ عیسائی مورخ) کہتا ہے کہ کعبہ کے اندر جانیکا ایک ہی چھوٹا دروازہ ہے جو زمین سے تقریباً سوا دو گز بلند ہے اور وہان تک پہنچنے کیلئے سیڑھی کی ضرورت پڑتی ہے یہ سیڑھی صرف ایام حج مین لگائی جاتی ہے کعبہ کا اندرونی حصہ ایک حجرہ ہے جس کا فرش سنگ مرمر کا ہوا ہے بڑے بڑے چراغ سونیکے روشن کئے جاتے ہین اور اوسکی دیوارین کتبون سے بھری ہوئی ہین۔ کعبہ کی اندرونی آرایش ہمیشہ سے بہت ہی پرتکلف رہی ہے اس کا سب سے عمدہ بیان جو میرے نظر سے گذرا ہے وہ ناصر خسرو کے سفرنامہ شام و فلسطین و عرب مین ہے ناصر خسرو نے ۴۳۵ھ سے ۴۳۷ھ تک سفر کیا تھا اوسکے دلچسپ سفرنامہ کو میسو سیو شیفر مدیر مدرسہ السنہ مشرقیہ کے مدیر نے حال مین چھپوایا ہے ناصر خسرو لکھتا ہے کعبہ کی دیوارون مین جا بجا مختلف رنگ کے سنگ مرمر کا استر لگا ہوا ہے مغرب کیطرف چھ قد آدم محرابین کیلون سے جڑی ہوئی ہین ان محرابون مین سونے اور چاندی کے پھول بنے ہوئے ہین اور اونکی بیچ مین سیاہ رنگ کی مینا کاری ہے دیوارین زمین سے سوا گز سے کچھ زیادہ تک اپنی اصلی حالت پر ہین اور اوسکے اوپر سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور اونمین انواع و اقسام کی گل کاریان کندہ ہین جنمین سے اکثر طلائی ہین ایک دیوار کے باہر کی جانب وہ مشہور سیاہ پتھر جڑا ہوا ہے جسے حجر اسود کہتے ہین جب خانہ کعبہ کے دروازے کیطرف رخ کرکے کھڑے ہوتے ہین تو یہہ حجر مبارک اوسکے بائیں ہاتھ کیطرف پڑتا ہے دیوار کے کونے کو گول تراشا ہے اور اوسمین چاروں طرف چاندی کے بہت موٹے موٹے پترے جڑے ہوئے ہین اور بیچ مین سیسا ہے اوسی مین اوس حجر مبارک کے ٹکڑے چسپان ہین یہہ مسلم پتھر تھا جب محمد ابن عبدالوہاب نجدی نے مکہ پر چڑھائی کی اور گولے ماری تو گولے کی صدمہ سے اسکے تین ٹکڑے ہوگئے اون ٹکڑون کو یہان پر جڑ دیا ہے اس پتھر کو تعمیر کعبہ کے وقت فرشتے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کیلئے بہشت سے لائے تھے اس پتھر کا قطر تقریباً ایک بالشت ہے اور کمال چمکیلا ہے کوئی شے دنیا مین اتنے زمانہ دراز سے ایسی متبرک بسند صحیح نہین چلی آئی ہے جیسا کہ یہہ

حجر مبارک ہی طواف کعبہ کے وقت اہل سنت والجماعت اسی بوسہ دیتی ہین اوسیکو استلام کہتے ہین
فرقہ اثنا عشری اسے بوسہ نہین دیتے اسکا سبب یہہ ہی کہ اسے اپنے زمانہ خلافت مین حضرت سیدنا
عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دست مبارک سے اسی مقام پر نصب کیا تہا اثنا عشری اسکے
بدلے رکن یمانی کو بوسہ دیتی ہین اوس مقام پر کوئی شئے نہین ہے میرے خیال مین یہہ صریح
تعصب ہی کہ جسے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بوسہ دیا ایمہ علیہم السلام نے
بوسہ دیا صرف اس بات پر اوسکا استلام ترک کیا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسے
چہوا تہا یہی حال مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وزاد اللہ شرفا وتعظیما کا ہے کہ جب ہمارے
برادران اثنا عشری وہان حاضر ہوتے ہین اور وہ کچہہ مدینہ منورہ کی تاریخ جانتے ہین تو وہ زواید
عمری اور زواید عثمانی سے بچکر گذرنا چاہتے ہین اور اصل مسجد مین بیٹہنے کا ارادہ کرتے ہین پہر اگر
اعوات مدینہ اس بات کو سمجہہ لیتے ہین تو وہ تنبیہ کرتے ہین **مدینہ منورہ کی مسجد مبارک**
مین پہلے باب السلام سے لیکر روضہ شریفہ کی طرف جو پانچ ستون اضافہ کئے گئے ہین اوسکا
نام زواید عمری ہے اور **باب السلام** سے لیکر تا **باب جبرئیل** چند گز چوڑی جگہہ حضرت
عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ خلافت مین بڑہائی گئی ہے اور اسی جگہہ ایک
محراب ہے جسکا نام محراب عثمانؓ ہے اور حنفی مصلے کا امام یہین کہڑا ہوتا ہے **الغرض** دہی فرنچ
مورخ لکہتا ہے کہ **خانہ کعبہ** پر ہمیشہ ایک سیاہ غلاف پڑا رہتا ہے مگر وہ مقام جہان حجر اسود ہی کھلا
رہتا ہے یہہ پردہ کئی ہاتہہ زمین سے اونچا ہے ایام حج مین کعبہ شریف کی بلندی کی دیوار مین ایک
کمربند باندہا جاتا ہے جس پر سونے کے حرفون سے قرآن کی آیات لکہی ہوئی ہین خانہ کعبہ کا بیرونی
غلاف ہر سال ایام حج مین بدلا جاتا ہے اور اندرونی غلاف سرخ ہوتا ہے وہ ہر سال بدلا نہین جاتا
یا تو جب کوئی نیا بادشاہ تخت روم پر بیٹہتا ہی جب بدلا جاتا ہے یا کوئی بڑی خوشی بادشاہ کو ہو تو وہ
غلاف بدلا جاتا ہے صحن مسجد کے اندر ایک اور مربع عمارت ہی جو اوس چشمے پر بنی ہوئی ہے جہان
از روے اخبار عرب فرشتے نے اوستوقت پانی کی دہار جاری کی ہے جب کہ حضرت حاجرہؑ نے

حضرت اسمٰعیل علیہ کو پیاس سے مرتے ہوئے دیکھکر اپنا منہ چھپا لیا تھا یعنی چاہ زمزم ہمو رخین عرب مکہ کی مردم شماری ایک لاکھ نفوس بتاتے ہین لیکن برک ہارٹ کے تخمینے مین اس وقت بیس ہزار سے زیادہ نہین ہی مگر اب مکہ معظمہ کی مردم شماری کا تخمینہ چار لاکھ پچاس ہزار کا ہے صرف انگریز ایک لاکھ بتاتے ہین ہندی پچاس ہزار نفر مین یہ مردم شماری اب تک روم و روس کے وقت کی ہی فی الحال اس سے زیادہ ہے **ذکر تعمیر خانہ کعبہ** مکرمہ زاد اللہ تعظیماً و تشریفاً روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ کعبہ معظمہ کی بنیاد ابراہیمی بنا ثانی ہے اس سے پہلے حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام نے اسی مقام پر کعبہ تعمیر کیا تھا اور وہ ٹھیک **بیت المعمور** کے سامنے تھا کہ جو ساتوین آسمان پر ہے اور ملائکہ علیہم السلام کی مسجد ہے سو اگے چلکے بیان مین اس کی کیفیت مفصل تحریر ہوگی وہ عمارت حضرت **نوح** علی نبینا و علیہ السلام کے زمانہ تک قایم تھی مگر طوفان نوح کے زمانہ مین وہ عمارت قایم نہی لیکن **حجر اسود** حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جبل ابوقبیس مین جو خانہ کعبہ کے سامنے ہی امانتاً رکھدیا تھا جب طوفان ذرو ہو گیا تو بجاے کعبہ شریف کی عمارت کی ایک بلند ٹیلہ سرخ رنگ نمودار تھا جب **بار ثانی** حضرت سیدنا **ابراہیم** علی نبینا و علیہ السلام کو اس کی بنا کا حکم پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور سے پہونچا تو اسی بنیاد سابق پر بنیاد قایم کیگئی اور آپنے حضرت سیدنا اسمٰعیل علی نبینا و علیہ السلام فرزند اکبر کی مدد سے یہ عمارت بنا کر تیار کی حضرت اسمٰعیل پتھر لاتے تھے اور آپ تعمیر کا کام کرتے تھے ایک بہشتی پتھر آپکے زیر قدم تھا بحکم اللہ تعالیٰ شانہ ضرورت کے موافق اونچا نیچا ہوتا رہتا تھا اسی پتھر کو **مقام ابراہیم** کہتے ہین **حدیث** مین وارد ہے کہ جسوقت بعد تعمیر خانہ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کے پکارنے کے لئے پروردگار کا حکم پہنچا تو آپنے اسی پتھر پر کھڑے ہو کر ندا کی تو یہ پتھر اتنا اونچا ہوا کہ سب پہاڑون سے اونچا ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ شانہ نے آپکی آواز عالم ارواح تک پہنچادی پس جسنے اس آواز کو سنکر لبیک کہا ہے وہ ضرور حج سے مشرف ہوگا **بیہقی** نے اپنی سنن مین روایت کیا ہی کہ مقام ابراہیم رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی زمانہ مبارک اور حضرت خلیفہ اول **ابوبکر صدیق** رضی اللہ عنہ کی عہد مین متصل خانہ کعبہ کا تھا مگر حضرت **عمر فاروق** رضی

رضی اللہ تعالے عنہ نے بسبب تنگی مطاف اُس کو وہان سے اُٹھاکر پہلی حد مطاف کی جگہہ پر کہدیا کہ اب تک وہین موجود ہی غرۂ ذیقعدہ کو خانہ کعبہ کی بنیاد شروع ہوئی تہی اور پچیسوین کو تمام ہوئی۔

تشکل خانہ کعبہ

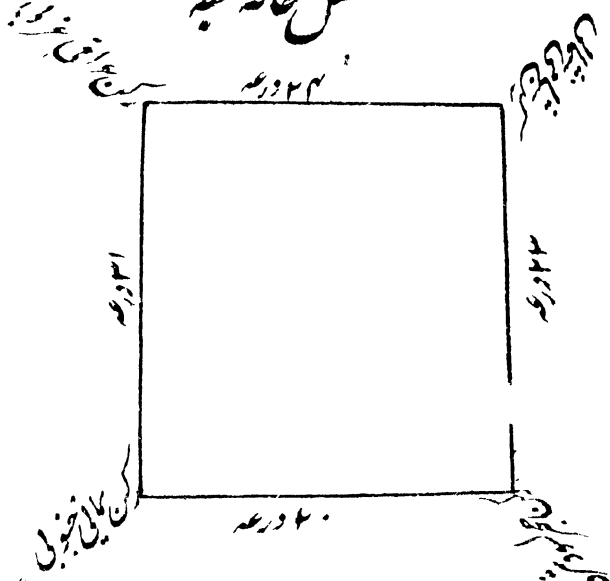

یعنی طول مین رکن شرقی سے کہ جسمین حجر اسود نصب ہے تا رکن شمالی تیس ۳۰ گز ہے اور رکن یمانی جنوبی سے تا رکن عراقی اکتیس گز ہے اور عرض مین رکن شرقی سے تا رکن جنوبی بیس ۲۰ گز ہے اور رکن غربی سے تا رکن شمالی بائیس ۲۲ گز ہے سب ہیئت مجموعی مستطیل نہ عرض کے دونون سرے برابر ہین نہ طول ہی کے اور بلندی اُسکی نو گز تہی اور دروازے کی کچھ کسی تہی اور حجر اسود ڈیڑہ گز کی بلندی پر شرقی گوشہ مین باہر کیطرف ایک طاق مین لگایا کہ یہ عمارت بنائی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تہی مدت تک رہی جب ایک پہاڑی نالہ برساتمین بہت زور سے آیا تو وہ عمارت گرگئی مرتبہ سوئم ہی جرہم نے کہ عرب کا ایک قبیلہ ہی اُسکو اُسیطور سے تعمیر کیا جب وہ بہی گرگئی مرتبہ چہارم قوم عمالیق نے کہ ایک قبیلہ ہی حمیر کا تہا اُسیطور سے بنایا اُس کے بعد جب وہ عمارت بہی گرگئی تو مرتبہ چہارم قصی بن کلاب نے اُسکو بنایا اور اُسپر سیاہ غلاف ڈالا یہ عمارت بہانتک

رہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی عمر شریف دس بارہ برس کی ہوگی اوسوقت ایک عورت پردہ کعبہ کے پاس انجور روشن کرتی تہی کہ پردہ مین آگ لگ گئی اور تمام عمارت جل گئی **مرتبہ ششم** اہل قریش نے کعبہ کو بنایا اور اوسمین کئی تصرف کردئے **اول** یہہ کہ جہہ گزز مین چہوڑکر دیوار غربی یعنی رکن عراقی و شامی کے اوٹھائی کہ بدرشدہ زمین اب **حطیم** کے نام سے مشہور ہے اور اوسمین اسیقدر زمین بطور نصف دائرے کے مطاف مین سے لیکر شامل کردی گئی ہے کہ اسکے شامل ہوجانے سے وہ کل زمین بشکل قوس ہوگئی ہے مگر جہان تک کہ وہ سیدہی متقابل دیوارہای شرقی وجنوبی نقشہ سے معلوم ہو اوسقدر زمین صلی خانہ کعبہ کی سمجہی جائے اور جہان سے کہ خم اوسکو ہوتا گیا ہے اوتنی زمین مطاف کی تصور کی جائے چنانچہ احادیث مین وارد ہوا ہے کہ جب قریش نے خانہ کعبہ بنایا اور مال حلال اتنی جگہہ مین داخل کرنے کو کافی نہوا تو اتنی زمین کو باہر رکہا اور مطاف کی زمین کو اوسمین شامل کرلینے کا یہہ لکہا ہے کہ یہہ بیت المال کے رکہنے کو کوئی پاکیزہ جگہہ نتہی لہذا اتنی بہی زمین اسمین بطور نصف دایرے کے شامل کرکے اوسکے گرد چہوٹی چہوٹی دیوارین بنادین اور دو دروازے آمنے سامنے قریب دیوار خانہ کعبہ کے آمد ورفت کے واسطے بنادئی **دوم** یہہ ہے کہ پہلے دروازہ خانہ کعبہ کا زمین کے برابر تہا اور اب چوکہٹ دروازے کی تخمیناً دو گز اونچی لگادی اور اسیقدر بہرت زمین کا کردیا **سوم** خانہ کعبہ کے اندر ستون لکڑی کے قایم کردئے یعنی پہلے وہ بطور ایک وسیع کمرے کے تہا اور اب دالان در دالان ہوگیا **چہارم** دیوارون کو دو چند بلند کردیا **پنجم** اندر خانہ کعبہ کے رکن شامی کے قریب چہت پر چڑہنے کے لئے زینہ بنایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک بار حضرت **ام المومنین عایشہ صدیقہ** رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا تہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ مین کعبہ کو پہر بنا برابر ابراہیم علیہ السلام پر بناؤن اور دروازہ زمین سے ملادون اور دو دروازے رکہون تاکہ ایک سے لوگ داخل ہوا کرین اور دوسرے سے خارج مگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دنیا سے تشریف لیگئے اور وہ ارادہ پورا نہونے پایا اوس وقت صورت خانہ کعبہ کی یہہ تہی۔

نقشہ خانہ کعبہ شریف

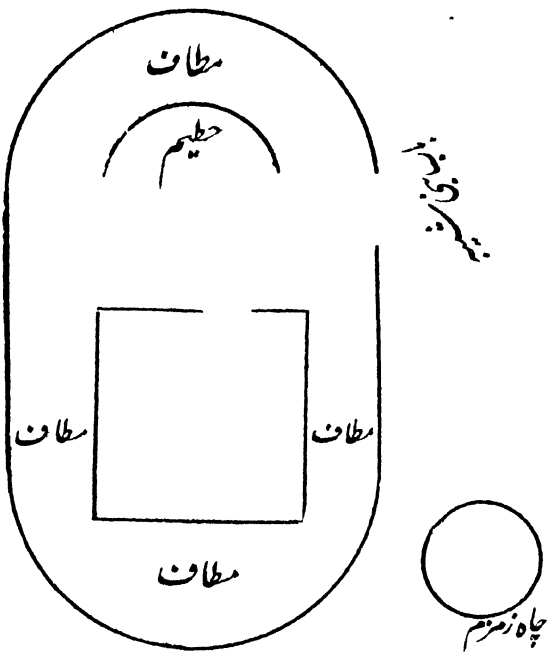

اور یہی صورت تا عہد خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قایم رہی یعنی دائرہ مطاف حد حرم تھا اور آمد و رفت باب بنی شیبہ سے تھی اور اب اسیکا نام **باب السلام** ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپنے سنہ ۱۷ ہجری مین جو مکانات لوگونکے مطاف کے گرد تھے مول لیکر وقف کر دئے اور اُنکو مسمار کراکر حرم مبارک کا صحن بڑہا دیا کہ اُسکی وسعت ہر چہار طرف مطاف کے بقدر مطاف کے ہے اور گرد اُسکے دیوار کچھ قد آدم سے نیچی بنائی اور اُسپر چراغ رکھے پس اول دیوار مسجد الحرام کی حضرت عمر فاروق نے بنائی جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ خلیفہ ہوئے تو آپنے بھی سنہ ۲۶ ہجری مین بہت مکان حرم شریف کے آس پاس کے خرید لئے اور وقف کر کے حرم شریف کا صحن اور بڑہا دیا اور وہ دیوار توڑکر ازادشدہ صحن کے گرد دیوار بنائی **مرتبہ ہفتم** جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد مین وہ حدیث کہ جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اپنی

خالہ صاحبہ یعنی حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم کے ارادی کو پورا کر دیا یعنی بدستور قدیم خانہ کعبہ کو بنایا اور زمین حطیم کے اندر
خانہ کعبہ کے لیئے لی اور دو دروازے حسب منشاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے
برابر زمین کے رکھے اور بہت کو نکالدیا اس تعمیر سے ۲۷ رجب ۶۴ھ ہجری مین فراغت پائی
اور نیز مکان گرد پیش حرم کے خرید کر کے مسجد الحرام مین داخل کر دیئے یہانتک کہ ایک گہر ازرق کا
دس ہزار دینار سے زیادہ مین لیا تھا مرتبہ ہشتم اسکے تھوڑے دن بعد نبی امیہ کا دور دورا
ہو گیا تو حجاج بن یوسف نائب عبد الملک بن مروان کو عبد اللہ بن زبیر کی تعمیر ناپسند ہوی اور
خانہ کعبہ کو گرا کے پھر بنا قریش پر بنایا اور صرف ایک دروازہ شرقی جانب مین رکھا اور اندر سی قدر آدم
بہت کر کے اونچا دروازہ لگایا اور چھت چوب ساج کی بنائی اور کیواڑ بھی ساج ہی کے تختوں کے لگائے اور
وہ مکان زمین کا طولانی جانب سی جسکو حطیم کہتے ہین اوسیطرح جو باہر رکھا یہہ تعمیر ۷۳ھ ہجری مین ہوئی مگر حد
حرم کو نہین بڑہایا بعض مورخ کہتے ہین کہ حجاج نے کل تعمیر کو نہین گرایا صرف عبد اللہ ابن زبیر کے
تصرفات مین اصلاح کی پھر ابن عباس کے عہد مین ہارون رشید نے قصد کیا کہ بنا عبد اللہ بن زبیر کعبہ کو
بنا ئے مگر علما نے منع کیا کہ بار بار گرانا اور بنانا بادشاہون کا کھیل ہو جائیگا بعد اسکے ولید بن
عبد الملک نے صحن کو بڑہایا۔ پھر ابو جعفر منصور نے دو بار صحن کو بڑہایا ایک مرتبہ ۱۶۰ھ ہجری مین
اور دوسری بار ۱۶۷ھ ہجری مین شروع کیا اور ۱۶۹ھ ہجری مین تمام کیا اور اوسی برس مین اوسنے
انتقال بھی کیا اور اس کام مین اوسنے بہت مال خرچ کیا حتی کہ ایک ایک گز زمین کی خرید
مین پچیس ۲۵ پچیس ۲۵ دینار صرف کیئے اسکے بعد معتضد عباسی نے اور اوسکے صحن کو زیادہ کیا
اور دار الندوہ کو ایک محلہ کا نام تھا داخل حدود حرم کیا اور حد ابزادی پر ایک دروازہ
قایم کیا جسکا نام باب الزیادہ رکھا غرضکہ وہ بنا حجاج بن یوسف تا عہد سلطان مراد خان
بن سلطان احمد خان سلطان روم قایم رہی اور شاہان اسلام اوسی عمارت کی مرمت کرتے
رہے۔ اور جو جو مکانات شروع سے وقتاً فوقتاً حسب ضرورت بنا لا ہا تہہ آتے رہے وہ بعد

خرید وقف ہو کر صحن حرم شریف مین داخل ہوتے گئے کہ جس سے حرم کی حدود بڑھتی رہین اور مکانات ستون و سقف ہائے چوبی سے حاشیۂ صحن پر بنتے رہے۔

مرتبہ نہم عہد سلطان مراد خان اول مین باب ابراہیم کے قریب ایک مکان رباط مین آگ لگی اور اُسی رباط کی آگ سے حرم شریف کی چھت مین آگ لگ گئی اور اُس نے تمام حرم کے حلقہ کو جلا دیا تو سلطان مراد خان نے از سر نو تعمیر حرم شریف کی کی اور چونکہ عمارت خانہ کعبہ بھی بہت پرانی ہو گئی تھی لہٰذا اُس کو بھی بہ صراحت ذیل بنوایا۔

ذکر تعمیر جدید خاص خانہ کعبہ

سوائے اُس گوشہ کے جس مین حجر اسود لگا ہوا ہے سب کو گرا کر پھر از سر نو موافق بنیاد حجاج کے اُسی طور سے خانہ کعبہ کو بنایا اور اندر فرش سنگ مرمر کا بچھایا اور اندر کی دیوارون مین بھی لگایا مگر معلوم نہین کہ سراسر اُن مین سنگ مرمر لگا ہے یا نہین ڈیڑھ ڈیڑھ گز جہانتک کہ نظر آتا ہے کیونکہ چھت گیری نہایت پارچہ بیش بہا کی سرخ رنگ جو چھت مین لگی ہے وہ اُس قدر چارون طرف دیوارون پر نیچے کو لٹکی ہوئی ہے کہ سب دیوارین ڈھکی ہوئی ہین صرف ڈیڑھ ڈیڑھ گز دیوارین نیچے کو کھلی ہوئی ہین اور اخیر مین اُس کے جالر ایک ایک بالشت لٹکا رہا ہے جہانتک جالر ہے اُس کے نیچے جو دیوارین کھلی ہین اُنمین سنگ مرمر نصب ہے اور اُنمین آیات قرآنی نہایت خوش خط کندہ ہین۔ ایک مقام پر مجھے سلطان مراد خان کا نام بھی لکھا ہوا نظر آیا مگر مین نے آنکھین نیچی کر لین اور عبارت پڑھنے کی نوبت نہ آئی۔

ذکر داخلی ستون اندرونی خانہ کعبہ

عام داخلی خانہ کعبہ کی سال بھر مین پانچ مرتبہ ہوتی ہے ہر داخلی مین دو روز مقرر ہین ایک دن مردون کے لئے اور ایک دن عورتون کے لئے۔ محرم شریف کی دہم اور یازدہم پہلی تاریخ

مردون کے واسطے اور دوسری تاریخ عورتون کے لئے دوسری داخلی ربیع الاول مین آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ولادت کی عید کی خوشی مین دوازدہم اور سیزدہم وہی پہلی تاریخ
مردون کے لئے اور دوسری تاریخ عورتون کے لئے تیسری داخلی رجب شریف مین
حضرت کی معراج کی خوشی کی عید ہے بست و ہفتم اور بست و ہشتم چوتھی شعبان المعظم مین یہ شب برات
کی خوشی کی عید ہے پنجم و ششم شعبان پانچوین آخری جمعہ و شنبہ رمضان المبارک یہ الوداع رمضان
کے لئے مکہ معظمہ کی عیدین یہی ہین ان روزون مین جملہ ساکنان مکہ معظمہ کھانے اور پینے اور
فرش فروشمین بڑا تکلف کرتے ہین عمدہ عمدہ کپڑے پہنکر حرم شریف مین آتے ہین اور اُسوقت
ایسا ہجوم ہوتا ہے کہ حرم شریف مین دو قدم چلنا دشوار ہوتا ہے اگر کوئی گر پڑے تو اُس ہجوم مین
اُسکا اُٹھنا مشکل ہوتا ہے اگر کمزور آدمی ہو تو مرجائے تمام خواجہ سرا بڑی چھڑیان ہاتھ مین لئے انتظام
کرتے پھرتے ہین کہ کوئی آدمی دبکر مرنجائے منبر کے قریب حنفی مصلے کی پشت پر
عمدہ عمدہ فرش بچھائے جاتے ہین اور شیشہ آلات کی روشنی نہایت تکلف سے کیجاتی ہے اور جناب
شریف اور پاشا اور تمام ارکین شہر اور افسران فوج دولت عثمانیہ وہان آکر بیٹھتے ہین اور تمام شہر مکہ کے
لوگ انکو دیکھنے آتے ہین اور نماز مغرب وہین پڑھتے ہین اس روز بازار مکہ معظمہ مین جلیبیان جسے
مشبک کہتے ہین نہایت افراط کے ساتھ بکتی ہین اور ہر آدمی اپنی حیثیت کے موافق جلیبیان بازار
سے خرید کر گھر مین لاتا ہے اور سب بال بچے ملکر کھاتے ہین اور اپنے عزیز و اقارب کو تقسیم کرتے ہین
داخلی خانہ کعبہ کی ہمیشہ صبح کو بتعین سعد گھنٹون کے ہوتی ہے جو وقت دیا جاتا ہے اُس سے
ایک دقیقہ بھی کم و بیش نہین ہوتا وہان دو سیڑہیان ہین ایک چاندی کی ہے جسمین چاندی کی
پتر جڑے ہین اور نقش و نگار بنے ہوئے ہین یہ عورات کے استعمال کے لئے ہین اور ایک سیاہ
آبنوس کی ہے یہ مردون کیواسطے یہ سیاہ زینہ پہلے کسی ہندوستان کے نواب نے نذر کیا تھا
اور یہ نقرئی کلید علیخان مرحوم نواب رام پور کی نذر کی ہوئی ہے داخلی خانہ کعبہ کے واسطے کسی
خاص لباس کی ضرورت نہین ہے جو لباس پہنے ہوا سی سے ہو سکتی ہے مگر داخلی روضہ محبوب خدا

صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لئے وہی لباس مخصوص ہے جو غلامون کا ہوتا ہے اگر سلطان روم بھی روضہ محبوبؐ خدا مین حاضر ہونگے تو غلامون کے لباس مین حاضر ہونگے چنانچہ اس فقیر کاتب الحروف نے خانہ کعبہ کی داخلی کی تھی صبح کی نماز کے بعد حاضر ہوا تمام دن وہین حاضر رہا مگر ادب سے نگاہ اونچی نہ کرسکا دو ستون صندل کے وہان دیکھے اُن سے لپٹ کر وہان دعا کرتے ہین اور دروازے سے داخل ہونے پر دہنے ہاتھ کو کعبہ معظمہ کا زینہ ہے جسپر عام لوگ توبہ کی کوٹھری کہتے ہین وہان بھی جاکر دعا کرتے ہین اور توبہ استغفار کرتے ہین **شیبی** جو کلید بردار خانہ کعبہ ہین اُنکا آدمی وہان حاضر رہتا ہی میرے مطوف مرحوم ہاشم شیخ نے مجھے یہ داخلی کرائی تھی مین یہانکا مفصل حال بیان نہین کرسکتا اسلئے کہ مین نے ادہر ادہر نہین دیکھا **شیبی** ان کلید برداروں کا ابوالآبا ہی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے عہد مین تہا جب حضور پرنور نے مکہ معظمہ کو فتح کیا ہے تو خانہ کعبہ کی کلید اُس سے لیلی اور تھوڑی دیر اپنے پاس رکہکر پہر اُسے واپس کیا اور فرمایا کہ مین کسی کا حق تلف نکرونگا اب جتنے کلید بردار ہوتے آئے یہ سب اُسکی اولاد سے ہین اور شیبی کہلاتے ہین یہ بڑے مالدار ہین دور دور سے اُنکے واسطے تحفجات آتے ہین - مگر انتظام ملک مین اِن کو کچھ دخل نہین ہے اور **شریف** صاحب وہ تو سندی آل رسولؐ ہین حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہین **ذکر تنخواہ شریف صاحب** اصلی تنخواہ شریف صاحب کی بحالت مستقلی جیب خرچ کے نام سے ایک لاکھ قرش نقرہ ماہانہ ہین کہ جسکو صاع کہتے ہین اور آٹھ قرش کا ایک روپیہ سکہ حال مروجہ ہوتا ہے جس کے ساڑہے بارہ ہزار روپیہ ہوئے اور جبتک یہ قایم مقام رہین گے تو اسی ہزار قرش جس کے دسہزار روپیہ ہوتے ہین ماہانہ پائین گے اور خلعت بے بہا نہایت اعلےٰ درجہ کا حج سے قبل ہر سال باب عالی سے آتا ہے اُس خلعت مین گھوڑا ناقہ وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے اور **اردب** اس خلعت اور تنخواہ کے علاوہ ہے اردب کا نام پورب مین **سیدہا** اور پچھانی ریاستون مین **پیٹیا** یعنی کچی جنس چاول گیہون گوشت گھی نمک مسالہ گھوڑون کا دانہ چارا سب سرکاری اور

ملازمان اردلی کی وردی وغیرہ بھی سب سلطانی ہے ان سب کا مجموعہ چالیس ہزار روپیہ ماہواری ہوتا ہے اور اکیہزار فوج قوم بدو سے جس کا نام یشی ہے اور اکثر شکل اس قوم کی ہیئت اور رنگ مین مثل غلامان سودان کے ہے نوکر ہین تنخواہ ان کی سلطان المکرم کے حضور سے ملتی ہے اور یہ سب فوج ساندنی سوار ہے اور بندوق اور جمبیہ اور چھوٹی سی لوہے کی برچھی اور بعض سپاہیون کے پاس طپنچہ کی جوڑی بھی قبور مین رہتی ہے بدوون مین یہ اچھی قوم ہے اور ان کی قوم بہت بڑی ہے۔ حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کو فوج کی ضرورت ہو تو جسے ارنوط کہتے ہین اُن کی شجاعت اور قواعد دانی مشہور ہے یہ فوج شریف کی بھی گو قواعد دان ویسی نہین ہے مگر بہادری مین اُن سے کم نہین ہے اگر حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کو فوج کی ضرورت ہو تو شریف صاحب باقاعدہ فوج انہین لوگون کی بیس ہزار تک بآسانی جمع کرکے نذر کرسکتے ہین اور اس فوج کو جو بطور معاونت جمع کیجاتی ہے صرف کھانا دینا کافی ہے مگر ان کے سردارون کو بہ طور خلعت کچھ لباس وغیرہ دیا جاتا ہے اور مختصر شریف کی سلامی اکتالیس ۴۱ توپین ہیں اور تمام مقام کی اکیس ۲۱ توپین۔

ذکر اولاد شریف صاحب

جو لڑکا شریف صاحب کے گھر مین پیدا ہوتا ہے روز پیدائش سے اُس کی تنخواہ مقرر ہو جاتی ہے اور وہ تنخواہ بہ حیثیت عمر بڑھتی جاتی ہے اور جب یہ بالغ اور تعلیم یافتہ ہو جاتے ہین تو ان کو عہدہائے سلطانی بھی ملتے ہین اور تنخواہین بیش قرار ہوتی ہین اور وہ تنخواہ جو زمانہ طفولیت کی ہے اب بند ہو جاتی ہے اشراف مکہ مین سے شریف عبد المطلب بڑے بیدار مغز تھے انکا رعب عرب مین سب شریفون سے زیادہ تھا عمر بھی انکی بہت تھی مکہ معظمہ مین یہ نقل اُن کی مشہور ہے کہ اُنکے بیٹے نے کوئی امر اُن کی مرضی کے خلاف کیا اُسکا تعلق ملکی اُمور سے تھا یہ ان کو ناگوار ہوا شاید کسی سے کچھ رشوت لی تھی انہون نے اپنے غلام کی معرفت کہلا بھیجا کہ مین صبح کو تجھے سمجھ لون گا اُس لڑکے پر اتنا رعب غالب ہوا کہ رات ہی کو اُسکا دم نکل گیا صبح کو جب ان کو خبر ہوئی تو صرف حکم دیدیا کہ اُسکو

دفن کردو نماز تک اُس کے جنازے کی نہ پڑہی بافضل جو شریف مکہ ہین اِن کا نام نامی **شریف عون** ہے سیری **مطوف سیّد ہاشم شیخ** سے اور اِن سے بہت ربط ہتا اُنکی معرفت مین اِنسے ملاہون نہایت خلیق ہین مگر بشرہ اُنکا کہتا ہے کہ ملکی معاملات کا درک کم ہے لیکن سیّد **عثمان نوری پاشا** جو اُس وقت مکہ معظمہ کا فوجی اعلےٰ افسر تھا نہایت دانشمند اور ذکی و ذہین اور ملکی معاملات کے دقایق سمجھنے والا ہے۔ یہ جملہ معترضہ تہا۔ **عبد المطلب سے جابر شریف** کو گرفتار کرنا اسی کا کام تہا صحن حرم شریف مین دو عمارتین تہین ایک تو گھڑی رکھنے کا قبہ تھا اور دوسرا فقہ کی کتابون کا کتب خانہ اِس نے اُن کو توڑنا چاہا اس خیال سے کہ حرم مکہ مین یہ دو عمارتین صحن کے حسن مین بدنما معلوم ہوتی ہین۔ اِس نے خود یہ حجت قایم کی کہ جو لوگ اِن عمارتون کی پشت پر نماز پڑہتے ہین وہ خانہ کعبہ کو نہین دیکھ سکتے حالانکہ خانہ کعبہ پر نظر کرنا عبادت ہے جملہ علما، اور اراکین مکہ نے اِس حجت کو قبول کر لیا اور وہ دونون مکان توڑ دئے گئے بس صحن حرم شریف کا بہت بڑہ گیا اور حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصلے کو بہی اس قابلیت سے دوسری جگہ منتقل کیا کہ مفتیان حنبلی کو یہ حجت ماننی ہی پڑی اُس نے سب کو دکہا دیا کہ یہ مصلے خانہ کعبہ کی چوتہی سمت کے محاذی نہین ہے جب سبہون نے آنکہون سے دیکھ لیا ساکت ہو گئے اُس نے اُس جگہ مصلے کو منہدم کر کے چوتہی سمت کے سامنے از سر نو تعمیر کرا دیا **شریف عون صاحب** سے اور سیّد عثمان نوری پاشا سے کچھ سابقہ رنجش ہے جس کا بیان یہان مصلحت نہین شریف صاحب مکہ روٹھکر مدینے چلے گئے اور وہان سے سلطان کے حضور مین درخواست پیش کی کہ جبتک سیّد عثمان نوری پاشا مکہ مین رہین گے مین وہان نجاؤنگا سلطان نے اِن کی مصالحت کے واسطے دو وزیرون کو بہیجا مگر یہ شریف صاحب صلح پر رضامند نہ ہوئے آخر کو حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہٗ نے جو اپنے آپ کو سیدون کا غلام سمجھے ہوئے ہین شریف صاحب کی ہٹ قایم رکہی اور سیّد عثمان نوری پاشا کو حلب مین بدل دیا اور وہان جمیل پاشا تھے اُن کو مکہ معظمہ مین بلا لیا یہ پاشا جب مکہ معظمہ مین آئے تو اپنے ساتہہ کچھ اور فوج بہی لائے خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا یہان پر اصل تحریر تو عمارت خانہ کعبہ کی ہے اُس طرف متوجہ ہوتا ہون **خانہ کعبہ** کے اندر دو ستون بہت سطبر اور منقش

اور بنبت پہوب صندل کے ہین زمین سے تا سقف خانہ کعبہ قایم کیے ہین یہ میرا مشاہدہ نہین ہے داخلی کے وقت مجھے اتنا اتفاق کہان تھا کہ مین ان اُمور کی تحقیقات کرتا مین نے اپنے مکرم دوست منشی برکت علی صاحب بی شستہ دار الحشنری بنارس کے سفرنامہ سے ان امور کی تحقیق کی ہے اور اسکے سوا اور مدد بھی مین نے لی ہے مین نے اُنکی تصنیف کو بوجہ اتحاد اپنی تصنیف سمجھکر یہ مبادرت کی ہے۔

ذکر چارون مصلون کا

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے اتبعوا السواد الاعظم۔ یعنی جب تم کسی دینی باتمین اختلاف ہو تو تم باخود ہا ایک انجمن قایم کرو اور اُسمین علماء سے مشورہ طلب کرو پس جسطرف علماء کی بڑی جماعت ہو اُسکی پیروی کرو چنانچہ جب تابعین کے عہد مین جو خیر القرون مین شمار کیا جاتا تھا نئے نئے حادثات پیش آنے لگے اور بابت مسائل دینیہ کے بہت کچھ اختلافات پیدا ہو گئے اُسوقت تک بنیاد مذاہب اربعہ کی نہ پڑی تھی اب اسکی اشد ضرورت ہوئی غرضکہ تمام مسلمانون نے جمع ہو کر اپنے اپنے اساتذہ کیطرف ایک نسبت قایم کرلی اور انہین چارون مذہب پر انحصار ہو گیا اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حادثات اور آفات سے محفوظ رہا اور ان چارونمین ایسا اتحاد ہو گیا کہ ایکدوسرے کے پیچھے بے تکلف نماز پڑہنے لگا۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ دونون بمقام مرکز اسلام ہین تمام مسلمانون کے مرجع اور ماوے یہی پاک مقام ہین ان دونون مقامونمین یہ چارون مصلے قایم ہو گئے بس انصاف یہ ہے کہ جہان بھر کے مسلمانون کو سر جھکا کر اس انتظام کو مان لینا چاہیے اور آخر سیکڑون برس تک دیار اسلام مین ان مصلونکی نسبت صامندی کا سکوت رہا ہندوستانمین تقریباً آٹھ سو برس تک سلطنت کا سلسلہ محمود غزنوی سے لیکر تا آخر زمانہ شاہان تیموریہ قایم رہا کچھ جگڑا اتنا نہ بکھیڑا جدہر دیکھیے مقلد ہی مقلد ہندوستان بجز افغانستان روم مصر ہر جگہ حنفیون ہی کا دور تھا اور اب بھی ہے بانتثنا چند افراد کے پس جبتک علوم نشر اور پاک انفاس حضرات

کے دلون مین تھا اُن کو اپنی شخصیت اور شیخی پر نظر نہ تھی ایکبار جو علوم اُردو فارسی زبانون میں ترجمہ ہوکر شائع ہوئے۔ پس پھر کیا تھا ہر گھر مین علم انانیت کا بلند ہوگیا اور جھگڑے اور فساد ہونے لگے اور اب یہ حضرات ارشاد فرماتے ہین کہ تم ہم کو چھیڑتے ہو ان سے کوئی یہ تو پوچھے کہ کہ پہلے ہندوستان مین مقلد تھے یا غیر مقلد۔ بنائے فساد تو تم نے قایم کی اور تہمت ہمارے سر رکھتے ہو اور بڑا ثبوت ہمارے پاس اس کا یہ ہے کہ جو مقامات اسلامی ہین اور جو مرکز اسلام ہین وہان ہم زیادہ ہین یا آپ جہان کے علماء کی سند کی بغیر اسلام کی کوئی بات قایم نہین ہوسکتی۔ آپ کہتے ہین ہمین اُن کی سند کی ضرورت نہین تو ہم کفرستان کے رہنے والون کی سند کیون ماننے لگے اب مین مکہ معظمہ کے چارون مصلون کا ذکر کرتا ہون۔

اوّل مصلّے حنفی

حطیم کی طرف دو منزلہ ہے یہ حضرت امام **ابو حنیفہ** رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے جنکی ولادت ۸۰ھ ہجری مین بمقام کوفہ ہوئی تھی انکا نام نامی و اسم گرامی **نعمان** ہے اور ابو حنیفہ کنیت ہے اور یہ ثابت کے بیٹے تھے جو کہ شاہ ایران کی نسل سے تھے کتاب مفتاح السعادت مین ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت امام ابو حنیفہ کی والدہ صاحبہ سے نکاح کیا تھا اس لئے حضرت امام ابو حنیفہ نے امام صاحب کے سایۂ شفقت مین پرورش پائی اور انہین سے دنیا اور آخرت کے علم سیکھے **ابن خلکان** نے لکھا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد مین چار صحابی موجود تھے حضرت انس بصرہ مین اور عبد اللہ بن ابی اوفی کوفہ مین اور سہیل بن سعد ساعدی مدینہ مین اور ابو طفیل عامر بن واثلہ مکہ مین اور انس بن مالک کو آپ نے دیکھا ہے جیسا کہ خطیب نے تاریخ بغداد مین ذکر کیا ہے حضرت **امام اعظم** رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے علما تابعین سے علم حاصل کیا تھا اور پھر آپ کے شاگردون مین سیکڑون امام ہین منجملہ اُن کے **عبد اللہ** بن مبارک ہین جو امام بخاری کے اُستاد ہین اور **وکیع** جو امام

شافعی کے اُستاد ہین اور امام ابو یوسف اور امام محمدؒ وغیرہم اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پچاس حج کیے اور چالیس برس تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑہی اور تہجد مین ایک ختم قرآن کا کرتے تہے اور شب کو اللہ کی محبت مین اس قدر روتے تہے کہ اُن کے ہمسایون کو اُنپر رحم آتا تھا میر امشاہدہ بعض حضرات یہ ارشاد فرماتے ہین کہ مقلدون نے اپنے امام ابو حنیفہ کی ایسی تعریف کی ہے جو عقلاً محال ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی چالیس برس تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑہے مین اُنکی خدمت مین دست بستہ عرض کرتا ہون کہ ہم لوگ دنیا کے آدمی ہین ہمارے صرف دو کام ہین کھانا اور سونا اس کے سوا تیسرا کام آتا ہی نہین تبھی ہم کو یہ بات محالات سے معلوم ہوگی جن لوگون نے کبھی تہجد نہین پڑہی اُن کو یہی بات مشکل معلوم ہوتی ہے کہ دو بجے رات کو آدمی خواب شیرین سے بیدار ہو کر تہجد پڑہے اور جو لوگ کہ اسی کام کے واسطے پیدا ہوئے ہین اُن کو کیا دشوار ہے۔ فرشتے تو ہزارون برس سے عبادت مین مصروف ہین نہ کھاتے ہین نہ پیتے ہین تو کیا اُن کی عبادت کا بھی انکار کیا جائیگا۔ یہ وہی لوگ ہین جو ملکوتی صفات حاصل کر چکے ہین اِن کے لئے تو یہ عبادت اِن کی طبیعت ہو گئی ہے یہ خود عبادت نہین کرتے انکی طبیعت اِن سے ایسی عبادت کراتی ہے۔ مدینہ طیبہ مین میرے ایک دوست تہے حافظ محمد سعید ترک چودہ برس سے تو اُنکا بھی یہی معمول تہا کہ عشا کی نماز کے بعد وہ مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین کہڑے ہوتے اور صبح تک ایک ختم کلام اللہ شریف کا کر لیتے تہے اور دن کو اشراق پڑہ کر وہ آرام کرتے تہے دس بجے اُٹھ بیٹہتے تہے پھر احباب کے ساتھ کھانا کھاتے تہے پس معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ مین ایسے بہت لوگ ہین کہ جنکا یہ معمول ہے کہ شب بیدار رہتے ہین اور صبح تک ایک ختم کلام اللہ کا کر لیتے ہین اب مین اس بات کو کیونکر محالات سے سمجھون جب اس پرشور زمانہ مین ایسے لوگ موجود ہین تو وہ تو خیر القرون کے لوگ تہے علامہ ابن حجر مکی نے روایت کی ہے کہ حضرت نبی صلے اللہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ۱۵۰ ہجری مین

دنیا کی زینت اُٹھ جائے گی جس سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات مراد ہے کیونکہ اُنکا انتقال سنہ ۱۵۰ ہجری مین ہوا ہے آپنے سجدہ کی حالت مین انتقال فرمایا اور پچاس ہزار آدمیون نے جس مین بڑی جماعت علماء اور اولیاء اللہ کی تھی آپکے جنازے کی نماز پڑھی اور بیس روز تک لوگ ان کی قبر پر آتے تھے اور نماز جنازہ پڑھ جاتے تھے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اوائل عمر مین خواب دیکھا تھا کہ مین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اُستخوان مبارک سمیٹ کر سینہ سے لگا رہا ہون اس کی تعبیر ابن سیرین سے پوچھنے کے لئے کسی کو بھیجا ابن سیرین نے کہا کہ یہ شخص علم دین ایسا حاصل کریگا کہ جس کا کوئی مثل نہ ہوگا ابن سیرین بڑے جلیل القدر تابعی ہین اُنکو تعبیر خواب مین کمال تھا۔

دوسرا مالکی مسئلے

جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے امام مالک بن انس بن مالک بن عامر اصبحی مدینہ منورہ مین سنہ ۹۳ ہجری مین پیدا ہوئے بروایتے سنہ ۹۰ ہجری مین یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر ہین ان کے علم و فضل کا شہرہ دنیا مین پھیل گیا تھا ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب لوگ اونٹون پر سوار ہوکر علم کی تلاش مین آئینگے مگر علماء مدینہ سے یہ امام مالک رح کے لئے بشارت ہے یہ امام بخاری و مسلم وغیرہما کے اُستادون کے اُستاد ہین انہون نے بھی بہت سے علماء تابعین سے علم حاصل کیا تھا منجملہ اُن کے نافع ہین جو عبداللہ ابن عمر رض سے روایت کرتے ہین مکے بھی ہزارون علماء و فضلا شاگرد ہین منجملہ اُن کے امام شافعی اور امام محمد ہین انکی تصنیف حدیث مین سب سے اول ہے جس کو موطا کہتے ہین انکی شب بیداری اور عبادت و ریاضت کے فضائل اسقدر ہین کہ اس مختصر مین اُنکی گنجایش ہو سکے انکی وفات مدینہ منورہ مین سنہ ۱۷۹ ہجری ماہ ربیع الاول مین ہوئی اور مزار جنت البقیع مین ہے یحییٰ اندلسی ان کے

مؤطا کے جامع ہین یہ مدینہ سے حج کو نہین جاتے تھے کہ کہین مکہ معظمہ مین مر نجاؤن جب عالم معاملات مین حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اسکا ذکر کیا کہ تم مدینہی مین مروگے تو حج کے لئے مدینہ سے نکلے ہماری نامہربان بھائی زیارت جو قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ضروری نہین جانتے غالبًا حضرت امام مالکؒ کی روح سے ناخوش ہون گے کہ مدینہ کو انھون نے ایسا کیا سمجھا جو وہان مرنے کی اتنی تمنا کی رضی اللہ تعالے عنہ

تیسرا مصلّے امام شافعیؒ کا

یہ مصلّے چاہ زمزم کے پاس ہے جو امام شافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ کے پیرؤون کے واسطے بنا ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی محمد بن ادریس بن العباس ہے شافعیؒ ان کے بزرگون مین سے ایک شخص ہین یہ اُن کی طرف منسوب ہوگئے یہ ھاشمی ہین انکی ولادت اُس روز ہوئی ہے کہ جس روز حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے وفات فرمائی ان کا علم وفضل بھی جہان مین شہرۂ آفاق ہے انکی ولادت شہر غزہ مین ہوئی ہے جو ملک شام مین واقع ہے انکی والدہ ماجدہ سے حضرت امام محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ نے نکاح کر لیا تھا انہون نے علم وفضل مین حضرت امام محمدؒ سے بہت کچھ فیض پایا ہے یہ بھی امام بخاریؒ اور مسلم کے شیخ الحدیث ہین سیکڑون علما اور فضلا ان کے شاگرد ہین منجملہ اُن کے امام احمد بن حنبل ہین جو امام بخاریؒ کے اُستاد ہین ان کی عمر کا بڑا حصہ ملک مصر مین صرف ہوا ۲۰۴ھ ہجری مین خاص مصر ہی مین وفات فرمائی اور وہین آپ کی قبر بھی ہے۔

چوتھا مصلّے حنبلی

یہ امام احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد بن ادریس مروزی کی طرف منسوب ہے حنبل ان کے دادا ہین چونکہ وہ بہت مشہور تھے اس لئے اُن کی طرف منسوب ہوئے

ان کی ولادت ایک سو چونسٹھ ہجری مین ہوئی یہ امام شافعیؒ اور ابن عُلیہ وغیرہ بڑے بڑے مجتہدون کے شاگرد مین یہ چوتھے امام ہین امام بخاریؒ اور امام مسلم اور ابوداؤد وغیرہ بڑے بڑے علماء ان کے شاگرد مین ابوزرعہ رازی کا قول ہے کہ ان کو دس لاکھ حدیثین یاد تھین اُنکی تصانیف مین سے مُسند فن حدیث مین مشہور کتاب ہے۔ ان کے فضائل زہد و تقوے وصبر و توکل احاطہ تحریر سے باہر ہین ایک ادنی سی بات یہ ہے کہ خلیفہ عباس نے قرآن کے مخلوق ہونے کے مسئلہ پر انکو مجبور کیا جب امام نے انکار کیا تو ہر روز ان کی پشت مبارک پر کوڑے مارتا تھا ایک روز جو شکین باندہ کر مارنا شروع کیا تو انکا تہہ بند گرنے لگا انھون نے دعا کی کہ الٰہی حفظ ستر کا تو مالک ہے روایت کی ہے کہ غیب سے دو ہاتھ ظاہر ہوئے اور انکا تہہ بند سنبھال دیا جب سے ان کے صدہا آدمی معتقد ہو گئے آپنے **بغداد** شریف مین بہ ماہ ربیع الاول سنہ ۲۴۱ ہجری مین رحلت فرمائی مورخین نے لکھا ہے کہ ان کی جنازے پر لاکھون آدمی حاضر تھے جن لوگون نے یکے بعد دیگرے نماز پڑہی ان کے جنازے کی یہ شوکت دیکھکر بہت سے غیر مذہب آدمی مسلمان ہو گئے حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمان تھے اور زینت اسلام کی انکے دم سے تھی۔

ہر مصلے کی امام کی تعداد

ایک سو اُنتیس امام ان چاردن مصلّون کے واسطے ہین اور مکبرون کی جماعت اسکے علاوہ ہے اور خطیب علحدہ ہین سب کی تنخواہین سلطان روم خلد اللہ ملکہ کی طرف سے ہین اور تمام خرچ حرمین شریفین کا جزی وکلی **سلطان روم** خلد اللہ ملکہ کے ذمہ ہے حنفی مصلے کے امام پچہتر ہین۔ امام شافعیؒ کے مصلے کے امام پینتیس ۳۵ ہین۔ امام مالکؒ کے مصلے کے امام پندرہ ۱۵ ہین۔ امام حنبلؒ کے مصلے کے چار امام ہین اور ہر امام کی تنخواہ پینتیس ۳۵ ریال ماہوار ہے اور علاوہ اس کے چار چار اردب یعنی سولہ سولہ من گندم سالانہ ملتے ہین۔

فضائل خاص خانہ کعبہ

روایت فقیہہ ابو اللیث نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ کعبہ شریف ستر ہزار فرشتون کے سایہ مین ہے کہ وہ فرشتے ہمیشہ بخشش چاہتے رہتے ہین اللہ تعالے شانہٗ سے طواف کرنے والون کے لئے اور رحمت بھیجتے ہین اور دعا کرتے ہین اُن کے حق مین **روایت** کی امام فاکہی نے حضرت امام حسن بصری سے کہ نہین داخل ہوتا ہے کوئی کعبہ شریف مین مگر کہ داخل ہوتا ہے اللہ کی رحمت مین اور نہین باہر آتا حرم مبارک سے مگر مغفرت لیکر **جابر ابن عبد اللہ** سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز فرشتے خانہ کعبہ کو دُلہن کیطرح آراستہ کرکے میدان قیامت مین لائین گے اور ایک دوسری روایت مین بھی وارد ہوا ہے کہ کعبہ شریف اُٹھایا جائیگا دُلہن کیطرح **عشاق خدا** کی آنکھون مین اسوقت بھی خانہ کعبہ دُلہن ہی بنکر نظر آرہا ہے **لمؤلفہ**

سیاہ پوش جو کعبہ کو قیس نے دیکھا ہوا نہ ضبط تو چلاّ اُٹھا کہ یا لیلے

فقیر کاتب الحروف جس وقت حرم محترم مین حاضر ہوا ہے تو آدھی رات کا وقت تھا اور شب ماہ تھی خانہ کعبہ کو سیاہ غلاف مین دیکھا اور ہزارون آدمی طواف مین تھے مین بلا مبالغہ یہ بات کہتا ہون کہ اُس وقت کا حسن خانہ کعبہ کا ابتک نہین بھولتا بے تکلف یہ بات معلوم ہوتی تھی کہ لیلیٰ لباس سیاہ مین کھڑی ہوئی ہے اور یہ ہزارہا مجنون ہین کہ جنہین اس وقت اپنے تن بدن کا ہوش نہین ہے صدقے ہو رہے ہین مین بھی اُس بیقراری کی حالت مین صدقے ہونے والون کے گروہ مین شامل ہوگیا پہلے طواف سے فراغت کرکے واجب الطواف کا دوگانہ مقام ابراہیم مین پڑھ رہا تھا کہ استغراغ

کی حالت پیدا ہوئی مجھے میرے مطوف باب عمرہ کے پاس لائے مین نے وہان استفراغ سے فرصت کی مجھے ایک بزرگ نے پیارکباد دی اور کہا کہ خوب جی بھر کے زمزم شریف پی لو تمہین پھر استفراغ ہوگا چنانچہ مین نے ویسا ہی کیا اور دوسرے طواف کے بعد واقعی پھر استفراغ ہوا انہین بزرگ نے باب العمرہ کے پاس لاکر استفراغ کرایا اور پھر مبارکباد دے چلے اوا کئے اور فرمایا کہ اللہ تعالے شانہ نے تمہارے دل کی شدت شوا آب زمزم سے کی الحمد للہ علی احسانہ - یون ہی ایک روایت مین وارد ہے کہ قیامت مین خانہ کعبہ دلہن بنا کر لایا جائے گا اور تمام زائرین جو اس سے پہلے شائق تھے اس کے پردون سے لگے ہون گے یہانتک کہ وہ پاک دلہن اپنے مشتاق کو اپنے ساتھ لئے ہوئے جنت مین داخل ہو جائے گی -

اُنکے فضائل جو کعبہ شریف پر نظر کرتے ہین

ابن ابی شیبہ اور ازرقی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ نظر کرنا کعبہ شریف کی طرف عبادت ہے بیہقی نے شعب الایمان مین اسے روایت کیا ہے - فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ ہر رات اور دن مین بیس رحمتین کعبہ شریف پر نظر کرنے والون کے لئے نازل ہوتی ہین - فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ پانچ چیزون کی طرف نظر کرنا عبادت ہی ایک تو قرآن مجید کو دیکھنا دوسرے کعبہ شریف کو دیکھنا تیسرے اپنے ماں باپ کو دیکھنا چوتھے عالم کے چہرے کو دیکھنا اور پانچوین زمزم کو دیکھنا - اور ایک روایت مین فاکہانی نے بیان کیا ہے - النظر الی وجہ علی عبادۃ -

حجر اسود کے فضائل

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ سنا مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ و

اصحابہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے کہ تحقیق حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یواقیت سے دو یاقوت ہین محو کیا اللہ تعالے شانہ نے نور ان دونون کا اور اگر نہ دور کرتا اللہ تعالے انکا نور تو مغرب سے مشرق تک انہین کا نور ہوتا مین عرض کرتا ہون کہ شاہان روئے زمین بھلا اس کو اس متبرک مقام پر کیون چھوڑتے دریائے نور اور کوہ طور دو سیری تھے ایک بادشاہ سے دوسرے بادشاہ تک کس کس طریقہ سے پہنچے ہین چنانچہ انگریزون نے رنجیت سنگھ کی اولاد سے لیا تھا وہ راجہ نابالغ تھا پھر نہ انکی سلطنت واپس ہوئی نہ وہ ہیرے ملے حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ اللہ تعالے شانہ اٹھائیگا اسے اس حال مین کہ اس کے دو آنکھین ہونگی اور زبان ہوگی کہ باتین کرے گا اور گواہی دے گا یہ اس کے لئے کہ جس نے اسے بوسہ دیا ہوگا حق کے ساتھ محدث ہروی لکھتے ہین کہ جس نے حجر اسود کو صدق دلسے بوسہ دیا تو وہ اس کی گواہی دیگا خیر کے ساتھ اور جس نے ہنسی یا مذاق کے ساتھ اسے چوما تو نعوذ باللہ یہ گواہی دیگا اس کی اسی حالت کی روایت کی احمد اور حاکم نے ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ حجر اسود اللہ عزوجل کا داہنا ہاتھ ہے زمین پر کہ مصافحہ کرتا ہے اپنے بندون سے جس طرح کہ مصافحہ کرتا ہے ایک تم مین سے اپنے بھائی سے اکابر اہل حدیث لکھتے ہین کہ جو اسود کے بوسہ دینے کے وقت آدمی بیعت الہی کا تصور کرے اور نہایت ادب اور حضوری اور زاری سے بوسہ دے ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کی روایت مین ہے کہ جس نے مسح کیا حجر اسود کا سوائے اس کے نہین کہ اس نے مسح کیا رحمن کے ہاتھ کا جل جلالہ ف اہل حدیث لکھتے ہین کہ حاجی کو چاہیئے کہ دونون ہاتھ ادہر ادہر حجر اسود کے رکھ کے بیچ مین منہ سے بوسہ دے اگر بغیر ایذا دینے کسی کے ممکن ہو۔ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ جس نے چھوا حجر اسود کو

تو نکلا وہ گناہون سے اس طرح پر کہ جیسے وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا مستحب ہے مُنہ اور پیشانی کا اُس پر رکھنا اور تین بار چومنا اور اگر بوسہ دینا بہ سبب کثرت طواف طواف کرنے والون کے ممکن نہ ہو تو ہاتھ کو اُسپر لگا کے چومے اور جو یہ بھی ممکن نہ ہو تو عصا کے اُس حصہ کو جسے ہاتھ سے پکڑتے ہین اُسمین لگا کے اُسے چومے اور جو یہ بھی نہ ہو سکے تو دونون ہاتھ اُس کی طرف اُٹھا کر کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہِ الْمُصْطَفٰی اور یہ سمجھکر کہ گویا اِن دونون ہاتھون سے مین نے اِس کو چھو لیا ہاتھون کو چومے۔

فصل رکن یمانی

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ چومنا رکن یمانی کا گناہون کو محو کرتا ہے روایت کیا احمد اور ابن حبان نے ف اہل حدیث مسح رکن یمانی کا اِس طور پر لکھتے ہین کہ حاجی دونون ہاتھ یا ایک ہاتھ سے اُسکو مس کرے اور اگر اژدحام ہو تو اُس کا بدلہ نہین ہے اشارہ وغیرہ سے جیسے بدلہ ہے حجر اسود کا چنانچہ اسی پر عمل ہے حضرت عطاء ابن یسار سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم آپ رکن یمانی کا بہت مسح کرتے ہین آپنے فرمایا کہ نہین آیا مین کبھی اس کے پاس مگر کہ جبرئیلؑ کو مین نے اُس کے پاس کھڑا دیکھا کہ استغفار چاہتا ہے وہ چھونے والون کے لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مین اِسطور سے وارد ہوا ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہین پس جو شخص کہتا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ تو وہ فرشتے کہتے ہین آمین واضح ہو کہ کعبہ شریف کے چار رکن

ہین رکن اسود رکن یمانی رکن عراقی رکن شامی انمین سے رکن اسود کی بسبب حجر اسود کے بڑی فضیلت ہے اور رکن یمانی کے فضائل اوپر بیان ہو چکے اور رکن عراقی و شامی کے بابت کلام ہے اسی کی تحقیق شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے شرح سفر السعادت مین بخوبی کی ہے۔

فضائل حطیم

اسمین نماز پڑھنے کا اور کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھنے کا ایک حکم ہی روایت ہے کہ جس نے نماز پڑھی حطیم مین دو رکعتین رکن شامی کی طرف پس گویا زندہ رکھا اس نے ستر ہزار راتون کو یعنی ستر ہزار راتون مین شب بیداری کی اور گویا کہ اس نے چالیس حج مقبول اور مبرور کئے۔

فضائل میزاب رحمت

یہ خانہ کعبہ کی چھت کا پرنالہ ہے حطیم مین پڑتا ہے اسی کو میزاب رحمت کہتے ہین حضرت عطاء بن رباح سے روایت ہے کہ جو شخص کھڑا ہوا نیچے میزاب رحمت کے اور دعا مانگی قبول کیجاتی ہے دعا اس کی اور جس نے کہ پڑھین اسکے نیچے دو رکعتین وہ نکلا گناہون سے ایسا جیسا کہ اسی دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ روایت کی قریشی نے عبداللہ بن عباس سے کہ پوچھا ایک شخص نے آنحضرت سے کہ کہان ہے مصلی اخیار کا آپنے فرمایا کہ نیچے میزاب رحمت کے اسی مقام پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قبر بتاتے ہین اور قریب ہی اُن کے حضرت ہاجرہ یعنی اُن کی والدہ ماجدہ کی بھی قبر ہے۔

فضائل طواف

ایک طواف کے سات شوط ہوتے ہین شوط پھیرے کو کہتے ہین فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ جس نے طواف کیا کعبہ شریف کا سات بار اور کوئی عمل یا فعل اُس مین لغو نہ کیا تو وہ شخص ایسا آزاد ہو جاتا ہے آگ سے جیسے کسی بردہ کو آزاد کر دیتے ہین فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ جس نے طواف کیا خانہ کعبہ کا پچاس ۵۰ بار تو وہ گناہون سے ایسا پاک ہو گیا جیسے ماں کے پیٹ سے آج پیدا ہوا۔

فضائل مُلتزم

جتنی جگہہ کہ زیر دیوار خانہ کعبہ رکن حجر سے تا دروازہ خانہ کعبہ سے اُسکو مُلتزم کہتے ہین بعد اختتام ہر طواف کے اُسی جگہہ پر کھڑے ہو کر دعا مانگتے ہین اور اگر ممکن ہوتا ہے تو دونون ہاتھون کو سر سے اونچا کر کے مع سینہ اور منہ کے دیوار سے ملا دیتے ہین کہ یہ مقام قبولیت دعا کے واسطے بہت پر تاثیر ہے عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ درمیان حجر اسود اور مقام ابراہیم کے مُلتزم ہے نہین مانگتا دعا کوئی مصیبت زدہ وہان مگر کہ اُس سے نجات پاتا ہے واضح ہو کہ مقام ابراہیم بعہد مبارک رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اسی دیوار کے نیچے تھا بعد مین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے اسکو بہ سبب تنگی مطاف کے وہان سے اُٹھا کر اُسی جگہہ کے سامنے حد بیرونی مطاف پر رکھدیا۔

فضائل سعی صفا مروہ

ابن سنذر کتاب الترغیب مین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ سعی کرنا صفا مروہ مین ایسا ہے کہ گویا نثار بردے اللہ کی راہ مین آزاد کیے۔ طبرانی نے کبیر مین روایت کی اور بزار اور نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب

سعی کی صفا مروہ مین اللہ تعالے شانہ پل صراط پر اُس کے قدمون کو ثابت رکھے گا اُس دن کہ پھسلینگے پاؤن اور صفا سے مروہ تک سات سو سترگز کی مسافت ہے کہ جسکے درمیان مین سات بار سعی کیجاتی ہے۔

فضائل چاہ زمزم

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تپ جہنم کی سانس ہے اُس کو زمزم سے بجھاؤ یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور منافقون کے درمیان یہی فرق ہے کہ وہ آب زمزم کو خوب سیر ہو کر نہین پیتے۔

فوائد زمزم شریف

علمائے دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین تحریر فرماتے ہین کہ آب زمزم کے فوائد اور خواص بہت ہین تھوڑے سے اس جگہہ لکھے جاتے ہین جس شخص کو بسیار خواری کا عارضہ ہو تو وہ آب زمزم کو خوب آسودہ ہو کر پیئے اور کہے کہ اے زمزم میرے شکم مین ٹھہر پس بتحقیق وہ عارضہ جاتا رہے گا انشا اللہ تعالے: اور یہ پانی نکالا جاتا ہے کھوٹ کو اور فریب کو دل سے **حکیم مولوی عبدالسلام** صاحب نے میرے ایک بھائی ہین وہ بہت زمانہ تک مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ مین رہے مجھ سے کہنے لگے کہ اگر چند روز اور مین یہان رہا تو اپنا فن بالکل بھول جاؤنگا کوئی مریض یہان اطبا کے پاس نہین آتا۔ مکہ مین صرف زمزم شریف جملہ امراض کی دوا ہے اور مدینہ طیبہ مین عجوہ۔ کھجور عارضون کے لئے تریاق کا حکم رکھتی ہے **اہل حدیث** فرماتے ہین کہ جس شخص کی بیماری مین سب حکیم اور طبیب عاجز ہو گئے ہون تو وہ چاہ زمزم پر آئے اور بہ نیت شفا اُس

پانی سے غسل کرے بس حوض مین آب زمزم جمع ہوتا ہے انشاء اللہ وہ تندرست ہو جائے گا علماء لکھتے ہین کہ وضو اور غسل کرنا آب زمزم سے بلا کراہت درست ہے اور استنجا کرنا مکروہ ہے علماء لکھتے ہین کہ بزرگان جو آب زمزم کو حاصل ہوئین ہین وجہ اس کی یہ ہے کہ اسمین لعاب دہن مبارک خاتم المرسلین جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم داخل ہے پس جسمین لعاب دہن مبارک خاتم المرسلین شامل ہو اس کے فوائد و فضائل اور خیرات و برکات کا کیا ٹھکانا ہے اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و الہ علی قدر حسنہ و جمالہ

قبولیت دعا کے مقامات

مکہ معظمہ مین مقامات قبولیت دعا کے یہ ہین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ بروایات صحیحہ نقل فرماتے ہین کہ مکہ معظمہ مین چند خاص مقام ہین جہان دعائین قبول ہوتی ہین تفصیل مقامات اندرونی حرم شریف اول جب کعبہ شریف پر نظر پڑے منقول ہے کہ کسی نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ جب کعبہ شریف کو دیکھون تو کیا دعا مانگون آپ نے فرمایا کہ اپنے مستجاب الدعوات ہونے کی اسلئے کہ اگر یہ دعا قبول ہوئی تو گویا ساری دعائین قبول ہوئین دوسرے حجر اسود کے پاس خصوصاً دوسرے وقت تیسرے مطاف مین باب الکعبہ کے سامنے چوتھے ملتزم کے پاس آدھی رات کے وقت پانچوین حطیم مین چھٹے میزاب رحمت کے نیچے خصوصاً صبح کے وقت ساتوین رکن یمانی کے پاس خصوصاً صبح کے وقت آٹھوین درمیان رکن یمانی اور بند دروازہ کے جو پشت کی جانب خانہ کعبہ کے بمقابل اسی دروازہ کے تہا کہ اس مقام کو مستجار کہتے ہین نوین درمیان رکن یمانی اور حجر اسود کے دسوین مقام ابراہیم کے پاس خصوصاً صبح کو گیارہوین زمزم پر خصوصاً غروب کے وقت بارہوین خانہ کعبہ کے اندر چارون کونون مین اور دو ستون کے درمیان خصوصاً زوال کے وقت

تفصیل مقامات اندرونی شہر مکہ معظمہ تیرہوین ۱۳ و چودہوین ۱۴ صفا مروہ پر خصوصاً بعد عصر کے پندرہوین ۱۵ بین العشائین اخضرین کہ جو ہنگام سعی صفا مروہ متصل دیوار حرم شریف کے واقع ہین۔ محمد حسین نقاش لکھتے ہین کہ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے گھر مین بھی دعا قبول ہوتی ہے جمعہ کی رات کو اور مقام میلاد شریف رسول اکرم مین پیر کے دن زوال کے وقت دار خیزران مین کہ قریب صفا کے ہے اور جبل ابو قبیس پر ظہر کے وقت اور باب بنی شیبہ اور باب ابراہیم اور باب النبی کے پاس بھی دعا قبول ہوتی ہے اور علاوہ اِنکے بہت سے مقامات بیرون شہر مین مثل دروازہ جنت المعلا و قبر شریف حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا و عرفات و منا وغیرہ متعلق قبولیت دعا کے لکھے جاتے ہین مگر مین نے یہان وہ مقامات لکھے ہین جو بہت مشہور ہین اور اندر مکہ معظمہ کے واقع ہین حرم محترم سراسر مظہر کرامات و مخزن فیوض و برکات ہے یہان کی زمین پاک یہان کے غبار مین شفا کا اثر یہان کی ہوا روح کو قوت پہنچانے والی یہان کا پانی حیات کا چشمہ یہان کے آدمی فرشتہ خصلت یہان کے حیوانون مین آدمیت کوئی کس کس شے کی تعریف کرے یہ چند باتین لکھدی گئین ہین کہ پڑھنے والے کا ایمان تازہ ہو جائے۔

فقیر پُرتقصیر محمد اکبر ابو العلائی اپنا ایک واقعہ لکھتا ہے اور واقعی وہ تعجب انگیز ہے مجھے برہمن کا ایک شعر یاد تھا اتفاق وقت وہ شعر حرم شریف مین یاد آگیا اُس نے میرے دل کو مردہ کر دیا جب ہو وہی شعر یاد آجائے مین اپنے خیال کو ہزار اُس طرف سے پھیرون مگر وہ کم بخت بھولتا ہی نہ تھا اور وہ شعر یہ تھا نقل کفر کفر نباشد ؎

مرا دلیست بہ کفر آشنا کہ چند بن بار ۔۔۔ بہ کعبہ بردم و بازش برہمن آوردم

چار روز مین اسی مین پریشان رہا ایک روز مین نے سیراب رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر اور پردہ شریف کو تھام کر دعا کی کہ اے کعبہ شریف کے مالک یہ شعر مجھے بھولجائے اُسی وقت

مجھے اِس کا بدل دوسرا شعر جو کبھی میرے خیال مین بھی نتھا یاد آگیا اور اُس کا لطف ایسا آیا کہ پھر وہ شعر مجھے تا قیام حرمین شریفین کبھی نہ یاد آیا وہ شعر یہ ہے ؎

کعبہ را دیدم دلم از درد تنہائی گداخت　　خانہ آرائے کہ مارا خواند خود مہمان کیست

اہل مذاق اور سخن فہم حضرات ہی اِسکا کچھ لطف اوٹھائین گے میری یہ حالت ہوگئی تھی کہ مین حرم شریف مین دوڑتا پھرتا تھا اور یہ شعر پڑھتا پھرتا تھا اور سخن فہم حضرات روتے جاتے تھے اور مجھکو پکڑتے پھرتے تھے چار پانچ روز کے بعد جو پھر مجھے شرف داخلی حاصل ہوا تو مجھہ سے دعا کے وقت خانہ کعبہ کے اندر بیخواست ایک شعر موزون ہوگیا اُس نے میری اور میرے ساتھ والون کی حالت اُس پاک مکانمین بالکل متغیر کردی شیبی صاحب نائب جو ہم کو لیگئے تھے وہ کچھ سمجھتے تو نہ تھے مگر متحیر کھڑے تھے وہ شعر یہ ہے ؎

او بڑے گھر کے مکین کعبہ کی مالک داتا　　ہم فقیرون سے بھی کچھ واعظ و شاہد ہونا۔

مین اپنی قسمت پر فخر کرتا ہون اور اپنے مہربان پالنے والے کا شکر کرتا ہون کہ اُس نے ایسے عالی مقام مین مجھہ کو اپنی محبت کا جوش عطا فرمایا الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ علی احسانہ

شکر کردن کے توانم در خور نعماے تو　　شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمت ہاے تو

دوسرا واقعہ ایک روز عشا کی نماز پڑھ کر ہم چند برادران طریقت مالکی مصلے کے سامنے حاضر تھے ایک صاحب پیلی بھیت کے رہنے والے نہایت خوش آواز اور ہمارے ہم مذاق شریک صحبت تھے اُنھون نے جناب منشی خواجہ غلام غوث صاحب بیخبر کی یہ غزل آہستہ آہستہ پڑھنی شروع کی مین کیا کہون کہ اُس وقت کیا حالت لوگون کی ہوئی ہے اللہ اللہ وہ غزل یہ ہے

غزل (مطلع)

آفت رند و پارسا شدہ ؎　　چشم بد دور خوش ادا شدہ

بت بہ بتخانہ و خدا بہ حرم　　جلوہ فرما بہ ہر سرا شدہ

اِس کے دو ہی شعر مجھے یاد رہ گئے بعض عرب جو اہل طریقہ مین سے تھے وہ بھی اُس

صحبت مین شریک تھے اور یکیف تھے ہم سُنا کرتے تھے کہ وہان ایسی کیفیت پر اعتراض ہوتا ہے مگر ہماری صحبت کا تو کوئی مخل نہوا ؎

مستم از بادۂ شبانہ ہنوز ۔۔۔ ساقیٔ ما ز فتح خانہ ہنوز

ذکر منبر شریف

یہ منبر قریب دروازہ قدیم حرم شریف کے ہے کہ جو ابتداءً حد مطاف پر تھا کہ جس کا نام باب بنی شیبہ ہے اور بعد حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُسکا نام باب السّلام ہوا تمام و کمال سنگ مرمر سے بنایا ہے مگر کیواڑ اُسمین نہین ہین نہ ادہر اُدہر دیوار صرف دو پائے پر ایک محراب بہت بلند اور وسیع نہایت خوشنمائی کے ساتھ ہے یہ منبر شریف نہایت شاندار ہے بالکل سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جسکی ہیئت یہ ہے کہ تخمیناً اکیس سیڑہیان ہین ہر سیڑہی تین یا چار فیٹ لمبی اور ایک فٹ یا کچھ زیادہ اس سے چوڑی اور دو طرفہ دیوار ہر ایک سیڑہی سے بقدر ایک ایک ہاتھ کے اونچی ہے اور سب سے اوپر کی سیڑہی بقدر طول کے عریض یعنی مربع ہے اور اُس کے اوپر قبہ بنا ہوا ہے اور نیچے کی سیڑہی کے پاس دروازہ ہے کہ جسپر کیواڑ چڑہے ہوئے ہین اور وہ جب کہلتے ہین کہ خطیب خطبہ پڑہنے کو چڑہتا ہے کہتے ہین کہ یہ منبر اکتیس ۳۱ برس ہین اس صنعت سے تیار ہوا ہے کہ خطیب پر ہنگام خطبہ خوانی کہ وہ وقت بارہ بجے پر تیس منٹ کا ہوتا ہے دھوپ نہوئی خواہ کوئی موسم ہو یعنی ہر موسم کو قریب ایک ایک قرن کے دیکھکر بنایا ہے اور بیسیون مرتبہ بنا بنا کر اس کو توڑا ہے تاوقتیکہ مقصود بالا حاصل نہین ہوا کیونکہ وہان اذان نماز ظہر کے بارہ بجے دن کو ہر روز دی جاتی ہے اور بعد ازان مہلت دس منٹ کی وضو اور ادائے سُنت کی ہوتی ہے پھر جماعت کھڑی ہو جاتی ہے اور ہر اذان پنجگانہ پندرہ منٹ مین

ختم ہوتی ہے مگر جمعہ کے روز بعد ختم ہونے اذان کے صرف پانچ منٹ کی مہلت
ادائے سنت کیواسطے ہوتی ہے اور پھر خطبہ شروع ہوجاتا ہے اور بعد نماز جمعہ کے
جیسے کہ یہان چار رکعت پڑہی جاتی ہین وہان نہین پڑہی جاتین اور نصف گھنٹہ قبل اذان
سے ہمیشہ پانچون وقت ایک آدمی منجملہ موذنین کے کہ اُس کو منادی کہتے ہین پکارتا
پھرتا ہے یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِلَی الصَّلٰوۃِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ وہ منادی باب السّلام سے روانہ
ہوتا ہے اور چارون طرف حرم شریف کے جو کوچہ و بازار متصل ہین وہانکے سب آدمیون
کو ہوشیار کرتا ہے بروز جمعہ اس منبر شریف کی آرائش ہوتی ہے سبز مخمل کا فرش
جس کے حاشیون پر نہایت چمکیلے کلابتون کی بیل ہوتی ہے سیڑہیون پر بچھایا جاتا
ہے اور دو علم سبز جنکی چولون پر چاندی کے خول چڑہے ہوتے ہین اور اُن کے
سہریرے پر کلابتون سے آیات قرآنی لکھی ہوئی ہوتی ہین قبہ کے داہنے بائین نصب
کئے جاتے ہین اور سہریرے کھول دیئے جاتے ہین اور ایک سبز پردہ زردوزی آگے
دروازے کے باندہا جاتا ہے اور خطیب اس شان سے آتا ہے کہ ہاتھ مین اُس کے
جریب (یعنی عصا) ہوتی ہے اور دو علم اُسی قسم کے دو آدمی ہاتھ مین لیئے ہوئے آگے ہوتے
ہین اور پیچھے اُس کے ایک اور شخص ہوتا ہے اور اُس کے آگے دو سپاہی ترکی
بندوقون پر سنگین چڑہائے ہوتے ہین جس وقت وہ دروازہ منبر پر پہنچتا ہے تو
ایک دربان فوراً پردہ اُٹھاتا ہے اور دروازہ کھول دیتا ہے خطیب چڑہ کر قبہ کے
آگے والی سیڑہی پر بیٹہہ جاتا ہے اور وہ دوسرا آدمی وسط زینہ کے کیواڑ بند کرکے
پردہ ڈالدیتا ہے اور وہ دونون علم دونون طرف منبر کے دروازہ پر لگا دیئے
جاتے ہین - اور وہ دونون سپاہی بندوقین لیئے
چپ و راست دروازے کے کھڑے رہتے ہین اور اسی طرح دونون نشانبردار

بھی جب خطیب خطبہ پڑہتا ہے تو جہان نام نامی اسم گرامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا آیا تو وہ شخص بیچ کی سیڑہی پر بیٹہتا ہے بہ آواز بلند کہتا ہے صلے اللہ علیہ وسلم اور جہان حضرات صحابہ کا نام نامی آتا ہے تو پکارتا ہے رضی اللہ عنہ یا کرم اللہ وجہہ ایسا خطاب ہر ایک نام کیواسطے موضوع ہے اور جب حضرت **خلیفۃ اللہ سلطان روم** کا نام آتا ہی تو کہتا ہے خَلَّدَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ وَسَلْطَنَتَہٗ اور اس نام پر ترک جو وہان موجود ہوتے ہین یہی کلمات ایسے زور سے ادا کرتے ہین کہ تمام حرم شریف گونج اُٹہتا ہے جب خطبہ ختم ہوتا ہے اور امام واسطے نماز کے کہڑا ہوتا ہے تو خطیب فوراً منبر سے اُتر کر شامل جماعت ہوتا ہے بعد اُس کے وہ سب سامان منبر سے اُتار کر دروازہ مقفل کر دیا جاتا ہے پہر جمعہ آیندہ کو ویسا ہی سامان ہوتا ہے یا جب کبھی اُس درمیان مین ضرورت خطبہ خوانی کی ہو چند خطیب ہین کہ جو نوبت بہ نوبت خطبہ پڑہتے ہین اور ایسے خوش الحان اور بلند آواز ہین کہ تمام صحن حرم مین آواز اُنکی پہنچتی ہے اور اس لہجہ اور انداز سے خطبہ پڑہتے ہین اور ادائے تلفظ کرتے ہین کہ کم عربی دان بہی کچھ نہ کچھ سمجھ ہی لیتا ہے جو لوگ خطبہ کے مضامین پر غور کرنا چاہتے ہین وہ بہت پہلے سے منبر کے قریب آکر بیٹہتے ہین ساری دہوپ کی تکلیف کو خطبہ کے عمدہ مضامین بہلا دیتے ہین خداوند تعالے پہر وہ پیاری صدائین اِن کانون کو سنائے اور بقیع مبارک مین زیر سایہ قبۂ اہلبیت اطہار علیہم السّلام جگہہ عنایت فرمائے آمین ثم آمین

مکہ معظمہ مین سات **خطیب** ہین وہی تنخواہ انکی ہے جو ائمہ کی ہے مگر **شیخ الخطبا** کی تنخواہ زیادہ ہے اور ہر سال اُنکو باب عالی سے ایک پرتکلف خلعت حج سے پہلے آتا ہے

ذکر مقام ابراہیم

اس منبر کے قریب **مقام ابراہیم** ہے مقام اسم ظرف ہے یعنی کہڑے ہونے کی جگہہ یہ اُس پتہر کا نام ہے جس کو حضرت **جبریل** علیہ السّلام بہشت برین سے لائے تہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام اسپر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ تعمیر کرتے تھے جیسے جیسے عمارت بلند ہوتی جاتی تھی ویسے ویسے یہ بہشتی پتھر بلند ہوتا جاتا تھا اور پھر ضرورت کے وقت نیچا ہو جاتا تھا آپ تعمیر کا کام کرتے تھے اور آپکے فرزند اکبر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر کو ٹکڑے دیتے جاتے تھے **اب** اُسکی یہ صورت ہے کہ اُس مبارک پتھر کو ایک صندوق مین کیا ہے اور اُسپر زربفت کی سیاہ اطلس کا غلاف چڑھا دیا ہے اور زمین مین ایک حوض سنگ مرمر کا بنا کر اُس کو اُسمین رکھدیا ہے اور اُسپر ایک گنبد چوبی چھوٹا سا چار ستون پر کھڑا کیا ہے اور اندر اُس کے سونے اور لاجورد وغیرہ سے تمام منقش کیا ہے اور گنبد کے رسیسے کی تختون کو باہم ملا کر میخ زد کر دیا ہے اور اُسکے چارون طرف چار ٹیان جالی دار ہشت دہات کی اُن چار ستونون سے وصل کی ہین اسکی زیارت ایام معینہ مین ہوتی ہے

مجالس مکیہ مین وارد ہے کہ جس نے مقام ابراہیم مین دو رکعتین پڑہین اُسکے اگلے پچھلے گناہ بخشے گئے اور قیامت کے دن امن مین رہے گا بڑی گھبراہٹ سے اور وارد ہوا ہے کہ بہترین مقامون مین سے خدا کے نزدیک وہ مقام ہے جو درمیان حجر اسود اور مقام ابراہیم کے ہے اور جو فرشتہ کہ خدا کے حکم سے زمین پر نازل ہوتا ہے وہ بعد طواف کے مقام ابراہیم مین دو رکعتین پڑہتا ہے چنانچہ سب حاجیون کا معمول ہے کہ طواف کے بعد دو رکعتین واجب الطواف مقام ابراہیم مین پڑہتے ہین۔

ذکر چاہ زمزم شریف

مقام ابراہیم ہی کے قریب چاہ زمزم ہے اس مبارک چاہ کی تاریخین بہت سی کتابون مین بہ صراحت تمام درج ہین مین نے اپنی کتاب میلاد رسول علیہ السلام مین جس کا نام مولد عزیز ہے مفصل لکھی ہے اس مقام پر بھی مختصراً ہدیہ ناظرین ہے **حضرت ابراہیم** علیہ السلام کی پہلی بی بی حضرت سارا تھین جب اُنکی عمر کا وسط سے زیادہ حصہ

گذر گیا اور یہ صاحب اولاد نہوئین تو آپنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اجازت دی آپنے
حضرت بی بی ہاجرہ کہ جو ملک مصر کی ایک شاہزادی تھین اور اُس ظالم بادشاہ کے پنجۂ
ظلم مین گرفتار تھین جس نے حضرت سارا کو بھی گرفتار کیا تھا اور اللہ تعالے شانہ نے اِن کی
عصمت کو اُس سے محفوظ رکھا اِسی طرح اِنکی عصمت بھی اُس بدبخت ظالم بادشاہ سے
محفوظ رہی تھی جب اُسنے حضرت سارا کو رہا کیا تو اِن کو بھی حضرت سارا کے ہمراہ کر دیا اور کہا
کہ جیسے تم ہمارے کام کی نہین ہو ویسے ہی یہ بھی نہین یہ بھی تمہارے ہی ساتھ رہین چنانچہ یہہ
حضرت ہاجرہ کے گھر مین رہین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ کے کہنے کے موافق
اِنسے نکاح کیا اللہ تعالے نے آپ کو ایک بیٹا عطا فرمایا یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام یہی
آپ کے ولد اکبر ہین اللہ تعالے شانہ کا کوئی فعل مصلحت سے خالی نہین ہوتا مگر جو ہماری منشفعت
کا فعل ہوتا ہے اُس سے ہم خوش ہوتے ہین اور جسمین ہمارا نقصان ہوتا ہے اُس سے
ہمین وحشت ہوتی ہے ورنہ کوئی کام اُسکا ایسا نہین ہے کہ جسپر کوئی انگشت اعتراض
اُٹھا سکے الغرض حضرت سارا نے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ کی گود مین دیکھا
بمقتضائے بشریت و نیز حسب مصلحت حکم قضا اُنکے دل کو صدمہ ہوا اور وہ اپنے اختیار
مین نرہین حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ انکو ہمارے گھر سے نکالو اور کسی جنگل مین جاکر
چھوڑ آؤ اور جبریل علیہ السلام بھی تشریف لائے اور کہ گئے کہ جو کچھ سارا کہین وہ مانو دیکھئے
اِسوقت تو یہ واقعہ نہایت ناگوار معلوم ہوتا ہے کہ ایک نوزائیدہ بچہ اور اُسکی ماں گھر سے
نکال کر صحرائے بے آب و گیاہ مین پہونچائی جاتی ہے مگر اِسمین جو مصالح مخفی ہین اُن کو
پروردگار ہی خوب جانتا ہے المختصر آپنے حضرت سارا کے حکم کی تعمیل کی اور حضرت اسمٰعیل
علیہ السلام کو اپنی گود مین اور حضرت ہاجرہ کو اپنی پشت کی طرف بٹھایا اور مرکب پر سوار ہوکر چلے
اُس میدان مین پہنچے جہان اب خانہ کعبہ ہے حضرت ہاجرہ کو زمین پر بٹھا دیا اور اُنکی گود مین
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دیا اور ایک مشک پانی کی اور ایک تھیلا خرمون کا اُنکے سامنے

رکھدیا اور اُن کو اللہ کے سپرد کرکے اللہ تعالےٰ شانہ سے دعا کی دعا، حضرت ابراہیم رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ

ترجمہ اے میرے رب تحقیق مین نے بسائی ہے اپنی اولاد اس میدانمین جسمین کھیتی نہین ہوتی تیرے مبارک برکت والے گھر کے نزدیک اے پروردگار میرے اسواسطے کہ قایم رکھین نماز کو پس کردل لوگون کے کہ جھکتے ہون طرف اُنکے اور رزق دے اُنکو میوہ ون سے تاکہ وہ شکر کرین لفظون اس دعا کے مضمون سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ خانہ کعبہ قبل بنا ابراہیم علیہ السّلام کے جو آدم علیہ السّلام کی بنیاد تھی اسی مقام پر تھا اور بیت محرم کہلاتا تھا اسلئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی تعمیر حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بلوغ کے زمانہ کی ہے اور یہ شیر خوارگی کے وقت کی ہے۔ جن حضرات نے حج کیا ہے وہی اس مقبول دعا کے اثر کو جانتے ہونگے کہ باوجودیکہ ہمارا ہندوستان نہایت شاداب ملک ہے اس کے جتنے ٹکڑے ہین سب مین عمدہ زراعتین ہوتی ہین سیکڑون شہر دریا پر آباد ہزارون گانون ایسے ہین کہ اُنمین بڑی بڑی ندیان ہوکر نکلی ہین جو زراعت کو سیراب کرتی ہین مگر کابل اور کشمیر کو چھوڑکر کوئی شہر ایسا نہین ہے کہ جسمین میوہ جات کی ایسی کثرت ہو کہ لوگ صرف میوہ جات سے اپنا پیٹ بھر لیتے ہون یہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہی کی دعا کی برکت ہے کہ مکہ مکرمہ مین اسقدر افراط میوہ جات کی ہے کہ کھانے والے گھبرا جاتے ہین اور میوہ جات کی دوکانین جیسی کی تیسی بھری پوری نظر آتی ہین زمانہ حج مین لاکھون آدمی مکہ معظمہ مین ہوتے ہین اور سب میوہ جات ہی کی طرف رغبت کرتے ہین مگر دوکانون کو خبر ہی نہین ہوتی منا مین جس مکان کے بالاخانہ پر مین مقیم تھا اُس کے نیچے ایک میوہ فروش کی دوکان تھی اور یہ صدا اُسکی تھی عَلَیْکَ یَا جَبَّارُ عَلَیْکَ یَا جَبَّارُ اور ہر وقت اُسکی دوکان پر ایک ہجوم رہتا تھا اور خریدار پر خریدار آتے

تھے مگر جب مین نے اُسکی دوکان کو دیکھا تو میوہ جات سے بھرا ہی پایا۔ مین نے اُس سے پوچھا کہ تمھاری دوکان تو ایسی چھوٹی سی ہے اور میوہ جات بھی چند ٹوکریون مین ہین بہت زیادہ نہین۔ خریدارون کی یہ کثرت اور میوہ جات کم نہین ہوتے وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ مین اپنے اللہ پر بھروسہ رکھتا ہون **الغرض** جب وہ پانی تمام ہوگیا اور کچھ زمانہ گذرا تو دھوپ کی شدت سے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کو پیاس معلوم ہوئی اور بیقرار ہوئے تو حضرت ہاجرہ یہ حالت دیکھکر مضطرب ہوئین اور پانی کی تلاش مین اِدھر اُدھر دوڑنے لگین **کوہ صفا** اور **مروہ** پر سات بار دوڑین اور خدا سے فریاد کی **حضرت ابن عباس** رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ **سعی** درمیان صفا اور مروہ کے اسواسطے مقرر ہوئی تاکہ لوگ حالت بیچارہ گی اور بیکسی مین اُن خاصان حق کا خیال کرکے جناب الٰہی مین زاری پیش کرین چنانچہ حضرت ہاجرہ بعد فریاد وزاری وہان سے اُٹھکر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس آئین تو دیکھا کہ جہان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پاؤن مار رہے تھے وہان پانی سرد و شیرین جاری ہے حضرت ہاجرہ نے دونون ہاتھون سے وہین پر ریت کی دیوار بنا کر اُسکو گھیرا اور خوشی کی حالت مین بزبان سریانی پانی کی طرف مخاطب ہوکر فرماتی جاتی تھین کہ زَم زَم یعنی ٹھہر ٹھہر زم کے معنی سریانی زبان مین ٹھہرنے کے ہین زم امر کا صیغہ ہے۔ **جناب رسول مقبول** صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا رحمت کرے ہاجرہ پر اگر وہ اسکو نہ گھیرتین تو سارا عالم اُسکا پانی پیتا پھر حضرت ہاجرہؓ حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام آب وخورش سے مطمئن رہنے لگین کیونکہ **خواص** آب زمزم کا یہ ہے کہ جس نیت سے وہ پیا جائے وہی مراد حاصل ہوتی ہے اگر بنظر غذا پیا جائے تو بھوک نہ لگے گی۔ اور اگر تندرستی کی نیت سے پیا جائے تو اللہ تعالےٰ شانہ صحت عطا فرماتا ہے اور اگر شیطان کی شر سے محفوظ رہنے کی نیت سے پیا جائے تو اللہ اُس کے شر سے محفوظ رکھتا ہے **فرمایا** **حضرت رسول مقبول** صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ زمزم شریف سراپا برکت ہے

اور غذا نہایت خوش ذائقہ اور فرمایا کہ پانی زمزم کا فقط اُس مراد کے واسطے ہے کہ جس مراد سے پیئے **ابوہریرہ** رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ میر لکھا ایک مہینے تک صرف زمزم کا پانی تنہا یہانتک کہ مجزبہ ہوگیا مین اور سخت ہوگئین میرے پیٹ کی شکنین فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوب سیر ہوکر پینا زمزم کا پانی اس لئے کہ یہ برأت ہے نفاق سے یعنی جو شخص کہ خوب سیر ہوکر زمزم کا پانی پیئے گا اُس کے دل سے نفاق جاتا رہے گا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ زمزم کا پانی اور آگ دوزخ کی کسی بندہ مسلمان کے پیٹ مین ہرگز جمع نہوگی **حضرت عبداللہ ابن عمر** رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زمزم مین ایک چشمہ ہے جنت مین سے **حجر اسود** کیجانب **فائدہ آداب زمزم نوشی** زمزم شریف کو کھڑا ہوکر تین بار سانس لے کر پیئے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اور جب سانس لے برتن کو علحدہ کرکے سانس لے کہ وہ سانس برتن مین نہ پڑے اور ختم کرے تو الحمد اللہ کے ساتھ چنانچہ ہر طواف کے بعد ہر حاجی بعد ادائے دو رکعت واجب الطواف زمزم شریف کا پانی اسی طریقہ سے پیتا ہے پھر طواف ثانی کے واسطے جاتا ہے بہت سے زمزمی صراحیان اور کٹورے لئے ہوئے مقام ابراہیم مین کھڑے رہتے ہین جس کسی نے دوگانہ واجب الطواف سے فرصت پائی اور دعا مانگ کر اُٹھا زمزمی نے وہین کٹورہ بھر کر پیش کیا زمزم پینے والا ایک خمسہ جو ایک پیسہ کا پانچوان حصہ ہے نذر کردیتا ہے اس کام کیواسطے سو زمزمیون سے کچھ زیادہ سرکار سلطانی سے مقرر ہین اب رجوع کرتا ہون حضرت ہاجرہ کے حالات کی طرف ارباب تاریخ نے لکھا ہے کہ بعد چند بنی جرہم نواح یمن سے اُسجگہ آئے اور جہان اب خانہ کعبہ ہے اُسکے سامنے دیکھا کہ پانی غیب سے جوش مار رہا ہے اور ایک عورت لڑکا لئے ہوئے اُسی پانی کے پاس بیٹھی ہے یہ حال دیکھکر اُن لوگون کو بڑا تعجب ہوا اُن لوگون نے حضرت ہاجرہ سے وہان رہنے کی اجازت چاہی تو آپنے اُنکو اس شرط سے اجازت دی کہ کچھ حق تم کو اس پانی پر نہوگا اُن لوگون نے یہ شرط قبول کی اور وہان آباد ہوئے پھر بنی مظلوم

وہان آکر آباد ہوئے جو جرہمیون کے بنی اعمام تھے پس ایک چھوٹی سی آبادی ہوگئی جب
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سات برس کے ہوئے تو آپنے جرہمیون سے زبان عربی سیکھی
اور جب بارہ برس کے ہوئے تو اُس جماعت کے سردار نے اپنی لڑکی کا نکاح آپ کے ساتھ
کردیا جب عمر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تیرہ ۱۳ برس کی ہوئی تو حضرت سارا کی بطن سے حضرت
اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے کہ وہ اُنکی پرورش مین مشغول ہوئین اور رشک بھی کم ہوگیا
تو حضرت سارا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دیکھنے کی
اجازت مانگی آپنے اس شرط پر اجازت دی کہ وہان پہنچکر سواری سے نہ اُترین اور نہ رات
کو وہان شب باش ہون چنانچہ آپ ملک شام سے روانہ ہوکر یہان پہنچے تو آبادی دیکھکر
بہت خوش ہوئے پوچھا کہ اس شہر کے مالک کا گھر کہان ہے لوگون نے بتایا آپ وہان
گئے تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو گھر پر نپایا اُنکی بی بی کو دروازہ پر بلایا اور دریافت کیا کہ تمہارے
خاوند کہان گئے ہین اور کب تک آوین گے اُنہون نے عرض کی کہ شکار کو گئے ہین اور شام
کو آوینگے آپنے سوچا کہ اگر اُنکے آنے تک ٹھہرونگا تو رات کو رہنا پڑے گا اور خلاف وعدگی
لازم آئے گی آپنے حال بسر اوقات کا پوچھا تو اُنہون اپنی تنگی معاش اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
کی کچھ شکایت کی آپنے یہ سب سنکر فرمایا کہ جب تمہارے خاوند آوین تو یہ کہدینا کہ ایک پیر
مرد تمہارے دیکھنے کو آیا تھا اور بعد سلام یہ کہہ گیا ہے کہ یہ چوکھٹ تمہارے دروازہ کے
لایق نہین ہے جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شام کو آئے تو تمام گھر کو انوار نبوت سے مالامال
پاکر پوچھا کہ کوئی یہان آیا تھا تو بی بی صاحبہ نے کہا کہ ہان ایک پیر مرد اس صورت و شکل کے
آئے تھے اور یہ کہہ گئے ہین تو آپنے فرمایا وہ میرے والد بزرگوار تھے معلوم ہوتا ہے کہ تو نے
میرا شکوہ اُنسے کیا اب تو میرے پاس رہنے کے قابل نہین ہے چنانچہ اُنکو علحدہ کرکے اور
دوسرا نکاح پڑھا لیا بعد ایک برس کے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اُسی شرط سے تشریف لائے
اور پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو نپایا لیکن حضرت اسمٰعیل کی اِن بی بی نے نہایت حرمت

اور تعظیم اور بہت تواضع کے ساتھہ پیش آئین اور بکمال اصرار آب گرم سے آپکے ہاتھہ پاؤن
اور چہرے کو دہو دیا اور گرد و غبار سے صاف کر دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام
سواری سے نہ اُترے اور بعض روایت مین ہے کہ آپنے ہاتھہ پاؤن کے غسالہ کیلئے
اُن سے کہا کہ گھر کے اندر چھڑک دو اس درمیان مین آپ حالات پوچھتے
رہے اور وہ بی بی شکر خدا کا کرتی تھین کہ بڑی فراغت و آرام سے گذرتی ہے وہ شکار کر
لاتے ہین اُس گوشت کو ہم کھاتے ہین اور آب زمزم کو پیتے ہین طبیعت آسودہ ہو جاتی
ہے آپنے اُنکے حق مین دعائے خیر کی اور کہا کہ اللہ تعالےٰ تمہارے اُس گوشت اور
پانی مین برکت عطا فرمائے حدیث شریف مین وارد ہے کہ اس دعا حضرت ابراہیم
علیہ السّلام کی یہ خاصیت ہی کہ جو شخص وہان کے گوشت اور پانی پر قناعت کرے تو اُس
کو کسی اور غذا کی حاجت نہین رہتی - غرضکہ چلتے وقت آپ یہ
فرما گئے کہ جب تمہارے خاوند آوین تو یہ کہدینا کہ ایک شخص تمہاری ملاقات کیواسطے آیا تھا
اور بعد سلام کے کہہ گیا ہے کہ یہ چوکھٹ تمہارے دروازہ کی اچھی ہے اسکو غنیمت جانو
اور عزت سے رکھو جب حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام گھر آئے تو انوار نبوت اور رسالت سے مکان
کو روشن دیکھکر بی بی سے حال پوچھا تو اُنھون نے سب مفصل بیان کیا حضرت اسمٰعیل علیہ
السّلام نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے والد تھے اور تیرے حق مین سفارش فرما گئے ہین جب سے
آپ اُس بی بی کی تعظیم و تکریم کرنے لگے اس دوبارہ تشریف آوری پر جب عرصہ زیادہ گذرا تو
حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے پھر حضرت سارا سے کہا کہ دوبارہ جانیکا اتفاق ہوا اگر اسمٰعیلؑ سے
ملاقات ہوئی اب کے بار اجازت دو تو مین چند روز وہان رہون حضرت سارا نے اجازت دی
اور آپ روانہ ہو کر یہان پہنچے دیکھا کہ حضرت اسمٰعیلؑ قریب زمزم کے بیٹھے ہوئے تیر ہائے کمان
درست کر رہے ہین دیکھتے ہی حضرت اسمٰعیلؑ بے اختیار دوڑے اور معانقہ کیا حضرت
معمر بن راشد یمنی رحمۃ اللہ علیہ اس قصہ کے ذکر مین ناقل ہین کہ باپ بیٹے دونون

ملکر اتنے روئے کہ آواز ین بند ہوگئین اور پرند حانور بہی رونے لگے پہر حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو حکم الہی بنا کعبہ کے واسطے پہنچا تو آپنے حضرت اسمٰعیلؑ سے کہا کہ مجھکو خدا کا حکم ایسا ہوا ہے کہ اس جگہ خانہ خدا بناؤن اور اس کام کو اپنے ہاتھ سے کرونگا تو بہی اسمین مدد دے آپنے عرض کیا کہ خدا کا حکم اور آپ کا حکم سر آنکھون پر ہے چنانچہ دونون باپ اور بیٹے نے خانہ کعبہ بنایا یہ کنوان کعبہ شریف کے دروازے کے سامنے ہے اور دیوار کعبہ شریف سے تا چاہ زمزم تینتیس ۳۳ گز کا فاصلہ ہے اور مقام ابراہیم اور چاہ زمزم کے درمیان مین اکیس ۲۱ گز کی دوری ہے اور عمق اس چاہ کا ستر ۷۰ ہاتھ گز ہے اور عرض اُسکے منہ کا چار گز سے چار گز ہے اب جدید سلطانی تعمیر کا حال سنئے کہ تہ آب سے تعمیر اُسکی سنگ مرمر کی ہے اور دہن اُسکا زمین سے ایک گز اونچا ہے اور دو ہاتھ کے اندازے چوڑا ہے اور زمین پر فرش سنگ مرمر کا بطور مدور دو دو گز گرد اُسکے بچھایا ہے اور ہر طرف سے دیوارین اُٹھا کر چہت اُسپر لگائی ہے اور چہت پر ایک حجرہ بطور مربع کمرہ کے بنایا ہے کہ جسکے ہر طرف سبز رنگ کی جالیان لگی ہوئی ہین شافعیؒ کا مصلے کا ملکبر اُسی پر کھڑا ہو کر تکبیر پکارتا ہے کیونکہ شافعی مصلے اُسکے نیچے اور بہت قریب ہی اور متصل اُسکے ایک حجرہ ہے کہ جسکا قبہ چاہ زمزم کی پہلی منزل کی چہت کے برابر ہے وہ آب زمزم کی صراحیان اور اسباب رکہنے کیواسطے تعمیر ہوا ہے۔

ستون ہای حد مطاف

وہ محراب اور مقام ابراہیم جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے حد مطاف سے باہر ہین مگر مطاف کے کناروں سے ملحق ہین پس تمام مطاف کے دور مین اڑتیس ۳۸ ستون پشت دہاتی ڈہلے ہوئے ہین اور اتنے اتنے فاصلے سے نصب کئے ہین کہ دو دو ستونون کی بیچ کے فاصلے مین سات سات ہانڈیان بلوری روشن ہوتی ہین یعنے ایک ایک آہنی چہڑ ایک ستون سے دوسرے ستون پر کسی ہوئی ہے اور اُنمین سات سات کانٹے لگے ہین جنمین ہانڈیان آویزان ہین گویا

یہ ستون محدود حد مطاف کے ہو گئے ہین اور یہ بات بھی اُن سے معلوم ہوتی ہے کہ پہلی حدود حرم شریف وہین تک تھی۔

چبوترہ جو مطاف کے گرد ہے

اِن ستونون سے ملا ہوا ایک چبوترہ باہر کی طرف مطاف کے عرض کی موافق بنوایا ہے اور چوتھی طرف جدہر دروازہ خانہ کعبہ کا ہے برابر صحن مطاف کے رکھا اور اُسپر سنگ مرمر بچھایا یعنے اُس محراب سے کہ جو موسوم بہ **باب بنی شیبہ** ہے تا پشت قبہ متعلقہ چاہ زمزم۔ کہ اسی پر وہ ممبر ہے اور اسی پر مقام ابراہیم ہے اور یہی جگہ ہے مقام ابراہیم مین دوگانہ واجب الطواف پڑھنے کی حجاج بعد ہر طواف کے وہین ادائے دوگانہ کو آتے ہین اور پھر اُسی راہ سے مطاف مین آکر دوسرا اور تیسرا طواف یا اس سے بھی زیادہ جسکو جیسا شوق ہو شروع کرتے ہین اُس سمت کو بلندی چبوترے کی اسی واسطے نہین رکھی کہ اُس اندوہ کثیر مین بحالت آمد و رفت کسی کو ٹھوکر نہ لگے خصوصاً عورات کو کہ وہ برقع پوش ہوتی ہین۔

ذکر چارون مصلون کا

اور اسی چبوترہ پر چارون اماموں کے چار مصلے ہین چارون طرف خانہ کعبہ کی اُن ستونون کے قریب یعنی ایک ایک گز چبوترہ کا کنارہ چھوڑ کر بنایا ہے حنفی مصلی حطیم اور میزاب رحمت کی دیوار کے مقابل اور شافعی مصلے خانہ کعبہ کے دروازہ کیجانب مقام ابراہیم کی پشت پر زمزم سے ملا ہوا اور مالکی مصلے خانہ کعبہ کی پشت پر اور حنبلی مصلے چاہ زمزم کی دیوار کی طرف سامنے ہیئت حنفی مصلے کی یہ ہے کہ دو دالان آگے پیچھے تین تین محراب کے ہین اور وہ سب خانہ کعبہ کیطرف کھلے ہوئے ہین اور دائین بائین ہر ایک دالان کے ایک ایک محراب ہے کہ یہ چارون محرابین بھی صحن کے دونون طرف کشادہ ہین۔

عرض وطول ان دونون دالانون کا اسقدر ہے کہ علاوہ امام کے دو دو جماعتین بیس بیس آدمیون کی ہر دالانمین ہوسکتی ہین اور ان دالانون کے اوپر ایک منزل اور ہے بطور کمرہ وسیع کے یعنی یہ مصلے دو منزلہ ہے اور جہان امام پیچھے کے دالانمین کھڑا ہوتا ہے وہان اوپر کی طرف چھت کٹی ہوئی ہے اور آہنی گرڈر ملے ہوئے بطور جال کے لگے ہوئے ہین اور قریب اُس جال کے تین مگر چھت پر کھلے ہوتے ہین کہ وہ آواز امام کی سنکر ایسی خوش الحانی سے تکبیر پکارتے ہین کہ دل بیقرار ہوجاتا ہے اور وہ آواز بتکبیر تا دروازہ ہائے حرم جاتی ہے -

نقشہ مصلون کا سعہ خانہ کعبہ وچاہ زمزم وغیرہ متعلقہ صفحہ ۱۸۵

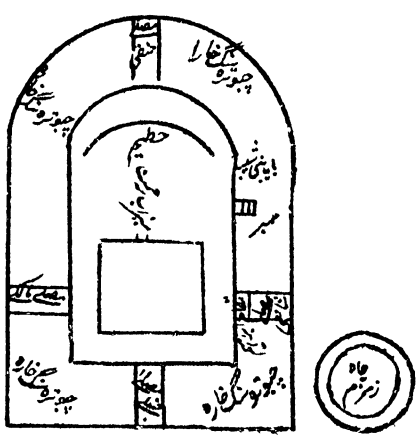

ذکر باقی حرم شریف

اُس چبوترہ کے اُسطرف جو جو زمینین کہ بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور اشخاص نے خرید کر شامل حرم کی تھین اُنکی کوئی علامت علحدہ علحدہ نہین دکھلائی کیونکہ کسی نے کوئی زمین اسی طرح بطور مدور گرداگرد نہین لی تھی جس کسی کے ہاتھ جتنی جگہ

کو آئی وہ اُسنے خرید کر شامل کردی اور حرم کو جدہر موقع پایا بڑہا دیا اسواسطے اُن سب زمینون کا اسی قدر نشان یادگار ہے کہ وہ ایک بالشت نیچے گرداگرد اس چبوترہ سنگ خارا اور اُس حصہ سنگ مرمر متذکرہ بالا کے ہین یعنے وہ مثل مطاف نیچے ہین اور چبوترہ سنگ خارا مابین مطاف اور ان زمینون کے ایک بالشت اونچا ہے۔

ذکر دالان ہائے حرم شریف

جہانتک یہ سب زمین خانہ کعبہ کے چارو نطرف برابر اور مربع پائی وہ صحن حرم محترم قرار دیا گیا اور اُسکے حاشیہ پر چارون طرف دو ہرے دالان ایک بالشت کی کرسی دیکر بنوائے اور کسی کسی سمت مین جتنا کچھ موقع طوالت اور عرض مین مطابق دالان پیشین کے پایا ایک ایک دو دو دالان زمین پسماندہ مین بطور ناگر مربع سے باہر نکل گئی تھی اور بنوائے اسی وجہ سے کسی طرف تین دالان ہین اور کسی طرف چار۔ اور ستون ہر ایک دالان کی بلندی اور موٹائی اور ڈہال مین یکسان ہین اور کمال خوش نما گویا سانچے مین ڈہالے گئے ہین۔ بلندی ہر ایک ستون کی پندرہ پندرہ فیٹ اور موٹائی چھ چھ فیٹ سے کم نہین ہے تعجب ہوتا ہے کہ ایسے ناہموار راستے مین کہ جہان پہاڑہی پہاڑ ہین یہ اس سنگین وزن کے ستون کیونکر لائے گئے اور یہ پتھر کس پہاڑ کے اور کہان بنائے گئے ہین اور محرابین بھی انکی انہین ستونون کے عرض وطول کے موافق ہین کہین سے ناموزون نہین معلوم ہوتین جب محرابون کا حساب بھی ان ستونون مین ملا دیا گیا تو زمین سے انتہائے محراب تک کی بلندی تیس فیٹ ہے اور ہر ایک دالان چار چار ستونون کی محرابون پر لداؤ بطور قبہ خورد بینی گنبد کے دیا ہے وہ چھوٹے چھوٹے گنبد وسط صحن سے جب دیکھے جاتے ہین تو نہایت خوشنما نظر آتے ہین اور ہر محراب کی وسعت مین گیارہ آدمی کھڑے ہوتے ہین۔

ذکر خلوہ یعنی خلوتین

اور دالانون کی پشت پر اکثر جگہ جہان جس موقع کی زمین ملی ہے چھوٹی چھوٹی ٹلوتین بنادی ہین وہ دو منزلہ ہین اکثر ونمین علما و فقرا کی نشست ہی اور مطوف اور زمزمی وغیرہ بھی اُنمین رہتے ہین اور اُنکی دوسری منزل کی چھت حرم شریف کے دالانون کی چھت کی برابر ہی اور دروازے اُنکے حرم شریف کے دروازون کی طرف رکھے گئے ہین انمین کیواڑ ہین نماز کے وقت کھولدئے جاتے ہین جب جماعت کھڑی ہوتی ہے تو ان خلوتون کے بیٹھنے والے اپنی اپنی خلوتونمین کھڑے ہوکر امام کی اقتدا کی نیت کر لیتے ہین یہ مسئلہ حرم شریف ہی کیلیئے ہی اسلئے کہ وہ سب زمین حرم کی ہے بعض ہندوستانی جو وہان سے دیکھکر آئے ہین اور اُن کے مکان کسی سمت سے ملے ہوئے ہین اُنھون نے دیوار مسجد مین کھڑکی توڑلی ہے اور اپنے گھر مین بیٹھکر امام کی اقتدا کی نیت کرکے نماز ادا کر لیتے ہین وہان کے قیاس پر درست اُن خلوتمین گھر کے سب کاروبار نہین ہوتے سوائے عبادت وریاضت کے دنیا کا کوئی کام نہین ہوتا یہ قیاس درست نہین اور پھر ایسے آدمی کا قیاس کہ جو نہ عالم نہ مجتہد مجتہد کا متما قیاس کافی ہے جسحالت مین اُسکو کوئی آیت یا حدیث نہ ملے اور عالم کا قیاس تا وقتیکہ اُسپر علما کا اجماع نہو کافی نہین اور کم پڑھے آدمی کا قیاس تو قیاس نہین کہا جاتا وہ تو ہوائے نفسانی کا ایک شعبہ ہی۔

مدرسہ ہائے حرم شریف

یہ تیاری حرم شریف کی اس ہیئت سے اُسی قدر زمین مین ہوئی کہ جو پہلے سے داخل حرم محترم تھی اب جو سلطان نے اپنی طرف سے اُسمین دست بڑہائی کہ گرداگرد حرم شریف کے مدارس عالی دو منزلہ بنوائے اور دروازے اُنکے حرم کی طرف بھی رکھے اور حرم سے باہر بھی اس صورت سے وہ بھی داخل حرم ہو گئے منجملہ اُنکے بعض تو سلطان نے خود زمین خرید کے تعمیر کئے اور بعض امرا کے نامزد کئے اور جن لوگون نے کہ زمین مع نہین کی اُس زمین پر بیت المال سے بنوادئے اور ملکیت مین وہ مدرسے مالکان زمین کے

رکھے چنانچہ اب کوئی مکان مدرسہ سلطانی سوائے محکمہ قاضی کے قبضہ سلطانی مین نہین ہے جو لوگ قدیم سے جس مکان مدرسہ مین رہتے ہین اُنکو بھی اختیار بیچنے اور ہبہ کرنے اور کرایہ پر چلانے اور وقف کر دینے کا ہے البتہ دو مدرسے کہ ایک تو اُسکے بانی نے حدیث کے درس کیواسطے نامزد کیا ہے اور دوسرا فقہ کے درس کیواسطے اُن دونون مدرسون کو بعہد حکومت محمد علی پاشای مصر کہ جب انتظام مکہ معظمہ کا اُنکے سپرد تھا کہ جسکو سو برس کا زمانہ ہوا ایک پاشا حاکم مکہ معظمہ نے اُن دونون مکانون پر قبضہ کر کے صورت بدل دی تھی اور اُن مدرسون کی چھت پر چو منزلہ مکان بنا لیا تھا سنہ ۱۲۹۸ھ مین اُس پاشا کے ورثا نے یہ دونون مدرسے مع عمارت بنا کردہ مورث ایک سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالے مگر سید عثمان نوری پاشا نے جو اُسوقت حاکم مکہ تھے سوداگر کو دخل نہین دیا اور قبضہ سلطانی اُپر قایم رکھا اور جو کچھ اُسمین کمی بیشی ہوئی تھی اُسکو توڑ ڈالا۔ اور عمارت قدیمی کو جو نہایت مضبوط اور عمدہ ہے قایم رہنے دیا اور سلطانی کتب خانہ بنا دیا یہ دونون مدرسے حنفی مصلے کی پشت پر جناب مولوی رحمت اللہ صاحب کے خلوہ کے قریب ہین جو لوگ مطالعہ کتب کیواسطے جاتے ہین تو بہت آسایش سے اُنہین مدرسونمین بیٹھکر سلطانی وقفی کتابونکا مطالعہ کرتے ہین۔

دروازہ ہاے حرم شریف

ایک دیوار بطور حصار ہر چار طرف حرم شریف کی کھنچی ہوئی ہے اور اُسمین چالیس دروازے حرم شریف کی آمد رفت کیواسطے رکھے گئے ہین اور تعمیر اس دیوار اور دروازون کی اور جو مکان کہ اندر حرم شریف کے واقع ہین قلعجات کی تعمیر کے مثل مضبوط اور مستحکم ہین علی ہذا القیاس دروازون کے کیواڑ بھی ایسے ہی مستحکم ہین اُنمین کھٹکیان قد آدم اونچی ہین۔

منارہائے حرم محترم

سات مینار سنہ ۳ زلہ دیوار حرم مبارک کے باہر کیطرف اذان دینے کے لئے اسطرح بنے ہین کہ چار مینار چارون کونون پر اور ایک مینار **باب النبی** پر اور ایک مینار **باب القاضی** پر اور ایک مینار **باب الزیادہ** اور گرد ہر سہ منارے کے ایک ایک گز چوڑا احاطہ بناکر آہنی جنگلہ لگادیا ہے اور اسمین قندیلون کے رکھنے کی برابر جگہ بنی ہوئی ہین کہ بایام معینہ ہر ایک مینار پر روشنی ہوتی رہے یعنی ہر مینار مین تین حلقے روشنی کے ہوتے ہین آمدورفت ان مینارون پر حرم شریف کی چھت سے ہوتی ہے اور موذن ہر ایک حلقے پر ہر مینار کے جاکر اذانین دیتے ہین **الکیس** ۲۱ **موذن** ہین کہ ہر ایک کو دو دو سو روپیہ ماہانہ ملتے ہین **شیخ الموذنین** کی تنخواہ انسے زیادہ ہے اور انکو ہر سال قبل حج خلعت **سلطان المعظم** خلد اللہ ملکہ کی طرف سے آتا ہے۔

صحن حرم مقدس کے راستے

حرم شریف مین طواف کرنے کے واسطے جو جاتے ہین وہ چارون طرف کی دالانون سے جاتے ہین لہذا ہر چہار طرف صحن حرم مین چند راستے بطور سڑک تخمیناً چودہ چودہ بالشت چوڑے اور ڈیڑھ ڈیڑھ بالشت اونچے بنادیئے ہین وہ راستے سنگ خارا کے ہین اور چونہ سے ہوئے ہین اور یہ وہانتک منتہی ہوتے ہین جو زمین **حضرت عمر** رضی اللہ تعالے عنہ کردہ ہے مطاف کے گرد اُن راستون کے بیچ مین جو قطعات کہ ایک ایک رہے وہ آنکھون کو نہایت اچھے معلوم ہوتے ہین چمن کی کیاریون کی طرح ش کا لطف دیتے ہین اور کنکریان باریک باریک گول گول ہر رنگ کی

اُنمین بچھی ہوئی ہین کہ چلنے اور بیٹھنے مین پاؤن مین بدن مین چبھتی نہین نہ ہوا سے اُڑتی ہین اُنمین چٹائی کا فرش ہوکر جانمازین بچھائی جاتی ہین اور چبوترے پر چٹائی نہین ہوتی صرف جانمازین ہوتی ہین لہذا اُن قطعات پر آرام زیادہ ملتا ہے۔

درختان صحن حرم شریف

اُنھین قطعات زیرین مین تین تین درخت کھجور کے قد آدم سے کچھ زیادہ اونچی ہشت دہات کے ڈھلے ہوئے ہمشکل وہمرنگ اصل درخت کے نہایت سبز قرینہ کے ساتھ نصب ہین کہ بادی النظر مین تو کیا غور کرنے سے بھی تمیز اسکی نہین ہوسکتی کہ یہ آہنی ہین یا اصلی کتنی عمدہ صنعت کے یہ درخت بنے ہوئے ہین اور یہ روشنی کے درخت ہین اُنکی شاخون مین قندیلین لٹکائی جاتی ہین اُسوقت یہ نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہین۔

ذکر دروازہ ہائی حرم شریف شافعیؒ مصلے کیطرف

حرم شریف کی چھوٹے بڑے سب چالیس ۴۰ دروازے ہین اُنمین سے اکثر اور مشہور تر کا ذکر کرتا ہون لمولفہ ؎

در یار سے سر کو رگڑا کرین گے ۔۔۔ یہین ہم مقدر کو سیدھا کرین گے

باب السلام لمولفہ ؎

خیال آیا تھا وحشت مین ہمین کس دن گریبان کا ۔۔۔ بنا باب السلام کعبہ چاک اپنے گریبان کا

یہ دروازہ تین درون کا ہے بہت بڑا ہے۔

باب النبی یہ دروازہ دو در کا ہے اور بہت بڑا ہے لمولفہ ؎

ہے مقدر مین در یار پہ ساجد ہونا ۔۔۔ کیا پسند آئے ہمین عابد و زاہد ہونا

باب العباس اس دروازے کے تین در ہین باب العلی یہ دروازہ بھی تین

درکا ہے اور بہت بڑا ہے **باب خامس** اس دروازے کا نام یاد نہ رہا یہ چھوٹا ہے اور ایک درکا ہے جب ابتدا حد حرم صرف تا مطاف تھی تو صرف ایک دروازہ قریب تر اُسی جگہ کے تھا جہان اب شافعی مصلے ہے اور اُس کا نام نبی شیبہ تھا کہ اجداد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُسی طرف رہتے تھے اور اُسی جانب سے اولاد شیبہ داخل کعبۃ اللہ ہوتے تھے اور عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اُسی دروازہ کا نام **باب السّلام** ہوا چنانچہ جب سلطان روم خلد اللہ ملکہ نے حرم محترم کو از سر نو بنایا تو اُس دروازے کو بھی سنگ مرمر سے بنایا اور جو دروازہ اب بہ سبب وسیع ہو جانے صحن حرم شریف کے مقابل اُس کے بڑھکر یعنی حد حرم پر بنایا اُسکا بھی نام **باب السّلام** ہی قرار پایا اور چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خویش واقارب اسی طرف رہتے تھے پس جو دروازے اس جانب ہین ہین اُنکا نام ایک تو باب النبی ہے اور دوسرے کا باب العلی اور تیسرے کا باب العباس ہے اور یہ سب دروازے شافعی مصلے کے پشت پر اور باب خانہ کعبہ کے محاذی ہین اور یہ سب دروازے بڑے بڑے ہین مگر ایک دروازہ چھوٹا یعنی مکانات اور بازار مین نکلنے کو اُسی جانب مین اور بھی ہے درمیان باب النبی اور باب السّلام کے۔

دروازہ ہائے جانب پشت مصلے حنبلی

باب الصفا یہ دروازہ بہت بڑا ہے اتنا بڑا دروازہ حرم مین اور کوئی نہین ہے اسکے پانچ در بڑے بڑے ہین اور حجاج سعی صفا مروہ کرنے کو اسی دروازہ سے جاتے ہین اسی کے سامنے کوہ صفا واقع ہے۔ **باب اجیاد** یہ دروازہ بھی بڑا ہے اس کے تین در ہین اور اجیاد ایک بہت بڑا محلہ ہے نکالی اسمین کثر خانہ اباد ہین۔ واسطے یہ باب اجیاد کے نام سے مشہور ہوا **باب المعلیٰ** اس کے دو در

ہین اور شریف صاحب دروازے سے آتے جاتے ہین اسی واسطے اس نام سے یہ مشہور ہوا **باب الحاکم** اسکے بھی دو در ہین اور پاشا صاحب کی آمد و رفت اسی دروازے سے ہوتی ہے **باب اسماعیل** دو در اس دروازے کے بھی ہین حضور پر نور کی چچازاد خواہر یعنی حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی حقیقی ہمین اسیطرف رہتی تہین لہذا یہ دروازہ آپکے نام مبارک کے شرف نسبت سے مشرف ہوا شب معراج کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہین کے گہر مین آرام فرماتے تہے یہین سے معراج کو تشریف لیگئے تہے یہ دروازہ اس جانب مین آخر گوشہ جنوبی پر ہے **باب النعوش** یہ دروازہ اسجانب مین آخر گوشہ مشرقی پر ہے اسکے دو در ہین اسکے ادہر اودہر دو مینار سبز ہین کہ انکو مسلمین اخضرین کہتے ہین یہ دروازہ وقت سعی صفا مروہ نظر آتا ہے اور ایک متوسط دروازہ اسجانب مین اور بھی ہے اسکا نام ہنوز نامعلوم ہوا ہمنے اور ان سب دروازون کا رخ بازار کیطرف ہے۔

دروازہ جانب پشت مالکی مصلے کی

باب الوداع یہ بہت بڑا دروازہ ہے اگرچہ اسمین دو در ہین مگر دونون بہت بڑے بڑے ہین اور حجاج بیت اللہ سے وداع ہوکر اپنے وطن کو جاتے ہین اسی دروازے سے خارج ہوتے ہین اور دروازے پر کھڑے ہوکر محاذی خانہ کعبہ کے دعا مانگی جاتی ہے اسوقت نہایت رقت ہوتی ہے گویا آخر زیارت خانہ کعبہ کی ہے **باب ابراہیم** یہ دروازہ بھی بڑے نامی دروازون مین سے ہے اور اسکی عمارت بہت عالی اور بلند ہے اگرچہ ایک ہی در ہے یہ دروازہ محاذی بازار مین **باب العمرہ** یہ مشہور دروازہ اسجانب مین ہے اور یہ دروازہ اگرچہ بہت بڑا نہین ہے مگر چونکہ حجاج عمرہ کو اسی طرف سے جاتے ہین لہذا بہت مشہور ہے اور رمضان شریف مین اس دروازہ پر بڑا ہجوم ہوتا ہے اور بعد حج کے بھی بہانسے گذر نادشوار ہوتا ہے اور یہ دروازہ اسجانب مین آخری گوشہ پر ہے علاوہ اس کے تین

دروازے چھوٹے بھی اسجانب کو واقع ہین سے مطوف سید ہاشم شیخ کا مکان اس دروازی سے تھوڑے سے فاصلہ پر قہوہ اسمار کے پاس تھا اور مین مطوف صاحب کے مکانین تھا اس لئے پنجگانہ نماز کی آمد رفت اسی دروازہ سے ہوتی تھی۔

جانب پشت مصلے حنفی

اسجانب مین تین دروازے بڑے اور چار چھوٹے ہین اور ساتون دروازے شامیہ محلہ کیطرف ہین یعنی اسجانب مین جہان قافلہ سوداگران اہل شام کا آیا کرتا ہے اور وہ اپنا ہزارون لاکھون روپیہ کا مال فروخت کیا کرتا ہے اور حج کے موسم مین ان قافلون کے سبب سے بڑی دھوم دھام رہتی ہے اسواسطے اس تمام محلہ کا نام شامیہ ہوگیا ہے اور یہ محلہ مکہ معظمہ کے محلون سے بڑا ہے اور معزز ہے عمدہ لوگ اس محلہ مین آباد ہین جناب مولوی محمد اسحٰق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب دہلوی کے مکانات بھی اسی محلہ مین ہین۔

دروازہ ہائے کلان

باب الزیاد سب سے بڑا دروازہ اسجانب مین یہی ہے اسمین تین در مین اور اس دروازہ سے نمازی بہت نکلتے ہین اسلئے کہ یہ محلہ بہت بڑا ہے کشمکش بہت ہوجاتی ہے لہذا اس کے پہلو مین ایک دوسرا دروازہ جسکا نام باب القطبی ہے بنایا گیا ہے کہ یہ کشمکش رفع ہو مگر چونکہ اُدھر سے کچھ پھیر پڑتا ہے وہ دقت رفع نہوئی **باب الباسطیہ** یہ دروازہ ایک در کا ہے مگر بڑا ہے **باب العتیق** اسکا بھی ایک ہی در کا ہے مگر بڑا ہے ان دونون دروازون سے آمد و رفت کثرت سے ہوتی ہے۔

دروازہ ہائے خورد

باب القاضی اِس دروازے سے محکمہ قاضی مین آمد و رفت ہوتی ہے اور محکمہ سے ایک مخرج دوسرا بھی ہے یعنی ایک دروازہ بازار کی طرف بھی ہے **باب الرباط** یہ دروازہ ایک رباط مین ہے کہ اہل رباط اُس دروازے سے داخل حرم شریف ہوتے ہین اور دوسرا دروازہ باہر کیجانب کو بھی موجود ہے اُس جانب سے داخل خارج ہوا کرتا ہے۔

باب السویقہ یہ دروازہ متصل باب السّلام کے اِسی حصے کے گوشہ مین واقع ہے کہ وہ سویقہ کو نکلجاتا ہے اور سویقہ مکہ معظمہ مین تاجرون کا بڑا بازار ہے اور اسی جانب کنیز و غلام فروخت ہوتے ہین اگر موقع وقت ہوا تو اِسکا ذکر آگے کسی جگہہ پر کیا جائیگا۔ کنیز و غلام کی خرید و فروخت مین اب بھی مصلحتین ہین اور وہ کنیز و غلام اپنے گھر سے بہت زیادہ اچھی حالت مین رہتے ہین بظاہر معترضین کو اعتراض کا موقع ہے مگر اُنکے گھر کیحالت سے اور اِس غلامی کیحالت کا موازنہ کیا جائے تو اُنکے واسطے امارت ہی انگریز جیساکہ چائے کے کہیت کے قلیون پر اور نوآبادیون کے مزدورون پر ظلم کرتے ہین وہ تو ان غلامون کے واسطے بالکل مفقود ہی ان نوآبادیون کے اور چائے کی کاشت کے قلیون کے حاکم تو خود وہی سود اگر ہوا کرتے ہین اور مکہ معظمہ مین تو حاکم قاضی شریف سب موجود ہین ممکن ہے کہ کوئی مالک کسی غلام پر اُسکی طاقت سے زیادہ بار رکھ سکتا ہے اور ہر مالک اپنی لونڈی غلامون کو اپنے بال بچون سے کم نہین سمجھتا اور جو مالک کہ صاحب اولاد نہین ہوتے وہ تو اُنھین کو اپنا لخت جگر سمجھتے ہین اور کسی قوم پر اعتراض کر دینا تو بہت سہل ہے لیکن اُنکی حالت کو انصاف کی نظر سے دیکھنا بہت مشکل ہے صحیح روایت سے یہ بات ثابت ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا کہ دن بھر مین غلام کا کتنی بار قصور معاف کیا جائے آپنے فرمایا ستر بار دوسری بات یہ ہے کہ یہ حبشی غلام جب بازار مکہ مین آکر فروخت ہوتے ہین تو بالکل حیوان ہوتے ہین مین نے خود غلامون کے بازار مین جاکر اُنکے حرکات و سکنات اپنی آنکھون سے دیکھتے ہین جب شائستہ اور مہذب ہو گئے تو بات بات مین وہ آزاد کئے

جلاتے ہین حضور سرور عالم نے غلامون کی آزادی کے ایسے ثواب بتائے ہین کہ مسلمان عزیز سے عزیز غلام کو اُس ثواب کے شوق مین آزاد کر دیتا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان میری جان اور میرے بال بچے آپ پر تصدق مین مذہب کے خیال سے الگ ہو کر اسبات کی سچی شہادت دیتا ہون کہ آپ اللہ کے رسول ہین آپکو جو شرع اللہ کے ہان سے ملی اُسکا کوئی حکم دین و دنیا کی مصلحت اور فائدون سے خالی نہین آپکو اللہ نے وہ عقل سلیم عطا فرمائی تھی کہ جو خطا کیطرف کبھی رخ بھی نکرتی تھی آپکو اللہ نے وہ خلق عطا فرمایا تھا کہ جس نے ملک کے ملک کو نور ایمان سے بھر دیا ہے آپکے اسمار مبارک مین سے بیشک ایکنام صاحب السیف بھی ہے مگر یہ وہ سیف کہ کبھی کسی دشمن پر نچلی اور کینہ کار چلتی جو تمام جہان کی جان ہو وہ جانستان نہین ہوا کرتا اُسے تو عشاق جان پرور روح افزا کہا کرتے ہین ؎

تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ

لمؤلفہ غزل

میری روح تو ہو مرے جان تو ہے مرے مرنے جینے کا سامان تو ہے
مرا دین تو میرا ایمان تو ہے مری جان جسپر ہے قربان تو ہے
مرے دل کا دل تو ہے واللہ باللہ مری جان کی جان ایجان تو ہے
میرے جانی اگر دن تو آباد لے سے گر مرے خانۂ دل کا مہمان تو ہے
یہ ہین نغمے تیری پیاری صداہین مری جان اس تان کی جان تو ہے
سنے جس نے دنیا مین بے صوت مارا وہ قاتل مرا اے مرے جان تو ہے
جسے ڈھونڈتا پھر رہا ہے تو اکبر مرے یار شکل اپنی پہچان تو ہے

ذکر ختم تعمیر حرم شریف

واضح ہو کہ یہ تعمیر خانہ کعبہ و حرم شریف کی سلطان مراد خان نور اللہ مرقدہ ۱۰۳۳ سنہ ہجری مین شروع کی تھی کہ یہ زمانہ اخیر سلطنت جہانگیر بادشاہ ہندوستان کا تھا کہ وہ بماہ ذیقعدہ ۱۰۳۷ سنہ ہجری مین تخت نشین ہوا تھا اور ۲۸ صفر ۱۰۳۸ سنہ ہجری مین بمقام لاہور جہان بحق تسلیم ہوا چنانچہ تاریخ وفات یہ ہے **جہانگیر از جہان رفت** اور بعد سلطان سلیم خان ۱۰۴۰ سنہ ہجری مین یہ تعمیر تمام ہوئی یہ زمانہ اوائل سلطنت شاہجہان بادشاہ کا ہے کہ وہ ہشتم جمادی الثانی ۱۰۳۷ سنہ ہجری مین تخت نشین ہوئے اور تا ماہ شوال ۱۰۶۸ سنہ ہجری تک تخت نشین رہے اور ۱۰۷۶ سنہ ہجر یمین وفات پائی جسکی تاریخ یہ ہے **ز عالم سفر کرد شاہ جہان** تو اس صورت مین یہ تعمیر باستثنائے سنبر شریف کے سات برس مین تمام ہوئی اور آجتک اس تعمیر کو دو سو اٹھتر برس ہوئے جب سے ابتک وہی صورت تعمیر کی قایم ہے پھر کسی بادشاہ نے حرم محترم کو بڑھایا نہین حرم محترم کا کل رقبہ تخمیناً پچاس بیگہ کے قریب ہے جو وسط شہر مین واقع ہے اور اس رقبہ کے بیچمین خانہ کعبہ ہے اور حرم شریف کی دیوار پر مثل قلعہ کے دیوار کے کنگرے ہین جو شمار مین اکہترا تین سو باون ہین

ذکر غلاف خانہ کعبہ

یہ غلاف ابریشم سیاہ کا ہوتا ہے اور اُسپر کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ بخط نسخ نہایت خوشخط بہت چوڑے حرفون سے بُنا ہوا ہے اور بام کعبہ سے زمین تک چارو نطرف سے لٹکا ہوا ہے اور تین حصہ بلندی کعبہ کی تصور کرکے ایک حصہ بالائی کے بعد اُس غلاف مین ایک پٹی زرین ایک ہاتھ چوڑی گرد غلاف کے لگی ہوئی ہے اور اُسپر وہ آیتین جنمین خانہ کعبہ یا صفا مروہ یا اور ارکان حج کا ذکر ہے بخط جلی تار ہائے طلائی خالص سے منقش ہین اور جو تہی سمت مین بقدر دروازہ خانہ کعبہ کے کہ جسکا طول چھ گز اور دس انگشت ہے اور عرض چار گز ہے غلاف مین جگہ خالی رکھی گئی ہے اور اُسپر سبز مخمل جو طلائی نقش و نگار سے مغرق ہے ایک پردہ پڑا ہوا ہے اور چونکہ بلندی آستانہ اقدس کی زمین سے چار گز سے کچھ زیادہ ہے لہذا وہ پردہ

طول مین قریب گیارہ گز اور عرض مین بقدر پانچ گز کے ہے اور تین ڈوریان ریشمی کلابتون آمیز کہ جنکے آخر کے سرے پر جھبے کلابتونی مقیش کے بہت بڑے بڑے اور بھاری اُس پردہ مین۔ آویزان ہین کہ شام کو وہ پردہ اُن ڈوریون سے باندہ دیا جاتا ہے کہ دروازے کی چوکھٹ کے آگے جو جگہہ بقدر ڈیڑہ بالشت کے خالی ہے اُسپر تین شمعدان نقرئی رکھکر روشن کئے جاتے ہین بیچکے شمعدان مین کافوری بتی سوا گز لمبی ہے اور اِدہر اُدہر کے شمعدانون مین گز گز بھر کی بتیان ہوتی ہین اِن بتیون کی روشنی سے پردے اور ڈوریون کا زرین کام اور چاندی کے پترے کیواڑون کے اور نقرئی گل میخین کی چمک دمک عجیب عالم دکھاتی ہے ؎

نور یہ نور ہے جلوہ ہے یہ جلوہ اکبر آنکھین ٹھنڈی ہوئین دل ہوگیا روشن اپنا

ایک پردہ اور بہی خانہ کعبہ کے اندر خانہ کعبہ کے زینہ کے دروازہ پر رہتا ہے جسے عوام الناس توبہ کی کوٹھری کہتے ہین اور داخلی کیوقت حجاج اُسکے سامنے کھڑے ہوکر توبہ اور استغفار کرتے ہین اور کمال گریہ وزاری سے اپنے گناہون کی معافی پروردگار تعالے شانہ سے چاہتے ہین چنانچہ یہ کاتب الحروف باوجودیکہ اس بات سے آگاہ تہا کہ یہ خانہ کعبہ کا زینہ ہے مگر وہان توبہ کرنے کا جو لطف آیا وہ دل ہی جانتا ہے یہ شعر جسے مین اوپر لکھہ چکا ہون وہین بیساختہ مجھہ سے نظم ہوا اور زبان پر حالت گریہ وبکا مین بہت دیر تک جاری رہا مجھے اب بہی اس کے پڑہنے مین وہی مزا آتا ہے دوسرے روز مین نے اسکی غزل پوری کی وہ ہذا

غزل

ہے مقدر مین در یار پہ ساجد ہونا کیا پسند آئے ہمین عابد وزاہد ہونا
کعبۂ دل جسے سب کہتے ہین وہ گہر ہی ہی اِس مکان مین ہے ضرور آپ کو وارد ہونا

جسکے واسطے یہ غزل لکہی ہے وہ شعر یہ ہے

او بڑے گہر کے مکین کعبہ کے مالک داتا ہم فقیرون سے بہی کچھ واحد وشاہد ہونا

نوشاہ مدینہ کے حضور مین یہ شعر نذر ہے ؎

مجھے ہوتا ہے گمان شاہ رسل پر کچھہ اور یاد آتا ہے سکندر کا جو قاصد ہونا

توحید کا مسئلہ یون حل ہوا واضح ہو کہ جتنے اعداد ہین دو سے لیکر کرورون تک ایک کی شرکت سب مین ہے اگر ایک کی شرکت کسی عدد مین نرکہی جائے تو وہ عدد اپنے مرتبہ سے گرتا جائیگا اور واقعی ناممکن محض ہے کہ کوئی عدد ایک کی شرکت کے بغیر عدد قرار پائے جیسے کہ ایک مین ایک کو ملائے تو دو ہونگے اور دو مین ایک ملائے تو تین ہونگے اور تین مین ایک کو ملائے تو چار ہونگے الیٰ غیر النہایۃ ایک کی شرکت ہر عدد مین فرض سے بھی زیادہ ہے ورنہ تمام اعداد کا انتظام بگڑ جائیگا اور ایک مین کسی کی بھی شرکت نہین ہے وہ صرف اپنی ذات سے قایم ہے **وہو ہذا**

جملہ اعداد مین موجود عدد ایک کا ہے — اسی کثرت سے ہے ثابت ترا واحد ہونا
اپنے کامون سے ہو فرصت تو ملین خضر سے ہم — کار بیکار ہے مصروف زوائد ہونا
راہ کو چھوڑ کے گمراہ نہ ہونا اکبر — سخت دشوار مقلد کو ہے موحد ہونا

غلاف پہلے یہ غلاف اور دونون پردے **سلطان** روم کی طرف سے شام مین تیار ہوکر آیا کرتے تھے اور فوج سوار و پیادہ اور توپخانہ جلو مین محمل کی حسین یہ غلاف اور پردے رکھے ہوتے تھے ہمراہ رہتے تھے چونکہ یہ غلاف بڑا وزنی ہوتا ہے لہذا اس کی لمبی لمبی ڈیڑھ ڈیڑھ گز کی پٹیان پیمانہ کے موافق تیار ہوتی ہین اور کئی اونٹون کا بار ہوتا ہے اور کئی من کے سوتی رسّے ہوتے ہین جنسے وہ حلقہائے آہنی مین باندہ کر لٹکایا جاتا ہے محمل کا سامان بھی بڑا زرق برق ہوتا تھا اور سوتی رسونکی جگہہ نقرئی زنجیرین ہوتی تھین کہ جنسے محمل کھینچا جاتا تھا جب ملک حجاز کا بندوبست سلطان روم نے **محمد علی پاشا** حاکم مصر کے متعلق کیا تو محمد علی پاشا کے ذہن یہ بات بھی رکھی گئی کہ وہی غلاف خانہ کعبہ بھی بدلا کرے چنانچہ محمد علی پاشا حاکم مصر اُسی تزک احتشام سے جیساکہ شام سے روانہ ہوا کرتا تھا مصر سے روانہ کیا کرتا تھا چنانچہ ۱۲۹۷ھ تک محمل شریف اُسی تزک احتشام سے آتا تھا جب سے انگریزونکی ملازمت مصر مین بڑھگئی وہ انتظام رہا **توفیق پاشا** جسکا بیٹا **عباس پاشا** اور اب مصر کا خدیو ہے اُسمین مذہبی خیال باقی نرہے تھے

مین سنہ ۱۳ ہجری مین حرمین شریفین کی حاضری سے مشرف ہوا تھا اس محمل کو دیکھا تھا بہت سا
پایا لیکن **شام کا محمل** اب بھی اُسی شان و شوکت سے آتا ہے اگرچہ سو برس سے پردہ خانہ کعبہ
شام سے نہین آتا مگر شام کا قافلہ جسمین لکھو کھا روپیہ کا مال تجارت ہوتا ہے بنظر حفاظت مال فوج
بھی اُسکے ہمراہ ہوتا ہے اور قافلہ کی عزت کے اظہار کے لئے خالی محمل بھی ہمراہ ہوتا ہے اور قافلہ
سالار کہ وہ گورنر ہوتا ہے اُسکا لقب **امیر حاج** ہے اور سلطان کیطرف سے مقرر ہے آیا کرتا ہے
اور اسی قافلہ شامی مین بذریعہ اُسی امیر حاج کے خلعت ہائے شاہی شریف اور پاشا اور شیبی
اور نائب الحرم اور شیخ العلماء اور شیخ السادات اور شیخ الخطبہ اور شیخ المؤذنین اور مفتیان مذہب اربع قاضی
و نائب قاضی و دیگر حکماء و اکابر شہر مکہ معظمہ کے لئے آتے ہین خلعت تو علیٰ قدر مراتب سب ایسے ہوتی
ہین مگر **شریف صاحب** کا خلعت بہت تکلف کا ہوتا ہے - جب دوسرے دن اُسکے
آنیسے قافلہ مصری مع غلاف اور پردون کے آتا ہے تو شہر **مکہ معظمہ** سے شریف اور پاشا اور جملہ
اراکین شہر مع توپخانہ اور فوج شاہی اور بیرون شہر سے گورنر **شام** مع اپنی تمام فوج کے استقبال
کے لئے جاتے ہین اور نہایت شان و شوکت کے ساتھ اُس **محمل** کو حرم محترم تک لاتے ہین
اور غلاف خانہ کعبہ اور پردون کو بڑے ادب سے اُتارتے ہین اور داخل حرم شریف کرتے ہین اور پھر
دونون قافلے **شامی و مصری** نشانہ سے واپس کئے جاتے ہین اور بیرون شہر اپنی
اپنی فرودگاہ پر جاکر خیمہ زن ہوتے ہین اور پھر دونون افسرون کی یعنی گورنر شام اور جنرل مصر کی
اکیس اکیس توپین سر ہوتی ہین اور ایک ایک ریال مجیدی جو پورے دو روپیہ کا ہوتا ہے
اُنسے بطور نذر فی ضربت توپ لیا جاتا ہے اور شریف اور پاشا جو انکی ملاقات کے لئے اِنکے
خیمونمین جاتے ہین تو وہ اکیس اکیس توپون کی سلامی سر کرتے ہین اور عرفات سے واپسی کے
وقت بھی مینا مین اگر یہ دونون اُنکے پاس جائین یا شریف و پاشا ان دونون کے پاس آئین تو وہی
اکیس اکیس توپین سلامی کی سر ہونگی اور اسکا کچھ فیس نہین ہے یہ **غلاف** خانہ کعبہ پر
۹ تاریخ ذیحجہ کو جب سے آدمی عرفات مین ہوتے ہین رات کیوقت خواجہ سرا متعینہ بیت اللہ شریف

کہ جنکی تعداد شصت نفر ہے نئے غلاف کو پرانے غلاف پر جو سال گذشتہ کا ہے ڈالتے ہین اس اندازسے کہ خانہ کعبہ برہنہ نہ ہونے پائے یہ سیاہ غلاف بیرونی خانہ کعبہ ہر سال بدلا جاتا ہے اور غلاف اندرونی خانہ کعبہ جو سرخ ہے وہ ہر سال نہین بدلا جاتا جب کوئی نیا بادشاہ تخت پر بیٹھتا ہے تو بدلا جاتا ہے اور چونکہ طواف خانہ کعبہ کسی وقت بند نہین ہوتا لہذا اُس وقت بھی کچھ لوگون کا طواف ہوتا ہی رہتا ہے اور ان اغوات یعنی مکہ معظمہ کے خواجہ سرا ون کی بحساب ریال سورو پیہ ماہوار سے چار سورو پیہ تک ہے مگر زیادہ تر دو سو اور تین سو اور چار سورو پیہ ہی کے تنخواہ دار ہین سورو پیہ کے بہت کم ہین یعنی جو نیا خواجہ سرا بھرتی ہوتا ہے وہ سورو پیہ پاتا ہے اور شیخ الاغوات خواجہ سراؤنکا سردار ہے وہ بہت بڑی تنخواہ پاتا ہے مقدمات موقوعہ مطاف وہی فیصل کرتا ہے اور اُسکو اختیار سزا دینے کا اُن معاملات مین پورا حاصل ہے اور ان خواجہ سراون کو صرف خدمت صفائی خانہ کعبہ و مطاف و مقام ابراہیم و روشنی گرد مطاف کی سپرد ہے اور صفائی و روشنی حرم شریف و صحن حرم شریف کے لئے علحدہ خدام مقرر ہین جو اسّی نفر ہین اور اُنمین سے ہر ایک کی تنخواہ پانچ روپیہ ماہوار ہے اور جو حجاج اُنکو نذر کرتے ہین وہ علاوہ اسکے ہے اور یہ خدمت حجاج اپنی خوشی سے کرتے ہین وہ کسی سے طلب نہین کرتے یہ غلاف جو سال بھر کے بعد اُترتا ہے اسکی کلابتونی پٹی اور دروازے کے دونون پردے تو شریف کا حق ہے اور سادہ غلاف پورا شیبی کا حق ہے غیبی اُسکو پانچسو ریال پر فروخت کرتے ہین جو شخص لیتا ہے وہ مالامال ہوجاتا ہے وہ اسمین سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تراشکر بیچتا ہے حجاج خریدتے ہین اور آنکھون سے لگاتے ہین اور اپنے اپنے وطن کو لیجاتے ہین وہان اسکی زیارتین ہوتی ہین سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

جامۂ کعبہ را کہ می بوسند — او نہ از کرم پیلہ نامی شد
با عزیزے نشست روزے چند — لاجرم ہمچو او گرامی شد

یہ غلاف اور دونون پردے ایک لاکھ روپیہ مین تیار ہوتے ہین اور غلاف کا ریشم کاتنے اور بُننے کے لئے چالیس لڑکیان نامزد اماموریں کہ جو پابند صوم وصلوٰۃ ہین اور کمال طہارت وادب سے باوضو ہوکر اسکو بنتی ہین اور انہین سے جسکی شادی ہوجاتی ہے اُسکی جگہ دوسری نامزد لڑکی مامور ہوجاتی ہے اور اُنکے خورونوش کے لئے خزانہ مصر سے بہت کچھ مقرر ہے یازدہم ذیحجہ سے اُسکا بُننا شروع ہوتا ہے اور ماہ ذیقعد مین اختتام پاتا ہے

مطوفون کی تعداد

مکہ معظمہ مین چارسو پچاس مطوف ہین پچاس مطوف ہندوستانی ہین اور تھوڑے سے سوڈانی قوم کے اور روانغستانی یعنی ترکی اور مصری باقی خاص اہل مکہ سے ہین اور شیخ حسین قرشی قدیم رہنے والے مکہ معظمہ کے ہین بڑے ذی عزت اور مشہور آدمی ہین یہ شیخ المطوفین ہین انکا حق یہ مقرر ہے کہ ہر مطوف ان کو ہر سال فی حاجی پانچ پانچ قرش دیتا ہے اور یہ خود بھی ملک رنگون اور چین اور روم کے مطوف ہین اور مطوفون کا تقرر انہین کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور ہندیون کے شیخ وہان شیخ محمد حسین الملقب بہ شیخ الہنود ہین اور ہندیون کے معاملات کے یہی نگران ہین اور مطوف کے چند نائب ہوتے ہین جنکو وصی کہتے ہین میرے مطوف سیّد ہاشم شیخ رحمۃ اللہ علیہ تھے چند سال ہوئے کہ وہ راہی عالم جاودانی ہوئے اُنکے دو بھائی ہین محمدؐ اور علیؓ اور انہی اولاد ہین اور اُنکے ایک نائب ہین محمد علیہم صاحب بڑے مرتاض وعابد شب زندہ دار انہی صورت انکے زہد وریاضت پر شاہد ہے میرے والد ماجد سے انسے بڑا اتحاد تھا سلمہ اللہ تعالےٰ۔

شریف صاحب کی طرز حکومت

واضح ہو کہ ملک حجاز مین دو قومونکے سوا تیسری قوم نہین ہے سید اور شیخ
یہی دو قومین ملک حجاز کی قدیم بسنے والی ہین اور انکے دو لقب ہین ایک عرب
دوسرے بدوی جو لوگ شہر کے رہنے والے ہین مثل مکہ معظمہ مدینہ طیبہ طائف شریف
وجدہ مکرمہ کے وہ خواہ سید ہین یا شیخ مگر سب عرب کہلاتے ہین اور دیہات مین ہین یا دامنہائے
کوہستان مین ہین اور خیمونمین زندگی بسر کرتے ہین اور جب چاہا اُن خیمونکو ایک جگہہ سے اوکھاڑ
کر کسی دوسری جگہہ نصب کر دیا اور چندے وہین رہے یہ لوگ بدوی کہلاتے ہین یعنی دیہاتی
یا گنوار یا صحرائی تعداد دیہاتیون کی بہ نسبت شہریون کے بہت زیادہ ہے مگر شرافت ان لوگون
کی بڑی سندی ہے یہ اپنا پیوند اپنے ہی قبائل مین کرتے ہین انکی ناکتخدا لڑکیان دوسرے
قبیلہ کے مالدار شوہر کو نہین پسند کرتین اور اپنے قبیلہ کے غریب شوہر کو قبول کر لیتی ہین اور عربی زبان
بھی انہین بدوی لوگون کی فصیح ہے اسلئے کہ انکی زبانمین کسی دوسری زبان کا میل نہین ہوا ہے
مکہ معظمہ کی سوقی زبان تو بالکل ترکی زبان سے مختلط ہو گئی ہے قاف کی جگہہ گاف بولا جاتا ہے
جیسے قَالَ کی جگہہ گَالَ اور قُلْ کی جگہہ گُلْ اَقْتُلُ لَکَ کی جگہہ اَگْتُلْ لَاکَ لیکن یہ شہری لوگ اُن سے
زیادہ خوش پوشاک ہین یہ بات ثروت کے متعلق ہے یہ لوگ کاروبار تجارت وملازمت کرتے
ہین انکی گذراوقات صرف کاشتکاری یا بھیڑ بکریون کے گلہ پر ہے اور اقسام قوم بدوی جو قبائل
پر تقسیم ہین بہت ہین باستثنائے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور طائف شریف اور جدہ مبارک تمام ملک
حجاز مین یہی دو قومین بستی ہین اور اُنکے وہی نام جو اوپر ذکر کئے گئے پس علی العموم شریف صاحب
کی حکومت انہین دو قومونپر ہے اور طرز انتظام انکا یہ ہے کہ ہر قوم کا ایک شیخ ہے اور وہ شریف
صاحب کیطرف سے مقرر ہے اور ملک دو حلقے کر دئے گئے ہین ایک مکہ معظمہ اور دوسرا مدینہ طیبہ
جو حلقہ مدینہ منورہ کو گھیرے ہوئے ہے وہ بڑا ہے اُسمین بدوی بہت ہین اور زبردست
ہین جب کبھی انکے مواجب کے پہنچنے مین دیر ہوتی ہے جو سلطان کی طرف سے مقرر ہے تو یہ
لوگ آمادہ فساد ہو جاتے ہین اسیوجہہ سے راستے پر خطر ہو جاتے ہین پھر شریف کو انتظام کرنا

ہوتا ہے اور بڑی مشکلون سے یہ لوگ زیر ہوتے ہین سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین یہ کاتب الحروف حاضر ہوا تھا جب ہمارا **قافلہ** رابق مین پہنچا تو معلوم ہوا **قبیلہ بنی حذیفہ** کے بدوی برسر شورش ہین قافلہ کو ناچار وہان توقف کرنا پڑا میرے **مطوف سید** ہاشم شیخ اپنے حجاج کی نگرانی کے لئے بنفس نفیس ہمراہ سوار تھے اور حضرت والد ماجد قدس سرہ کی خصوصیت و محبت کیوجہ سے میرے ہی خیمہ مین رہتے تھے اور تمام مشورے اُسی خیمہ مین ہوا کرتے تھے **قافلہ** تین روز رُکا رہا آخر کو یہ بات قرار پائی کہ یہان سے ساڈنی سوار عرب بطور جاسوس روانہ ہون اور دریافت کرین کہ اُنکی جماعت کتنی ہے پھر اُسکا انتظام کیا جائے **قلعہ رابق** مین ترکی فوج شاہی موجود تھی مگر ہمارے ہمراہ مطوف نے اُنسے مدد لینا اپنی حمیت کے خلاف سمجھا اور کہا کہ جب ہم انتظام نہ کرسکین گے تو فوج سلطانی کو تکلیف دین گے چنانچہ یہ **ناقہ سوار** جاسوس وہان پہنچے اور خبر لائے چار سو مرد بندوقچی دونون طرف پہاڑ کی گھاٹی مین جمے ہوئے بیٹھے ہین مین نے بالجملہ اس خبر نے قافلہ مین انتشار پیدا کردیا مگر جب سید ہاشم صاحب نے دریافت کیا کہ ہمارے قافلہ مین کتنے بندوقچی ہین تو معلوم ہوا کہ سات سو بندوقچی ہین پھر کیا تھا تیار ہوگئے اور جب قافلہ اُس گھاٹی سے گذرا تو سب سے ایک ارنوط سپاہی جو افسر ترکی کے ساتھ قسطنطنیہ سے آیا تھا اُس گھاٹی پر چڑھ گیا جو کچھ بدوی اُس گھاٹی پر کھڑے تھے اس قافلے کے بندوقچیون کو دیکھکر پیچھے اُتر گئے اور قافلہ باامن و عافیت گذر گیا سلطان کیطرف سے ہر قبیلہ کے شیخ کا کچھ سالانہ غلہ مقرر ہے جسے اُردو کہتے ہین وہ غلہ شرارت کسی وجہ سے **بنی حذیفہ** کے شیخ کو نہین پہنچایا تھا لہذا یہ شورش اسی وجہ سے تھی مگر ہمارے پیچھے ایک قافلہ چھوٹا سا رنگپور کے خواجہ کا تھا اُس مین ایک خوجہ تھا وہ پہلے شیعہ تھا اور پھر خارجی ہوگیا تھا اُسکے تخت روانین چالیس ہزار روپیہ کا سونا تھا وہ سب لُٹ گیا لیکن سلطانی حکم پہنچا ان لوگون کو سخت سزا دیگئی اکثرون کے سر کاٹ کاٹ کر قلعہ رابق کے کنگرون پر چڑھا دئے گئے **المختصر** ایک شیخ اُن سب قومون کے شیخون پر بطور شیخ المشائخ کے ہے ہر قوم کے شیخ کا یہ افسر ہے اور حلقہ قرب و جوار مکہ معظمہ مین کہ گروہ

اِس حلقہ کا چھوٹا اور کم قوت ہے اس لئے اِنکے سردار پر شیخ المشایخ مقرر نہین ہے جو حکم کہ شریف صاحب کو نسبت کسی قوم حلقہ مدینہ منورہ کے جاری فرمانا منظور ہوتا ہے وہ شیخ المشایخ کے پاس بھیجدیتے ہین اور وہ اُس قوم کے شیخ کے پاس بھیجدیتا ہے وہ شیخ اُس قوم کا اُس کی تعمیل کرکے شیخ المشایخ کے پاس روانہ کرتا ہے اور شیخ المشایخ شریف صاحب کے پاس بھیجدیتے ہین اور جو حکم کہ مکہ معظمہ کے حلقہ کے کسی قوم کی نسبت جاری ہوتا ہے وہ بخط مستقیم اُسی قوم کے شیخ کے پاس جاتا ہے اور اُسی قوم کا شیخ اُسکی تعمیل کرکے فوراً واپس کرتا ہے اور یہ احکام **ناقہ سوارون** کے ذریعہ سے جاری ہوتے ہین جو ایکدن مین پچاس کوس تک جاسکتے ہین اور اگر زیادہ ضرورت ہو تو اِس سے بھی زیادہ اور اُن سب سردارون اور افسرونکی تقرری و سوقوفی شریف صاحب کے اختیار سے ہوتی ہے اور تمام ملک حجاز کے مقدمات شریف کے روبرو فیصل ہوتے ہین ۔

طریق سماعت استغاثہ

شریف صاحب کے مکانات اُس بازار مین جو حرم شریف سے جنت المعلی کو چلا گیا ہے بہت دور تک داہنے ہاتھ کو چلے گئے ہین اور اُنکی عمارت ہفت منزلہ ہے اور اُنکے مقابلہ مین دوکانین بنی ہوئی ہین اور مکانات کے سامنے ایک بڑا وسیع میدان ہے اور اِن مکانات مین سے ایک دیوان خاص ہے جسمین شریف صاحب جلسہ فرماتے ہین یعنی بیٹھتے ہین اور اُسکی تیسری منزل پر صبح سے دس بجے تک اور عصر کے بعد سے مغرب تک نشست رہتی ہے جس فریادی کو عرضی دینی ہوتی ہے وہ عرضی والے ہاتھ کو بلند کئے ہوئے بیٹھا رہتا ہے اور شریف صاحب کی نظر جہروکون سے اُسی طرف کو رہتی ہے جس کے ہاتھ مین جو کاغذ دیکھتے ہین وہ آدمی کو بھیجکر منگا لیتے ہین اور جو حکم دینا ہوتا ہے وہ اُسیوقت دیدیتے ہین ۔

اختیارات شریف صاحب

جو ملازم و رعایا انکے زیر حکومت ہین انکی نسبت انکا حکم محکم ہے اُسکا کوئی دوسری جگہہ اپیل نہین ہوسکتا جو حکم ہے ناطق ہے قصاص اور حبس دوام تک کا پورا اختیار ہے اور جب کوئی طالب العلم مکہ معظمہ مین اپنی تحصیل تمام کرتا ہے تو اُسکا **امتحان** حرم محترم مین شیخ العلماء کی معرفت شریف صاحب کے حضور مین علماء کی جماعت لیتی ہے اور **سند فضیلت** بمہر و دستخط علماء کرام مکہ معظمہ مزین ہوکر اُسکو روبرو شریف صاحب کی حضور ہوتی ہے اُسوقت اُسکو شریف صاحب کے اجلاس سے درس کا حکم ہوتا ہے جب وہ حرم شریف مین بیٹھکر درس دیسکتا ہے اور نام اُسکا علماء کی فہرست مین مندرج ہوتا ہے۔

ممتحن امتحان لینے مین نہایت سخت اُنکا خیال ہے کہ جب اوّل درجہ کا متبحر ہو اُسوقت سند دینی چاہئے جزئیات و کلیات اصول و فروع سب پر حاوی ہو اور استحضار اعلیٰ درجہ کا ہو تاکہ طالب العلم کو درس دینے مین یہ شروح و حواشی و تعلقات کا محتاج نہو اکثر عرب مین علمائے یکفنی ہوتے ہین اگرچہ وہ پڑہتے تو سب فن ہین مگر تکمیل علم کے بعد کسی ایک خاص فن کو اختیار کر لیتے ہین جملہ علماء پر افسر ایک شیخ العلماء ہین اُنکا تقرر بھی بہ تجویز و حکم شریف صاحب عمل مین آتا ہے مگر سند اُنکو **حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہٗ** کے حضور سے حسب درخواست شریف صاحب عطا ہوتی ہے اور موقوفی بھی اُنکی شریف صاحب ہی کے حکم سے ہوتی ہے وعلی ہذا القیاس تجویز تقرری و موقوفی نائب الحرم اور اُنکے سب ماتحت و شیخ السادات و خطباء و شیخ الخطباء و موذنین و شیخ الموذنین و ائمہ ہر چہار مذہب و مطوفین ہر چہار مذہب و مطوفین و رمز میان حرم شریف سب کا عزل و نصب شریف صاحب کے ہی ہاتھ مین ہے اور سوائے اُنکے جتنے اکابر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ و طائف و جدہ ہین سب پر شریف صاحب کو تعلق نگرانی حاصل ہے اور اگر اُنمین سے کوئی شخص خلاف مرضی تو اُنمین مجاریہ سلطانی کوئی بات کرے تو شریف

صاحب کو اُنکی نسبت پورا اختیار حاصل ہے جو انتظام مناسب سمجھین وہ کرین خواہ وہ رعایائے سلطانی ہون یا مسافر۔

شریف صاحب کا خدم وحشم

شریف عبداللہ کی شرافت کے زمانہ مین چار سو غلام تھے مگر اب شریف عون صاحب کے پاس قریب تین سو کے ہین تنو غلام تو خوبصورت اور خوش وضع ہین جو اپنی اپنی نوبت پر حاضر خدمت رہتے ہین اور باقی غلام حبشی ہین سیاہ رنگ ہین اور ایسا ہی کچھ تخمینہ جاریات کا ہے مین نے اپنے مطوف صاحب سے دریافت کیا مگر وہ بھی مفصل نہ بتا سکے قصر شرافت مین کسی کو دخل نہین ہے اور طازمین کی تعداد بھی تنو آدمیون سے کم کی نہوگی اور اسپ خاصہ صرف عربی ہین پچاس کے اندر ہونگی یہی گھوڑے ہین جو نجد کی عمدہ قسمین ہین انمین سے کچھ گھوڑے تو وہ ہین جو سلطان خلد اللہ ملکہ نے خلعت کے ساتھ بھیجے ہین جس سال مین حاضر ہوا تھا ایک سبزہ گھوڑا خلعت مین آیا تھا مین نے تو ہندوستان مین ایسا گھوڑا نہین دیکھا ہمارے ہان جو چیتر کا میلہ ہوتا ہے اُسمین ہر سال ہزارون گھوڑے آتے ہین اس شان وشوکت کا تو کوئی گھوڑا نظر سے نہین گذرا ہمارے پٹنہ کے رئیس شاہ لیاقت علی ہین انکو شریف صاحب نے اپنے اصطبل کا ایک بوڑھا مرل گھوڑا دیدیا بمبئی کے سوداگر اُسکی قیمت تین ہزار روپیہ دیتے تھے انکے بڑے بھائی شریف عبداللہ انکا مادری واسطہ اہل نجد سے تھا وہ گھوڑے کے بڑے شوقین تھے اُنکے ایک گھوڑے کی قیمت دس ہزار روپیہ لگائے اُنھون نے انکار کیا انکا بھی وہی واسطہ ہے انکے گھوڑے بھی وہین سے آتے ہین مگر یہ ویسے شوقین نہین ہین خچر جو گھوڑون سے قد وقامت مین کم نہین اور انمین سے بھی ہر ایک کی قیمت ہزار ریال سے کم نہین پچاس ہونگے ہمارا نکا قد وقامت بھی یابو کے برابر ہوتا ہے اور رفتار ان کی بھی نہایت تیز ہوتی ہے خچر کی اور انکی رفتار مین بہت تھوڑا سا فرق ہوتا ہے مگر دوڑ

مین دونون برابر ہی رہتے ہین انکی قیمت بھی پانچسو ریال سے کم نہین ہوتی یہ بھی ایک مناسب تعداد مین ہین **سانڈنی** سیاہ - سرخ - سفید رنگ کی کہ جو عجائبات سے سمجھی جاتی ہین دوسو ہونگی ایک ایک کی قیمت پانچ پانچسو پیہ تک کی ہے **شتران** باربرداری اُنکا اندازہ نہین معلوم جب شریف صاحب کسی نافرمان قوم پر تاخت کرتے ہین تو عربی گھوڑونپر خود اور اُنکے عزیز واقارب ہوتے ہین اور سانڈنیون اور خچرون اور گدہونپر اُنکے ملازم سوار ہوتے ہین اور اِسقدر جلد جاتے ہین کہ سوسو کوس ایک ہی دن مین پہنچتے ہین اور جو ایک ہزار فوج سانڈنی سوارون کی ہے ہر وقت آستانے پر حاضر رہتی ہے وہ برابر ساتھ جاتی ہے وہان سانڈنیان زمین پر ہمیشہ چڑھی رہتی ہین اور بہت دُور دم ہوتی ہین -

شریف صاحب کی خوش اخلاقی

کوئی غیر ملک کا آدمی اگر اُنسے ملتا ہے تو اُس سے بکمال خوش اخلاقی مصافحہ کرتے ہین اور ترجمان کی وساطت سے اُس سے باتین کرتے ہین اور اگر وہ عربی جانتا ہے تو ضرورت ترجمان کی نہین ہے اور چائے قہوہ جس سے اُسے رغبت ہو وہان کے دستور کے موافق اُسکے سامنے پیش کرتے ہین ؎

سید ہمان بود کہ ہوید اشود از و خلقِ محمدیؐ کرمِ مرتضےٰ علیؑ

ذکر پاشا صاحب وتنخواہ وفوج

پاشا ترکی زبان کا لفظ ہے اور یہ افسران فوج کے واسطے اعزازی لقب ہے اور جنرل سے کم درجے کیواسطے یہ لفظ نہین ہے **کپتان** کو یاور کے لفظ سے منسوب کرتے ہین ایک کپتان جو حضرت سلطان خلد اللہ ملکہ کا فوجی نگہبان جسے انگریزی زبان مین اڈیکانگ کہتے ہین حج کو آیا مطوف صاحب سے معلوم ہوا کہ یہ یاور کے لقب سے ملقب

ہے اور عمدہ کپتانی کا رکھتا ہے بہت سادہ لباس سے تھا اور نہایت کم سخن اس کا
شغذف میرے شغذف کے آگے تھا چودہ روز تک ساتھ رہا کبھی ہمکلام ہوا
کی نوبت نہ آئی اُسکے ساتھ رومیلی کا ایک ارنوط جو سپاہی کے عہدہ مین تھا اُس
سے مجمہ سے باتین ترجمان کے ذریعہ سے ہوتی تھین وہ جنگ پلونا مین شریک
تھا وہان کے واقعات مفصل بیان کرتا تھا الغرض پاشا اعزازی لفظ ہے افسر کے
نام کے ساتھ یہ ضم کیا جاتا ہے نہ عہدے کے ساتھ مکہ معظمہ مین جو پاشا آتا ہے اصلی
عہدہ اُسکا مشیر اور وزیر سلطان المکرم کا ہوتا ہے جیساکہ اس فرمان کے مضمون سے
ظاہر ہے اور جسوقت یہ فرمان آتا ہے تو در دولت خانہ کعبہ کا کھولا جاتا ہے اور اکابر مکہ معظمہ اور خود
شریف صاحب اور اُنکے عزیز و اقارب بیت اللہ کے دروازے کے سامنے کھڑے ہوکر
اس پاشا کیواسطے دعا کرتے ہین۔ اور ایک عمدہ فرش چاہ زمزم کے متصل بیت اللہ کے
دروازے کے مقابلہ مین بچھایا جاتا ہے کہ اُسپر وہ بیٹھتے ہین اور ایک ممبر چوبی قدآدم رکھا جاتا ہے
ائمہ حرم شریف مین سے ایک امام اُسپر کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتا ہے جسمین خلاصہ مضمون اُس
فرمان سلطانی کا ہوتا ہے اور اس پاشا اور شریف صاحب اور سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کیواسطے
دعا مانگی جاتی ہے اور اسکا لقب والئے مکہ ہے۔

ترجمہ فرمان سلطانی جو ترکی زبان مین ہوتا ہے

یہ فلان پاشا ہمارا مشیر اور وزیر ہے اُمور متعلقہ بلاد حجاز و ما یتعلق بہا شریف صاحب کے
مشورہ سے فیصلہ کریگا اور یہ شیخ الحرم بھی ہے جو امور جدید متعلقہ حرم شریف ہونگے وہ شریف
صاحب کے بمنظوری باب عالی انجام کیا کرے گا اور جو معمولی ہین وہ اُس کے اختیار سے
انجام ہوتے رہین گے اور اس کو لایق ہے اور فہمایش کیگئی ہے کہ رعیت پر بہت مہربانی رکھے
اور کمال رافت اور محبت کا برتاؤ کرے وغیر ذالک اور ایک شریف کی تقرری کا بھی اُن کے

ساتھ آتا ہے اُسکی نقل بھی اِس مقام پر مناسب معلوم ہوتی ہے شریف صاحب کے مدارج اور اختیارات تو اوپر بیان ہو چکے صرف اونکا فرمان یہان لکھا جاتا ہے۔

ترجمہ فرمان سلطانی نسبت شریف صاحب

یہ فلان شریف ہمارے وزیر فلان درجے کے ہین (یعنی دولت عثمانیہ مین نشانات کہ وہ چاندی اور سونے کے بنے ہوئے مکلل بہ جواہر ہوتے ہین وہ چند درجے ہوتے ہین جس رتبہ کا ذی رتبہ ہے اُسی رتبہ کا اُس کو نشان دیا جاتا ہے اُس نشان کا درجہ معہ نام رتبہ اِس فرمان مین درج ہوتا ہے اور حملہ بھی ہوتا ہے کہ یہ شریف باجمیع اختیارات مُلک حجاز کیواسطے تجویز کیا گیا ہے) تم سب لوگ اسکی پوری اطاعت کرو اور درصورت سرکشی سزائے سنگین ہوگی اور اِس شریف کو سمجھا دیا گیا ہے کہ تم لوگونپر نہایت مہربانی اور لطف سے حکومت کرے اور کسی قسم کی زیادتی اور ظلم نہ کرے اور شریف اور پاشا کو لازم ہے کہ آپسمین دوستی اور موافقت رکھین اور ایک دوسرے کی مخالفت نہ کرین اور پاشا امور عظام مین شریف کے مشورے سے عملدرآمد کرے گا اور شہر مین حکومت اور حرم کے معاملاتمین تعلق پاشا کا ہی۔

پاشا کی تنخواہ

ہر پاشا کا ایک رتبہ جدا ہے اور وہ چار درجہ سے زیادہ نہین پس ہر پاشا کی تنخواہ اِسکے رتبہ کے موافق ہے اور انتہا درجہ کی ترقی لاکھ قرش نقرہ ماہوار ہے جسکی مقدار سکہ مروجہ ہندوستان سے بارہ ہزار پانچسو روپیہ ہوئے اور یہی تنخواہ شریف مستقل کی بھی ہے اور جو عایتین کہ شریف صاحب کے ساتھ ہین وہی اسکے ساتھ ہین اور اکیس ۲۱ توپون کی سلامی بھی ہے اور ہر سال حج کے قبل ایک بیش بہا خلعت بھی پیشگاہ سلطان المعظم سے آتا ہے جو فوج کہ مکہ معظمہ کے پاشا کی ماتحت ہے اُسکی تفصیل یہ ہے خاص مکہ معظمہ مین چند

پلٹنین ہین اور سواروں کے رسالے اور اسپی توپخانے ہین اور چار قلعے سلطانی اندر شہر مکہ معظمہ
کے ہین انمین ایک قلعہ بہت بڑا ہے اور اسی کے ایک گوشہ مین ایک بہت وسیع تحبس
ہے اور تین قلعے اوسط درجے کے ہین اور تین حوالاتین ہین جو ہر ایک اوسط درجے کے
قلعہ مین واقع ہین اور محبس اور تینون حوالاتونپر ایک ایک افسر ترکی بطور داروغے کے رہتا ہے
اور ہر ایک قلعہ مین توپین اپنے اپنے موقعونپر لگی ہین قیام ان سب فوجون کا برائے نام
قلعجات مین ہے مگر ہمیشہ خیمہ جات مین رہتی ہین اور برابر کوہستان اور میدان مکہ معظمہ مین
اسکو چند حصہ کرکے پھرایا جاتا ہے اور پاشا بذات خود روزانہ ان فوجون کا جائزہ لیتا ہے اور
قواعد ہر ایک کی ہر مقام پر جاکر ملاحظہ کرتا ہے **جدہ** مین پاشا ایک نائب معہ توپخانہ اور فوج
کے اُس قلعہ مین رہتا ہے جو سمندر کے کنارے ہے علاوہ اسکے دو جہاز جنگی فوج اور عدہ
آلات حرب سے ہمیشہ جدہ شریف مین قلعہ مذکور کے سامنے موجود رہتے ہین اور مدام بحر عرب
کا گشت کیا کرتے ہین **طائف** مین ایک نائب پاشا کامع توپخانہ اور فوج کے قلعہ مین رہتا ہے
اور سات مہینے ایام گرما مین مکہ معظمہ مین فوج بھی وہین جاکر رہتی ہے **بندر رابق** جو مکہ معظمہ
سے براہ خشکی چار منزل اثنائے راہ مدینہ منورہ مین واقع ہے اور سمندر کے کنارے پر
ہے وہان بھی ایک قلعہ بنا ہوا ہے ایک ترکی افسر معہ توپخانہ و فوج کے رہتا ہے
بندر ینبوع جو مدینہ منورہ سے براہ خشکی چار منزل ہے وہان بھی ایک قلعہ ہے اور ایک
ترکی افسر معہ توپخانہ و فوج رہتا ہے اور ان دونون بندرونپر وہ دونون جہاز جو بحر عرب کا
گشت کرتے ہین اسکی نگرانی کیا کرتے ہین مدینہ منورہ مین دو پاشا ہین ایک بہ لقب شیخ الحرم
اور دوسرا منتظم شہر وہ بھی مع فوج موجودہ مکہ معظمہ کے پاشا کے ماتحت ہین اور جو فوجین مقامات
صنعا تخت گاہ قدیم یمن اور دیار اشیر و ہدیدہ واقع ملک یمن یہ بھی **مکہ معظمہ کے پاشا** کے
ماتحت ہین اور تینون مقام جدہ سے براہ دریا بہت نزدیک ہین ان مقامونمین مکہ معظمہ سے
بہت جلد فوج پہنچ سکتی ہے الغرض اس **پاشا** کے تحت حکم **چالیس ہزار فوج** ہے

ترکی زبانمین سپاہی کو **نظام** کہتے ہین اگر وہ پلٹن کا سپاہی ہے تو نظام کہلائے گا اور اگر رسالہ کا سپاہی ہے تو نظام سوار کہا جائے گا۔

افسرون کے القاب اور ماتحتونکی تعداد

نمبر	نام عہدہ	تعداد ماتحت
۱	اسباشی	دس سپاہیون کا افسر ہوتا ہے۔
۲	باس چاوش	پچیس سپاہیو پر یہ دو افسر ہوتے ہین مگر درجہ باس چاوش کا نسبت چاوش کے اعلیٰ ہے اسواسطے کہ یہہ تحریر کا بہی کام کرتا ہے۔
۳	چاوش	
۴	میر لازم	پچاس سپاہیو پر افسر ہوتا ہے۔
۵	یوز باشی	سو سپاہیو پر افسر ہوتا ہے۔
۶	قولاغاشی	پانچسو سپاہی پر افسر ہوتا ہے ایک دہنی طرف اور دوسرا بائین طرف
۷	قولاغاشی	
۸	بین باشی	ایکہزار سپاہی پر افسر ہوتا ہے۔
۹	میر الائی	تین ہزار پر افسر ہوتا ہے۔
۱۰	لیوا	پانچہزار سپاہیو پر افسر ہوتا ہے۔
۱۱	فریق	دسہزار پر افسر ہوتا ہے۔
۱۲	پاشا	تینتیس ۳۳ ہزار سپاہیونکا افسر ہوتا ہے۔ اور اس تعداد کو زبان ترکی مین اردی کہتے ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مکان مولد حضرت خیر البشر سرور انبیا سیدنا و مولینا محمد مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

لمؤلفہ

جو تاجِ سرِ عرش بریں ہے یہ زمین ہے — اللہ کی رحمت کا نزول اتو ہین ہے
پیدا ہوا اللہ کا محبوب اسی گھر مین — اے عاشقو عشاق کی مسجد تو ہین ہے
پھرتا تھا اسی مین وہ مہ اوج رسالت — سب محل جو اب ہے یہان گرد نہین ہے
دیکھے اسے جو دیدۂ دل سے وہی جانے — سجدے کرے طور اسکو وہ روشن یہ زمین ہے
حضرت کا اسی ارض مقدس مین گزارا — ایسی متبرک کوئی دنیا مین زمین ہے
حاصل ہوئی کعبہ کو یہ عظمت اسی گھر سے — طیبہ مین اب اس قصر معلی کا مکین ہے
کیونکر تنِ مردہ مرا پھرتا ہے زمین پر — اکبر مرا قالب ہے یہان قلب وہین ہے

یہ **مکان مبارک** خاص حضور کی پیدائش کا مکان ہے بارہ بارہ گز کے مربع مین بطور کمرہ واقع ہے اور تین طرف کی دیوارون مین تین تین محرابین بطور دروازون کے ایک ایک گز چوڑی بنی ہوئی ہین اور سمت چہارم دروازہ آمد رفت کا ہے اسکے بھی دونون طرف دو محرابین بنی ہوئی ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پیدائش اس مکان کے تیسرے حصہ مین ہے گرد اس کے کٹہرا لگا ہوا ہے اور اسکے اوپر قبہ ہے اور مکان مبارک بیت اللہ سے تخمیناً پانچسو قدم کے فاصلہ پر ہے اور بارہ ربیع الاول کو ایک محفل شریف صاحب اور سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی طرف سے پاشا صاحب کے اہتمام سے یہان ہوتی ہے اور طعام بیشمار آدمیون کو تقسیم ہوتا ہے اور مردمان شہر اور حجاج بھی محفل میلاد شریف مین جا کر کرتے ہین اپنی تو یہ حالت ہوگئی ہے کہ جہان کہین محفل میلاد شریف ہوتی ہے تا ختم میلاد مبارک وہی مکان مبارک آنکھون مین پھرا کرتا ہے الحمد للہ علی احسانہ

مکان حضرت خاتون قیامت

علیہا السلام

یہ مکان جنت نشان والان در والان ہے اور بازو مین دونون والانون کی دو کوٹھریون کی جگہہ پر ایک لمبا کمرہ ہے جسکی آمدورفت کا دروازہ بیرونی والان مین ہے اور اُس کمرہ کے بیچمین حضرت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا علیہا السلام کے پیدا ہونے کا مقام ہے اور اُس کے چارون طرف کٹیرا لگا ہوا ہے اور اُس کے اوپر گنبد ہے اور اُسی کمرہ کے چوڑاؤ مین دیوار کے متصل آسیائے فاطمی ہے جو نہایت گران وزن ہے لیکن اُسکا اوپر کا پاٹ نہین ہے لوگ ایسا بیان کرتے ہین کہ کوئی شخص کسی طرح اسکو لے گیا اور وہ آسیائے مبارک زمین سے اتنی بلند ہے کہ کھڑے ہوکر اسے گردش دیجاتی ہوگی اور پتھر اُسکا سیاہ ہے اور چکنا کثرت سے چونکہ لوگ اُسپر ہاتھہ پھیر کر آنکھون سے لگاتے ہین اسی وجہ سے وہ پتھر چکنا ہوگیا ہے یہ مکان حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبرے علیہا السلام کا ہے حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم اسی مین تشریف رکھتے تھے اور یہ مکان حضرت کے مکان سیلاد سے قریب ہے۔

مکان پیدائش حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ

یہ مکان نورانی بھی بطور والان در والان ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت یہی قطعہ لوگون کو مرغوب تھی اور یہ وجہہ بھی سمجھہ مین آتی ہے مکہ معظمہ مین گرمی زیادہ پڑتی ہے اور دھوپ والان والا مکان ٹھنڈا ہوا کرتا ہے اسلئے مکہ معظمہ مین عام طور پر مکانون کی یہی قطعہ تھی دونون والان بہت طویل وعریض ہین اندر کے والان کی بلندی مین ایک گوشہ مین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی پیدائش کی جگہہ ہے اور چارون طرف اُسکے کٹیرا لگا ہوا ہے اور یہ تینون مکان شریف صاحب کے مکان کے پاس مکان ہتراج یعنی نیلام خانہ کے متصل واقع ہین۔

دکان بزازہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

یہ دو کان ان تینون مکانات متبرکہ اور بیت اللہ شریف کے بیچمین واقع ہے دونون طرف کے جوار ایک سے ایک ہین اور یہ دکان ایک دالان کی صورت مین ہے اور اُسکے بازو مین ایک ایک در وسیع ہے اور آیات قرآنی جابجا دیوار و نیز آب زر سے لکھی ہین۔

مکان پیدائش حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ

یہ مکان بیت اللہ شریف سے ایک میل کے فاصلہ پر محلہ مسفلہ مین واقع ہے وہ مکانات بیت اللہ شریف سے بجانب مشرق ہین اور یہ مکان بیت اللہ شریف سے بجانب مغرب ہے اس مکان کے دو احاطہ ہین اول احاطہ مین تو صرف میدان ہے اور اندر کے احاطہ مین آپ کی ولادت کا مکان ہے مربع ہے تخمیناً دس دس گز طول و عرض ہے گرد اُسکے کٹڑا ہے اور اوپر اُسکے قبہ ہے اور آگے اُس مکان کے وسیع چبوترہ ہے اور چبوترہ کے نیچے چمن ہے اور چمن کے گرد اور مکانات ہین اُس اصلی مکان کے متعلق یہ پانچون مکانات موصوفہ کی تعمیر پختہ ہے پتھر اور چونہ کی نہایت مضبوط اور خوشنما اور ہر ایک مکانمین فرشی استبولی قالین کا بچھا ہوا ہے اور سب مکانونمین روشنی کا عمدہ سامان جہاز فانوس وغیرہ موجود ہین سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی طرف سے خدام نوکر ہین وہ ان مکانات متبرکہ کو پاک و صاف رکھتے ہین اور سب اتمام روشنی وغیرہ کا اُنکے متعلق ہے۔

مکان حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

یہ مکان مبارک ایک پہاڑ پر واقع ہے اور اُس پہاڑ کا نام جبل عمر ہے یہ پہاڑ بیت اللہ شریف سے نصف میل ہے بجانب غرب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مکان کے محاذی بلندی اُسکی قریب ایک میل کے ہے وہان کوئی مکان آپ کی سکونت کا بنا ہوا موجود نہین ہے صرف ایک چبوترہ بنا ہوا ہے جو مربع ہے اور اُسکے وسط مین

آپ کی پیدائش کی جگہ ہے اس کوہ کے دامن مین جو آبادی ہے اُس محلہ کا نام جبل عمر ہے۔

جنّت المعلےٰ

یہ مقبرہ مکہ معظمہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر ہے وہ احاطہ دیوار پختہ کے ہے مین جنکے آمنے سامنے دروازہ ہین اور اُنکے بیچمین سڑک واقع ہے دو تین کوس کے گرد مین بنے ہوئے ہین اسمین مزارات نامی یہ ہین۔ قبہ حضرت بی بی آمنہ والدہ ماجدہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم قبہ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ حضرت بی بی اسما بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما قبہ حضرت عبدالرحمن ابن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما قبہ حضرت عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما۔ قبہ محمود شبلی رحمۃ اللہ علیہ۔ مزار حضرت سید ادریس رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ بزرگ اولیائے یمن سے ہین۔ دو پختہ قبرین وہ ہین کہ دو صاحب باہم نہایت سچے دوست تھے ایک ہی دن دونون نے انتقال فرمایا لہذا یہ دونون قبرین ایک دوسرے کے پہلو مین واقع ہین۔

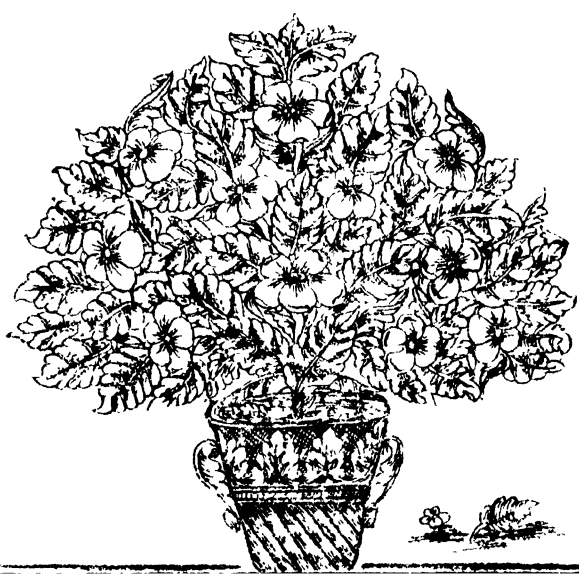

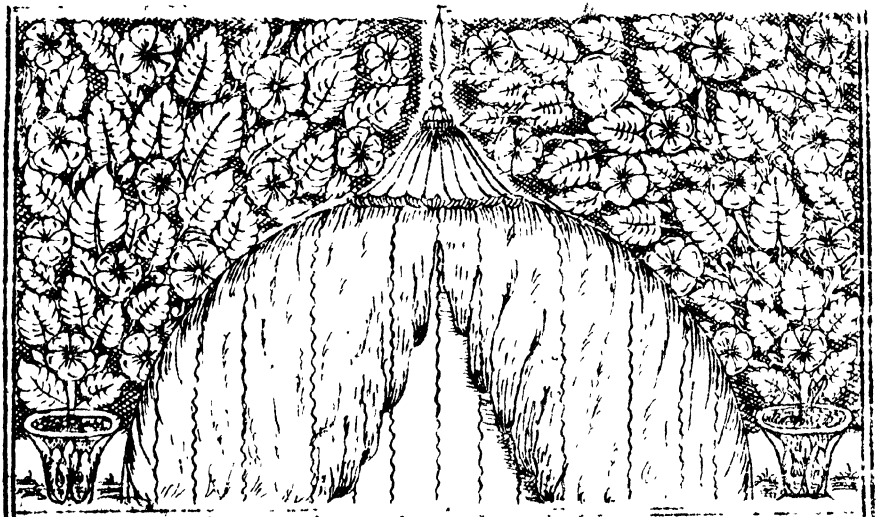

باب چہارم در فضایل مدینۃ الرسول زاد اللہ تشریفاً و تعظیماً

جابرؓ = اِنَّمَا الْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَہَا وَتُنْصِعُ طَیِّبَہَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ط

اسی حجاز کے ملک میں مدینہ منورہ قدیم دارالسلطنت عرب واقع ہے بعد مکہ معظمہ کے مسلمانوں کے لئے مدینہ طیبہ سے زیادہ کوئی متبرک مقام نہیں ہے کیونکہ حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہیں ہجرت فرمائی تھی اور یہیں سے اشاعت دین اسلام ہوئی اور یہیں حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی مکہ کیطرح مدینہ کے آس پاس بھی محض ریگستان ہے جسمیں مطلق اشیائے خوردنی پیدا نہیں ہوتیں اور اہل مدینہ ما یحتاج کو ینبع سے منگاتے ہیں جو مثل جدے کے بحر احمر پر واقع ہے اور بندرگاہ مدینہ منورہ ہے زاد اللہ تشریفاً و تعظیماً۔

وہی شیخ مورخ لکھتا ہے کہ حجاج اسلام کی حسن عقیدت کیوجہ سے مدینہ بھی نہایت

پر تکلف شہر بن گیا ہے مکانات ترشے ہوئے پتھرون کے اور اکثر دو منزلے ہین
شوارع مین پتھر کا فرش اور شہر کے گرد اونچی فصیل ہے باستثنائے مسجد نبوی جہان حضرت
رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وعظ فرماتے تھے اور اب جہان اسوقت
آپکا مزار ہے کوئی اور قدیم عمارت مدینہ مین نہین ہے لیکن یہی ایک عمارت مدینے کے
اعزاز و اکرام کے لئے کافی ہے اور اسی ایک عمارت کیوجہ سے حجاج کی نظر مین مدینہ بھی
اُسی قدر مقدس اور متبرک ہے جیسے مکہ اب مین عرض کرتا ہون ؎

صبا بسوئے مدینہ رو کن ازین دعا گو سلام برجوانا — صلوٰۃ ربی بروح پاک جناب خیر الانام برخوان
حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضا دیکھو — کعبہ تو دیکھہ چکے کعبہ کا کعبا دیکھو

لولفہ غزل

قبۂ سبز مدینہ اُتر آیا دل مین — کھنچ گیا روضۂ محبوب کا نقشا دل مین
جالیون کے مری آنکھون مین کھنچی ہین نقشے — پردۂ سبز کا اُڑتا ہے پھریرا دل مین
جب تصور مین پہنچتا ہون مین روضہ کی قریب — بی مع اللہ کا نظر آتا ہے جلوا دل مین
ہی تو چھوٹا سا یہ گھر طور کا قبلہ ہے مگر — ہمنے جب دیکھا تو روشن ہی ثریا دل مین
سبز رنگت مری دل کی نظر آتی ہی مجھے — پڑ گیا روضۂ محبوب کا پردا دل مین
ایکساعت کے لئے آئین یہان بھی یہ قدم — فرش آنکھونکا بچھائے شہ والا دل مین
نظر آتا ہے ہمین آئین کوئی روزن سا — یا خدا ہو یہ مدینہ ہی کا غرفا دل مین
اپنے اعمال مین ہیں وہ تو سب باہر ہین — ہی تو ہے تیری شفاعت کا بھروسا دل مین
للہ الحمد یہان بس گئے حضرت آکر — آنکھین جب بند ہوئین آپ کو دیکھا دل مین
آنکھون سے اور دہاتک ہی ایک نور ہی نور — اُتر آیا ہے کوئی چاند کا ٹکڑا دل مین

مطلع

جلوہ فرما ہے وہی گنبد خضرا دل مین — ساتھ ہر وقت ہے میرے ترا روضا دل مین

آنکھونکی راہ سے جاری ہی جو یہ سیل سرشک — جوش زن آپکی اُلفت کا ہی دریا دل مین
ہے کوئی پردہ نشین آہ مین ضرور ای اکبر — نظر آتا ہے ہمین نور کا پرتو دل مین

مدینہ طیبہ زادہ اللہ تشریفاً وتعظیماً

کثرت اسماء بزرگی دلیل روشن ہوا کرتی ہے نامونکی بہتایت مسمے کی عظمت و شان کی شرافت پر گواہی دیتی ہے جیسے کہ کثرت اسماء سے اللہ عزوجل کی عظمت کا پتا لگتا ہے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے گرامی مرتبہ ہونے کی دلیل ہی خصوصاً اُسوقت کہ جب اُن اسمائے مبارکہ کا ماخذ عمدہ عمدہ الفاظ ہون الحمد للہ علی احسانہ کہ آج سوائے مدینہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دنیا مین کسی اور شہر کو یہ بزرگی حاصل نہین ہے بعض علماء ربانی نے اسکی اچھی طرح جستجو کی ہے کسی نے ایکسو اور کسی نے اس سے بھی زیادہ اسمائے گرامی مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم دریافت کئے ہین بخوف طوالت مین کچھ تھوڑے اسمار کتاب مستطاب جذب القلوب الی دیار المحبوب سے اسمین نقل کرتا ہون مبتدیاً باسمہ العظیم

یہ وہ اسماء مبارک ہین کہ جو حضرت سید کائنات کو مرغوب ہین اور منصوص ہین حضرت کی حدیث کرامت آیات سے طابہ بتخفیف بائے موحدہ طیبہ بسکون مثناۃ تحتیہ طیبہ بتشدید تحتیہ۔ حضرت شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہین بلکہ جملہ مشتقات اس مادہ کے داخل اسمائے مبارک ہین اور اطلاق ان اسمار کا طہارت کی وجہ سے ہے شرک کی نجاستون سے۔ اور یہ مبارک اسماء سلیم طبیعتون کے موافق ہین تنبیہ یہ جملہ جو شیخ نے لکھا ہے غالباً سجانب اللہ اُنکی زبان پر آگیا پروردگار تعالے شانہ کو تو معلوم ہی تہا کہ ایک جماعت آیندہ کو ایسی بھی پیدا ہونے والی ہے کہ جو حج کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت سے انکار کرے گی اور اس بلدہ متبرکہ کی بزرگیون سے اُسے انکار ہوگا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہین

کہ اُس بلدہ متبرکہ کی ہوا ہی معطر نہین ہے بلکہ وہان کے در و دیوار سے وہ خوشبو آتی ہے کہ عشاق کا دماغ جان معطر ہو جاتا ہے ؎

بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا　　فما المسک والکافور والمصطل الرطب

وہی عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ حضرت شبلی قدس سرہ جو اولیاء عالیمقام سے ہین کہتے ہین کہ خاک مدینہ مین ایک خاص خوشبو ہی جو کسی مشک یا عنبر یا عنبر اور نجر مین نہین ہی اگرچہ یہ بہت تعجب انگیز بات ہی مگر حقیقت مین کوئی تعجب نہین ہی مشام ارادت چاہیے جس جگہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے انفاس طیبہ پہنچے ہون وہان مشک و عنبر کی کیا حقیقت ہی ؎

دران زمین کہ نسیمے وزد ز طرۂ دوست　　بہ بای دم زدن ناقہای تاتاری

اسی طرح سب خوشبوئین اس بلدہ طیبہ کی خاص خوشبو کہتی ہین جو کسی جگہ نہین پائی جاتین جنھون نے کلاب یا لکاحشا کی نسبت سنی ہے وہ سمجھ گئے ہونگے ؎

ز نسیم جان فزایت تن مردہ زندہ گردد　　ز کدام باغی اے گل کہ چنین خوشست بویت

حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُسَمِّیَ الْمَدِیْنَۃَ طَابَۃَ

ترجمہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حکم کیا پروردگار عالم جل جلالہ نے مجھکو کہ مدینہ کا نام طابہ رکھون اور وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ نام مدینہ طیبہ کا توریت مین طابہ اور طیبہ اور طیبہ ہے اور مذہب حضرت امام مالک رضی اللہ تعالے عنہ کا یہ ہے کہ جو شخص مدینہ طیبہ کی زمین کو عدم طیب سے نسبت کرے یا اُسکی ہوا کو ناخوش کہے اُسپر تعزیر واجب ہوتی ہے اور اُسکو قید کرین کہ وہ اپنے اس قول سے توبہ صحیح کرے حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ظہور ولادت کے زمانے سے پہلے مدینہ طیبہ کو یثرب یا اثرب مسجد کے وزن پر کہا کرتے تھے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بحکم خدا اسکا نام طابہ اور طیبہ رکھا زاد اللہ تشریفا وتعظیما۔

روایت ہے کہ اولاد نوح علیہ السلام مین سے ایک شخص تھا کہ جسکا نام یثرب تھا جب اولاد نوح علی نبینا وعلیہ السلام مین تفرقہ واقع ہوا تو وہ یہان آکر بسا اُسنے

اس بقعہ متبرکہ کو اپنے نام پر موسوم کیا **علما** رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا اس امر مین اختلاف ہے
یثرب مدینہ طیبہ کا نام ہے یا اُس کے اُس ناحیہ کا نام ہے کہ جو پورب کی طرف
جبل اُحد کی سمت واقع ہے جسمین نہرین فراوانی کے ساتھ ہین اور نخلستان بیشمار ہین
اور اکثر علما نے اس قول کو ترجیح دی ہے **ابن زبالہ** جو حضرت امام **مالک** رحمۃ اللہ
علیہ کے اصحاب مین سے ایک شخص ہے اور سرحلقہ سوتر خان مدینہ منورہ سمجھا جاتا ہے
وہ اور اُسکے سوا اور بھی بعض علما نے روایت کی ہے کہ مدینہ طیبہ کو اب یثرب نکہین اور تاریخ
بخاری مین ایک حدیث روایت کی گئی ہے کہ جو شخص ایکبار یثرب کہے تو اسکے کفارہ مین
دس بار مدینہ کہے اور امام **احمد** اور **ابویعلی** نے روایت کی ہے کہ جو شخص مدینہ کو یثرب کہے
اُسکو لازم ہے کہ استغفار کرے کہ نام اُسکا طابہ ہے اور رشل اسکے اور روایتین بھی ہین اور وجہ
کراہیت کی اُسکا اشتقاق ہے کہ ثرب کے معنی فساد کے ہین یا تثریب کہ اُسکے معنی سواخذہ
اور عقاب کے ہین یا یہ وجہ ہے کہ یثرب کا نام ایک کافر کا تھا اور یہ مکان شریف کہ ساحت
عزت اسکا غبار شرک اور کفر سے منزہ اور مبرا ہے لہذا مناسب نہ معلوم ہوا کہ حضرتؐ کے
تشریف لانیکے بعد بھی اُسی سابق نام سے پکارا جائے انوار رسالت نے کفرہ فجرہ کے
دلون کو نور ایمان سے روشن کیا اور کینہ وحسد سے پاک وصاف کردیا سیکڑون طرح
کی بلائین جو قوم قریش پر پڑین تھین دور ہوگئین فاران کے پہاڑون کی چوٹیان نورانی
ہوگئین دو ودام وحش وطیر مین اُنس کا مادہ پیدا ہوگیا تو مدینہ یا سکینہ جس بقعہ متبرکہ کو
پروردگار تعالے شانہ نے اپنے حبیب کی ہجرت اور آرام گاہ کے لئے دنیا بھر مین منتخب
کیا تھا کیون خلعت تشریف اور عزت القاب سے مشرف نہ کیا جائے اور قرآن پاک مین
جو واقع ہوا ہے کہ یا اہل یثرب لامقام لکم - یہ منافقون کی زبان سے ہے جسکی نقل قرآن
پاک مین کی گئی ہے اور جو بعض حدیث مین یثرب واقع ہوا ہے وہ اس نہی کے بعد کی
حدیث ہے ایسا ہی کہا ہے محققین نے واللہ اعلم بالصواب اور منجملہ اسمائے مبارک

بقعہ منورہ کے ارض اللہ اور ارض الہجرت بھی ہے اللہ تعالے شانہ ارشاد فرماتا
ہے الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا کیا صحیح اطلاق ان دونون اسمائی مبارک
کا ہے اور اکالۃ البلدان و اکالۃ القریٰ بھی دو نام اس بقعہ متبرکہ کے
ہین اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اُسکو تسلط حاصل ہے جمیع امصار و دیار پر اور اُس کے حکم کو
غلبہ ہے جمیع اقطار اور اغتنام غنایم اور ارتفاع خزائن پر اور بعض علماء نے اس معنی کو غلبہ
فضل اور عظمت رتبہ پر قیاس کیا ہے یعنی فضائل اُسکے عظمت فضل کے سامنے مضمحل اور
متواری ہین جیسا کہ مکہ مکرمہ کو اُم القریٰ کہتے ہین اُسکی عرافت اور اصالت کے اعتبار سے
کہ جو اُسے تمام شہر و پر حاصل ہے علماء نے کہا ہے کہ مضمون اکالۃ القریٰ بہ نسبت
اُم القریٰ ابلغ اور اکمل ہے اسلئے اُمومیت محو اور اضمحلال کی مقتضی نہین ہے فقط ثبوت
اصالت اُس سے پایا جاتا ہے بخلاف اکل کہ اُس کے واسطے اضمحلال اور متواری ہونا
لازم ہے کیونکہ اکل کے معنی کھانے کے ہین اور ایک نام اس مکان عظیم الشان کا ایمان
ہے کلام اللہ شریف مین واقع ہے والذین تبوؤا الدار والایمان یہ آیت انصار کی
شان اور ثنا مین وارد ہے کہ یہ اُس بلدہ مطہرہ کے رہنے والے ہین کہ جو مرجع اور مآل
ایمان کا ہے اور مظہر و مظہر احکام ایمان کا یہی بلدہ مکرمہ ہے در آبدار و گوہر شاہوار
ولال شب چراغ کے ڈھیر کے ڈھیر اور موتیون کے دریا کے دریا اس روایت
پر نثار روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کے فرشتہ نے جو القا اور الہام ارباب
ایقان کے دل پر کرتا ہے اُسنے کہا کہ مین مدینہ طیبہ کی سکونت اختیار کرون اور ہرگز
اُس سے باہر نجاون حیا کے فرشتے نے بھی اُسکے ساتھ عقد موافقت باندھا
کہ مین بھی تیرے ہی ساتھ ہون تا قیامت تجھ سے جدا نہونگا لہذا یہ دونون پاک
صفتین مدینہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین آپسمین ملی جلی ہین الحیاء

مع الاحسان بارہ وبرہ۔ کہ معنی پر وخیر پر دلالت کرتے ہین اس مکان خیریت بنیان کی اسمائے صفات سے مین خیر و برکات کا دریائے ناپیدا کنار اسی زمین متبرکہ سے جاری ہوا ہے بلد کہ لا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ خداوند تبارک و تعالےٰ نے اس بقعہ شریفہ کی قسم کھائی ہے مراد اس بلد سے بقول بعض مفسرین محققین مدینہ منورہ ہے کہ بوجہ نزول و قیام حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حالت حیات و وفات مین محل تکریم اور لباس تشریف اُسے عطا ہوا اور ایک جماعت علماء کا یہ بھی قول ہے کہ مراد بلد سے مکہ معظمہ ہے وہ زمین بھی آپ ہی کے قدوم میمنت لزوم سے اس مرتبہ کو پہنچی اور اس زمین نے بھی آپ ہی کے نعلین کے صدقے مین یہ رتبہ پایا ہے سید دونون مٹھی

لولفہ ؎

مدینہ آپ کا مدفن ہے مکہ آپکا مولد ۔۔۔ یہی دو گھر نوین ہین جو عرش کی روشن ستاری ہین

چونکہ نزول سورۃ البلد کا مکہ معظمہ مین ہے لہذا یہ مرجح ہے کہ بلد سے مکہ مکرمہ مراد ہے واللہ اعلم بالصواب بیت رسول اللہ بھی اسی مقام مبارک کے القاب سی ہے ؎

زہے سعادت آن بندۂ کہ گردد نزول ۔۔۔ گہے بہ بیت خداؤ گہے بہ بیت رسول

جبارہ بتخفیف و جبارہ بہ تشدید بھی اعلام سے اس مقام عزت انتظام کے ہین۔

حدیث شریف لِلْمَدِیْنَةِ عَشَرَةُ اَسْمَاءٍ تعدد روایت سے ثابت ہے اور اوپر کے دو اسمار مبارک پر دلالت کرتی ہے اور تیسرا نام کہ جَبَّارَہ ہے اُسکی نسبت صاحب کتاب النواحی نے توریت سے نقل کیا ہے کہ وجہ تسمیہ جبارہ یہ ہے اُس نے متعران و سرکشان زمانہ کو اپنا مطیع کیا بڑے بڑے بادشاہان اولوالعزم کے نام پر اسی سرزمین مبارک سے فرامین و احکامات جاری ہوئے بڑے بڑے ملک جیسے ایران و روم وغیرہ سب اس کے باج گذار ہوئے مجبورہ بھی اس بقعہ شریفہ کے ناموئین سے ایک نام ہے اس لئے کہ وہ مجبور حکم الٰہی سے حضرت سید الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سکونت کے

باب مین حالت حیات اور حالت وفات مین جزیرۃ العرب بھی نام مبارک
اس زمین نورانی کا ہے اور اسکی موید یہ حدیث شریف ہے اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب
اور اس سے مدینہ مطہرہ ہی مراد ہے اگرچہ بقول بعض دیگر ان تمام ارض حجاز اس حکم مین شامل
ہے مگر مدینہ مطہرہ مخصوص ہے محبہ جلیہ محبوبہ بھی اسمائے مخصوصہ و مرغوبہ سے مدینہ مطہرہ
کے ہین اور حدیث شریف اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ ان اسمائے مبارکہ کی
موید ہے حرم و حرم رسول اللہ بھی تشریف اضافت کے ساتھ اس عرض منورہ کی
القاب سے ہے۔ مسلم کی حدیث مین بھی وارد ہے المدینۃ حرم اور طبرانی کی حدیث مین
واقع ہے حرم ابراھیم مکۃ وحرمی المدینۃ حسنۃ بھی اسم گرامی اس بقعہ شریفہ کا ہے حسن
جسی بسبب کثرت باغات و بساتین اور انہار و آبار و جبال رفیع و فضائے وسیع و قباب
بلند و عمارات دلپسند و مشاہد و مزارات ارجمند و احاطہ نور و رونق حضور و سواد روشن و اماکن
و نواحے دلکشا کے سبب سے ہے اور حسن معنوی حضرت سرور عالم خلاصہ اولاد آدم ختمی مآب سیدنا
و مولانا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے وجود قدس شہود کے سبب سے ہے
حضرت پروردگار تعالے شانہ نے آپکی ذات مبارک اور آپکے آل و اصحاب و اتباع کی
ذات قدس آیات تمام خیر و برکات کو شامل ہے عرف من خالق و وجد من عرف ؎
ذوق این مے نشناسی بخدا تا نہ چشی ؎

ومن مذھبی حب الدیار لاھلھا وللناس فیما یعشقون مذاھب

واللہ باللہ کہ اصل حسن و زیبائی کہ جو حاسہ بصر اور چشم سر سے انسان دیکھہ سکتا ہے
جو اس شہر شریف مین ہے وہ دوسری جگہہ نظر نہین آتی مگر ہان بعض اوقات مقامون مین کہ
جہان یہین کے انوار و برکات نے اپنا پرتو ڈالا ہے جیسے کہ بغداد شریف اجمیر
شریف آستانہ خواجگان کرام یعنے دہلی بے شبہہ وہان بعض اوقات اسی بقعہ متبرکہ
کی ہوائین چلنے لگتی ہین فقیر محمد اکبر ابو العلائی اپنا بارہا کا تجربہ اور مشاہدہ عرض کرتا ہے

اجمیر شریف مین صبح کی نماز کی اذان کے وقت خادم جب آستانہ علیا پر حاضر ہوتا ہے اور اذان کہنے کے بعد دروازہ شریف وا ہوتا ہے تو عجیب معطر ہوا روضہ مبارک سے باہر آتی ہے جسے بے تکلف اور بے تاویل کہہ سکتے ہین کہ روضہ محبوب خدا کی نسیم جان پرور ہے مین نے اور اکابر طریقت سے جو مدتون اس روضہ منورہ کی مجاور رہے ہین ایسا ہی سنا ہے ؎

ہر کجا نور یست تابان باکمال اعتلا　　اصل آن از آفتاب این جمال افتادہ است

خیرہ بہ تشدید خیرہ بتخفیف یہ دونون اسمائے گرامی بھی اسی سرچشمہ خیرات و برکات کے اسمار سے ہین حدیث المدینۃ خیر لھم لو کانوا یعلمون مؤید اس دعوے کی ہے۔ دارالابرار دارالاخیار دارالایمان دارالسنہ دارالاسلام دارالفتح دارالہجرت قبتہ الاسلام یہ اسمائے مبارک اسی زمین نورانی کے اسما ہین اور طاب اور شافیہ بھی اس دیار پر انوار کے نام ہین۔ حدیث مین وارد ہے کہ خاک مدینہ شفا ہے ہر مرض کے لئے حتے کہ جذام اور برص کی بھی اور اور اُس سرزمین کے اثمار سے شفا حاصل کرنے مین بھی حدیث صحیح وارد ہے بعض علماء متقدمین نے کتاب اسمار مدینہ منورہ اور اُسکی تعلیق مین ثابت کیا ہے کہ بخار والو پر اس کی خاک پاک نے اثر صحت دکھایا ہے اور امراض قلب اور علت عصیان کی واسطے تو یہان کی خاک پاک اور آب وہوا خصوصیت ہی رکھتی ہے۔

غزل

جاتی ہی نہین دل سے تمنائے مدینہ　　پھرتا ہی مری آنکھون مین صحرائے مدینہ
قربان مزار شہ والائے مدینہ　　دل خلد کا ہی گنبد خضرائے مدینہ
اک ڈال زمرد کا ہی ترشا ہوا دیکھو　　خوش قطع ہی کیا گنبد خضرائے مدینہ
جنت مین اگر نقص ہی باقی تو یہی ہی　　دلمین ہی بسا گنبد خضرائے مدینہ
اسکے ہی نظارہ سی تو زندہ ہین ابھی تک　　ہی روح خضر گنبد خضرائے مدینہ

مقصود یہی ہی مرا پر فرط ادب سے — لب پر نہین آتا کہ ہون شیدائے مدینہ
دلمین ہی کہ مر کر ہی نہ نکلین گے وہانسے — اب کی ہین تقدیر جو دکھلائے مدینہ
سب دوریان نزدیک ہین دلمین ہی اگر عشق — ہم ہند مین ہین آنکھون مین صحرائے مدینہ
سودا ہو جو سر مین تو مدینہ کے سفر کا — ہو عشق تو عشق شہ والائے مدینہ
کہتے گئے تھے ڈھونڈھنے ہم ہند مین جسکو — تمنا دل ہی مین وہ انجمن آرائے مدینہ
کہتے کیلئے اور جگہ لاؤن کہان سے — اس دلمین تو بستی ہے تمنائے مدینہ
کہتے ہے مرا خانۂ دل کم نہین کعبہ — روشن ہے یہان شمع تجلائے مدینہ

عاصمہ بھی اس دیار مامون کا نام ہے اس سبب سے کہ مہاجرین نے کفار اور مشرکین کی ایذا سے نجات پائی بلکہ جملہ ساکنین اس بلدہ شریفہ کے محفوظ مین آفات و مخافات دنیا و دین سے معصومہ بھی اسم گرامی اسکا ہے بسبب محفوظ رہنے بہ سبب شکر حضرت موسے و داؤد علی نبینا و علیہ السلام کے بعض جبارہ و فراعنہ کے ظلم سے اور زمانہ آخر مین حضرت نبی الرحمۃ سیدنا و مولانا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے وجود مبارک کی برکت کے سبب سے احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالے شانہ مدینہ طیبہ کو محفوظ رکھے گا شر دجال اور فساد طاعون وغیرہ سے انشاء اللہ تعالے غلبہ یہ نام باشوکت اسمائے قدیمہ مدینہ منورہ سے ہے کہ زمانہ جاہلیت مین بھی یہ بلدہ طیبہ اس نام سے پکارا جاتا تھا چنانچہ یثرب اور غلبہ اور قہر اور تسلط اس زمین باشوکت کے نزول اور ورود کا سبب واقع ہوئی ہین جسنے اس زمین باشوکت مین نزول کیا آخر کو بہ صفت غلبہ اور بسبب اشتہار موصوف اور موسوم ہوا یہود عمالقہ پر چڑھ گئے اور غالب ہوئے اوس اور خزرج یہود پر غالب آئے مہاجر اوس اور خزرج یہود پر وکذالک الا ما شاء اللہ اور ایک نام باشدید اسکا فاضحہ بھی ہے کہ بداعتقاد اور بدکار اسمین پوشیدہ نہین رہ سکتے آخر کار انکا فضیحت اور رسوائی ہوگا نعوذ باللہ من غضب اللہ موسمہ بھی ایک نام پاک شہر کا ہے اہل ایمان

کی سکونت کی وجہ سے کہ احکام ایمان کا شیوع اور شعار اسلام کا جاری ہونا اسی مقام متبرکہ سے شروع ہوا ہے پس بقعہ متبرکہ کے ساتھ اہل ایمان کی الفت ضروریات سے ہے کہ الجنس یمیل الی الجنس تنبیہہ مجھے اُن حضرات کے فہم پر سخت افسوس ہے جو مسلمان ہین اور مدینہ رسول کی محبت کو ضروری نہین سمجھتے اللہ تعالے شانہ اُن حضرات کے اس خیال کو بدلدے اور مدینے کی محبت سے اُنکے دلون کو روشن کردے آمین ثم آمین۔

ارباب تحقیق نے لکھا ہے کہ اس نام پاک کا یہ بھی ایک سبب ہے کہ یہ بلدہ شریف حقیقت مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ایمان لایا ہے۔ اور ثبوت اسکا یہ ہے کہ مدینہ مبارک کی کنکریون نے حضرت کا کلمہ پڑہا ہے اور یہ معجزہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے اور حدیثین اسکی موئد ہین اور جبل احد جو مدینہ کا ایک پہاڑ ہے اُسکی شان مین یہ حدیث وارد ہے کہ وہ حضرت سے خاص محبت رکھتا ہے اور یہ حدیث خاص خاک پاک مدینہ کی شان مین وارد ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ تُرْبَتُھَا لِمُؤْمِنَۃٍ حضرت فرماتے ہین کہ قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ مین ہے تحقیق کہ خاک مدینہ کی مومنہ کے واسطے کیون یارو سچ سچ فرماؤ کہ دنیا بھر مین مسلمانون کے واسطے کوئی شہر ایسا ہے کہ جسکی کنکریان حضرت پر ایمان لائی ہون جسکے پہاڑ کو حضرت سے خاص محبت ہو جسکی خاک کو حضرت نے مومنہ کا خطاب عطا فرمایا ہو پھر ایسے مبارک شہر کا بھی احترام نہ کروگے تو کسکا احترام کروگے بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ حج کرنے جاؤ اور یہ کہکر کہ سلے پلٹ آؤ کہ وہان کا جانا فرض نہین ہے زیارت قبر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے واسطے فرضون کا قصر کرنا کس اصول سے قرار پایا ہے قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط مین کیا اور سیر اقلم کیا جو اس امر خاص مین کچھ لکھے صرف حدیث مومنہ و شعور آدمی کے واسطے کافی ہے اگر کسے درخانہ نہ ست صد سالہ بس است خدا کرے کہین کوئی بخیل

باحدیث یہ نفرماوین کہ ہم نے اِس حدیث ہی مین گفتگو ہے اِسکے راوی مخدوش اور مجروح ہین حدیث پاہی صحت سے گری ہوئی ہے ۔ مولفہ ؎

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ — بھی ہم گنہگاروں کا ہے سفینہ
یہین خواب مین ہین رسولِ اکرمؐ — یہ آرام گاہِ نبیؐ کا ہے زینہ
ہی کیا دلنشین گنبدِ سبز حضرتؐ — یہ ہے عرشِ اعظم کا سچا نگینہ
مرے دلمین ہی روضۂ پاک حضرتؐ — یہ پہلے تو کعبہ تھا اب ہی مدینہ
یہین گھر بنالے مدینہ کی اُلفت — پیمبرؐ کا روضہ ہو یہ میرا سینہ
نہین بھولتا وہ مدینہ کا حلقہ — ہی آنکھون مین اَبتک وہ بزمِ شبینہ
مدینہ کا اِنکار اور اہلِ ایمان — محبت کا یہ بھی ہے کوئی قرینہ
مدینہ کی غربت نہو جس کے دلمین — اُسی شخص کو کہتے ہین ہم کمینہ
دمِ نزع بھی ہو مرے لب پر اکبرؔ — مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ

مُبارکہ بھی اسمائے مبارکۂ مدینہ سے ہے احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ حضرت سیّد کائناتؐ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ اور مدینہ کی جملہ اشیاء کیواسطے دعائے برکت فرمائی ہے حتیٰ کہ مُد اور صاع مدینہ کے لئے بھی دعائے برکت کی ہے مجبورہ مشتق از جبر بحار حطی مفتوحہ یعنی سرور بھی اسم گرامی ہے مدینہ باسکینہ کا اور محبار اُس زمین کو کہتے ہین ہریع النبات وکثیر الخیرات ہو اور اثر مدینہ پاک کی زمین مین موجود ہے کہ جو مشاہدہ ہوتا ہے محروسہ محفوظہ محفوفہ وجہ تسمیہ اِن اسمار مبارکہ کی اوپر کے اسمار سے ظاہر ہے حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین وارد ہے کہ مدینہ کے دونون کونچون کے سر پر دو فرشتے بیٹھے ہوئے ہین کہ پاسبانی کر رہے ہین مرجومہ ومرزوقہ پہلے اسم مبارک کو توریت سے نقل کیا ہے اور وجہ تسمیہ اُسکی خود ظاہر ہے کہ وہ منزل وماوائے رحمۃ للعلمین

کی ہے اور وہ محل اور مہبط ہے رحمت ارحم الراحمین کا اور اُسکی رحمت عام و خاص فیض رسان ہین اہل عالم پر اور وہ نفع اور رزق پہنچاتی ہے قوائے جسمانیہ اور معنویہ روحانیہ کو اور ارباب توکل جو وہان معتکف ہین اُنکو یُرْزَقُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ **مسکینہ** حدیث امیر المومنین سیدنا علی سلام اللہ علیہ مین وارد ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے مدینہ کیطرف خطاب فرمایا کہ یَا طَیْبَۃُ یَا طَابَۃُ یَا مِسْکِیْنَۃُ لَا تَقْبَلِی الْکُفُوْرَ پروردگار تعالےٰ شانہ نے مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے خطاب کرکے فرمایا کہ ای زمین پاک و اے بقعہ مطہر و اے مکان مسکین جز انون کو قبول مت کر اور اپنی مسکنت پر رضا نہ دہ اور حقیقت مین یہ خطاب رجوع کرتا ہے اُس کے ساکنین کی طرف تاکہ وہ صفت مسکینیت اور غربت پر کہ اصل خشوع اور خضوع کی متصف رہین اور اہل دنیا اور ارباب ثروت کہ جو اس صفت پر نہ ہون وہ رغبت نہ کرین اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ اَعْنِیْ فِیْ اَھْلِ بَلْدَۃِ حَبِیْبِکَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط **مسلمہ** مثل مومنہ بھی اُسکے اسمار شریفہ سے ہے ایمان و اسلام ایک ہی ہے جو تھوڑا سا فرق ہے وہ یہ ہے کہ ایمان مین غالب رعایت تصدیق قلبی کی ہے کہ امور باطنیہ سے ہے اور اسلام مین ملاحظہ ہے جانب اقرار و انقیاد کا کہ احکام ظاہر سے ہے اور دونون ناموں مین اشتقاق اَمْن اور سلامت سے ہے **طیبہ** مقدسہ یہ دونون اسمار بھی اسمائے سابقہ سے قریب ہی قریب ہین طیب و قدس و طہارت و نزہت و نظافت لوازم ذاتیہ سے اس مکان شریف کے ہین **مُقَرّ** قرار سے مشتق ہے حدیث مین وارد ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا **مکینہ** بھی اسمائے شریفہ مدینہ سے ہے کہ اُسی مکان محبوب ہونے کے سبب سے منزلت خاص اُسی حضرت خداوندی سے حاصل ہے **ناجیہ** نجات سے مشتق ہے یا ناجاہ سے یعنی سرور کیا اُسے یا نجوہ سے کہ نام زمین بلند کا ہے اور یہ وجود تسمیہ اُسکی جس جمیع

سے ہین وہ ظاہر و ماہر ہین المدینہ یہ تمام اسمائے مبارکہ سے زیادہ تر مشہور نام ہے اور لغت مین مدینہ کے معنی ہیوت مجتمعہ کے کہ کثرت عمارت کے سبب قریہ کی حد سے تجاوز کر گیا ہو اور مصر کے مرتبہ کو پہنچا ہو یعنی پایان ترمہ قریہ و بالاتر از ہمہ مصر اور مدینہ اور بلد و سط مین سے اور بعض نے مصر اور مدینہ کو ایک مرتبہ مین رکھا ہے اور اب مدینہ نام ہے مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا چنانچہ اگر مدینہ مطلق بھی ذکر کرین تو اسی بلدہ معظمہ سی مراد ہو اور استعمال عرب اُسپر الف و لام زیادہ کرتے ہین اور ایسا تفاوت لغت عرب مین بہت ہے جیسا کہ نجم کا لفظ ہر کوکب پر آتا ہے ولیکن النجم بالف و لام نام چند ستارون کا ہے کہ انکو ثریا کہتے ہین اور اگر نسبت کسی شخص کی اور شہرونکی طرف کرین گے تو اُس کو مدینی کہین گے اور مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی طرف کرین گے تو مدنی کہین گے سیدۃ البلدان اور حدیث شریف مین بروایت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالے عنہ وارد ہوا ہے یا طیبۃ یا سیدۃ البلدان ؕ

باب پنجم مدینہ منورہ کے فضائل مین جو احادیث سے ثابت ہے

زاد اللہ تشریفاً وتعظیماً

واضح ہو کہ اجماع اُمت اور اتفاق علماء اسپر ہے کہ افضل بقاع و اکرم بلاد مکہ مکرمہ اور مدینہ مشرفہ ہے زادہما اللہ تکریماً وتشریفاً اور ان دونون بلاد مکرمہ و مشرفہ کی باخود ہا کی تفضیل اور ترجیح مین اختلاف ہے اور بعد انعقاد اجماع کافہ علماء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ وہ موضع جس سے جسد نازنین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ملا ہوا ہے مکہ مکرمہ سی افضل ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ بلکہ سب آسمانون سے یہانتک کہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین اگرچہ کتب قوم

مین صریح ذکر سموات وعرش کا واقع نہین ہوا ہے - لیکن یہ مسئلہ اُس قبیل سے ہے کہ جس کے دل پر بلہم غیب القا کردے پھر اُسے مجال توقف اور انکار کی نہین ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اگر کوئی سوچنے اور سمجھنے والا ہو تو وہ سوچے اور سمجھے کہ وجود آسمان وزمین دونون کا اُسی کے قدوم میمنت لزوم سے ہے بلکہ اگر جملہ اجزائے زمین کو آسمان پر اس سبب سے ترجیح دین کہ آپ کی قبر شریف اجزائے زمین سے ہے تو محل تردد نہین ہے -

امام نووی کہتے ہین کہ جمہور علماء کا یہ مذہب ہے کہ آسمان کو زمین پر فضل ہے اور بعض علماء کا قول ہے کہ زمین کو آسمان پر فضل ہے اور دلیل یہ پیش کی ہے کہ زمین انبیا کے رہنے کی جگہ ہے اور مدفن انکا ہے علیہم الصلوات والسّلام جمہور علماء کا قول ہے کہ اگر زمین انبیا علیہم السلام کا مستقر اور مدفن ہے تو آسمان انکی ارواح مطہرہ ومقدسہ کا محل ومقر ہے لیکن جب یہ مسئلہ پایہ تحقیق کو پہنچگیا کہ انبیا علیہم السّلام اپنی اپنی قبر وتمین زندہ ہین اور اجسام انکے اُسی طرح محفوظ ہین تو جواب جمہور علماء کا ہو گیا کہ زمین انکے اجساد نازنین کا بھی مقر ہے اور انکی ارواح لطیفہ کا بھی مقر ہے مذہب امام مالک رضی اللہ عنہ اور اکثر علماء مدینہ منورہ کا تفضیل مدینہ ہے مکہ مکرمہ پر اور بعض دیگر علماء تفضیل مدینہ مشرفہ زمین مکہ مکرمہ پر انکے موافق ہین لیکن خانہ کعبہ کو اُس سے مستثنےٰ کیا ہے کہا ہے کہ مدینہ افضل ہے مکہ سے لیکن خانہ کعبہ مستثنےٰ ہے - پس حاصل کلام یہ ہے کہ قبر شریف حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم افضل واکرم ہے علی الاطلاق والعموم کیا بلدہ مکرمہ اور کیا خانہ کعبہ اور خانہ کعبہ افضل ہے بلدہ مطیبہ ومشرفہ مدینہ منورہ سے غیر بقعہ شریفہ قبر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وباقی مدینہ افضل ہے باقی مکہ مکرمہ سے اس مقام پر علماء کا بہت اختلاف ہے اور حجتین اور دلیلین کہ مدینہ منورہ کی خیریت اور افضلیت پر بیان کرین ہین انشاء اللہ تعالےٰ

فضائل کے ذکر مین آوینگی اور اُن کی تعداد و محامد اچھی طرح ظاہر ہونگی اور ان سب کا خلاصہ صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محبت ہے اس بلدہ شریفہ کے ساتھ اکثر اور ابلغ دوسرے شہرونکی محبت سے اور سبب اسکا حضرت کی اقامت شریف اور حصول فتوحات عظیمہ بترقبہ اور وصول ہونا کمالات شریفہ موعودہ کا جو اللہ تعالیٰ شانہ نے غنیمتون کے وعدے کئے تھے وہ یہین وفا ہون اور اسلام کو قوت اسی شہر مبارک مین حاصل ہوئی اور رواج دین کا یہین سے جاری ہوا اور یہی بقعہ منبع کل خیرات وحسنات کا ہے اور یہی زمین مقدسہ معدن ہے کمالات ظاہر و باطن کی اور علاوہ اِنکے وہ سعادت عظمےٰ نعمت کبریٰ کہ جس کے سبب سے اُسے سائر بقاع سماوی و ارضی پر شرف امتیاز حاصل ہے وہ یہ ہے مرقد مبارک اور قبر منیف سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی یہین ہے اور یہ امر آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہے کہ دین و دنیا مین اس سے بڑھکر کوئی نعمت نہین ہے جاننے والے ہی اسکو جانتے ہین اور ماننے والے ہی اسکو مانتے ہین ؎

گر نہ بیند بہ روز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

جب قبر مبارک کی عظمت اس مرتبہ کو پہنچی ہوئی ہے تو اُسکی زیارت کا بھی ویسا ہی ثواب ہے یہ مسئلہ احادیث صحیحہ سے طرق متعددہ کے ساتھ ثابت ہے کہ خلقت ہر آدمی کی اُس زمین سے ہے جسمین وہ مدفون ہوا ہے پس لازم آگئی یہ بات کہ خلقت نفس زکیہ شریفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بھی اُسی زمین مبارک سے ہے جسمین اسوقت آپ آرام فرما رہے ہین اور اُن دونون یارونکی خلقت بھی اُسی زمین شریفہ سے ہے جو آپکے پہلو مین ہے یعنی تربت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وکفیٰ بہ فضلاً وشرفاً۔

روایت طبرانی نے معجم کبیر مین رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

کہ کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہ فرمایا المدینۃ خیر من المکۃ اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مؤطا مین روایت ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق توبیخ وانکار عبد اللہ بن عباس مخزومی سے کہا کہ تو کیا کہتا ہی مکہ افضل ہی مدینہ سے اُسنے کہا کہ مکہ حرم خدا و مذبح ہی اور مقام امن ہی اور اُسمین گھر ہی سبحانہ تعالیٰ کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مین حرم خدا اور خانہ خدا کی نسبت کچھ نہین کہتا پھر فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو کہتا ہی کہ مکہ افضل ہی مدینہ سے اُسنے پھر کہا کہ مکہ حرم خدا ہی اور خانہ خدا ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مین حرم خدا اور خانہ خدا کی نسبت کچھ نہین کہتا چند بار اسی کلام کی تکرار فرمائی حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے یہی ظاہر ہی کہ مدینہ مطہر کی تفضیل مین جو مکہ معظمہ پر ہی خانہ کعبہ مستثنیٰ ہی مدعا تفضیل بلدہ مدینہ مطہر ہی بلدہ مکہ معظمہ پر غیر بیت اللہ اور حاکم نے مستدرک مین خود روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کیوقت فرمایا اللھم انک تعلم ان اخرجتنی من احب البقاع الی فاسکنی فی احب البقاع الیک ترجمہ خدا وندا اگر تو مجھے اس بقعہ سے کہ محبوب ترین بقعہ ہی مجھ باہر لایا تو ساکن کر مجھ کو اس بقعہ مین کہ جو تجھے محبوب ترین بقعہ ہو تو بعد ظاہر ہونے اس دعا کے اجابت اثر کے معلوم ہوا کہ مدینہ مطہرہ اللہ کے نزدیک محبوب ترین بقاع ہی تو جب یہ اللہ کے نزدیک محبوب ترین بقاع قرار پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بھی یہ زمین تمام بقاع سے زیادہ محبوب ہوئی

غزل

احسن شوقا الی دیار رمیت فیہا جمال سلمیٰ — کہ میر ساند از ان نوا ہے نوید مطلب بجانب ما
بوادیٔ غم فتادہ زمام فکرت زدست دادہ — نہ بخت یاور نہ عقل رہبر نہ تن توانا نہ دل شکیبا
نہ ہے جمال تو قبلۂ جان حریم کوئے تو کعبۂ دل — فان سجدنا الیک نسجد وان سعینا الیک نسعیٰ
ز سر عشق تو بود ساکن زبان ارباب شوق لیکن — نہ بے زبانی غم نہانی چنانکہ دانی شد آشکارا
بگت عیونی علیٰ شیونی فساء حالی وطال بالی — کہ دانم آخر طبیب علت مریض خود را کند مداوا
اگر بجورم برانی از در وگر بہ تیغم بیفگنی سر — قسم بجانت کہ برندارم سر ارادت ز خاک آن پا
بر آستانت کہنہ جامی بحال ماندن نہ پائے تتن — بکنج فرقت نشستہ محزون بگوئے محنت گرفتہ ماوا

چونکہ بعد اجابت دعا یہ بقعہ متبرکہ حضور پر نور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بہت

زیادہ محبوب ہوگئی اسی وجہ سے بعد فتح مکہ مکہ معظمہ کی طرف عود نہ فرمایا اور مدینہ مطہرہ ہی کی اقامت پر استقامت فرمائی اور اگر کوئی یہ کہے کہ اقامت دار ہجرت کی بہ سبب فرضیت کے تھی کہ جو حسب حکم باری تعالے شانہ واقع ہوئی تھی پس آپکا مکہ کو معاودت نہ فرمانا اس سبب سے تھا نہ فضیلت کے سبب سے۔ جواب اُسکا یہ ہے کہ اصل امر الٰہی مقتضی اُس حکمت پر تھا کہ حضور مکہ سے ہجرت فرمائیں اور مدینہ مین ہمیشہ کے لئے تشریف رکھین پس لابد یہی حکمت مبنی ہے افضلیت پر اور ناشی ہے احبیت پر محب حبیب کے لئے جو مکان تجویز کرتا ہے یا کوئی خلوت آراستہ کرتا ہے اُسکا موقع اور اُسکی خوبی اول درجہ کی ہوتی ہے اس اصول سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مدینہ مطہرہ جسے اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے حبیب کی سکونت کے واسطے تجویز کیا وہ اللہ تعالے شانہ کو بہت محبوب ہے ؎

حیف است جائے چو تو نگاری بچشم من ۔۔۔ در دل نشین کہ منزل خاص از برائے تست

یہ ہے مباحثہ اور مذہب علماء کا تو نسبت کو نگاہ رکھ اور محبت کے مشرب پر قایم رہ اور یہ اعتقاد رکھ کہ بعد جناب احدیت عزاسمہ بفضیلت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کوئی ہے تو فضیلت کے وجوہ اور اسباب کو ملاحظہ نہ کر۔ باقی جو کچھ کہ آپ کے سوا ہے اُسکی فضیلت نسبت کے تفاوت سے ہے جو حضور پر نور کے ساتھ رکھتے ہین خواہ مکہ ہو خواہ مدینہ مکہ آپ کا مبعث اور منشا ہے مدینہ آپ کا مقام اور مرقد ہے تو امر الٰہی کا تابع رہ اور محبت حبیب مین نزاع اور عصبیت نکر مکہ مین سطوت اور جلال اُسکے حکم کا ہے اور مدینہ مین برکت اُسکے دین کی ہے ہر جگہ خدا کے حکم کا ملاحظہ کر اور ہر جگہ نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا مشاہدہ کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ نظم

در ہیچ ذرہ نیست کہ نور محمدی ۔۔۔ از طلعت وجود اضافی نہ طالع است

دریائی فیض جود الٰہی وجود اوست — انہار کائنات بوی جملہ راجع است
نسر سپہر طائر انفاس فیض اوست — این نکتہ پیش اہل نظر امر واقع است
فرد الوائے حمد بدست محمدؐ است — متبوع اوست جملہ جہانش تتابع است

نظم

بیا تا در مدینہ نور احمدؐ — ببینی از در و دیوار لامع
جمال مصطفےٰ بے پردہ بینی — چو خورشید کہ بی ابرست طالع
بیا ای کور چشم تیرہ باطن — ببین ہر گوشہ صد برہان ساطع

غزل

بنی حبیبؐ عربیؐ مدنیؐ مستی — کہ بود درد و غمش مایۂ شادی و خوشی
فہم رازش چہ کنم او عربی من عجمی — لاف مہرش چہ زنم او قرشی من حبشی
ذرہ وارم بہ ہوا داری او رقص کنان — تا شدہ شہرۂ آفاق بخورشید وشی
لذت تلخیٔ عشقش زمن مست مپرس — ذوق این مے نہ شناسی بخدا تا نچشی
مصلحت نیست مرا سیری ازان آبحیات — ضاعف اللہ بہ کلّ زمانٍ عطشی
گرچہ صد مرحلہ دور است زپیش نظرم — وجہہٗ فی نظری کل غداۃٍ وعشی
جامی ارباب وفا جزرہ عشقش نروند — سر سیادت گر ازین راہ نہی بازکشی

مدینہ باسکینہ کے فضائل مین سے یہ بھی بڑی قوی حجت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا مزار فائز الانوار یہین ہوا۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ جب روح مبارک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس عالم ظاہر کا تعلق چھوڑا

تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت مین اختلاف پڑا کہ قبر شریف آپ کی کس جگہ ہو حضرت سیدنا علی سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی جگہ اُس سے زیادہ شریف اور گرامی پروردگار عالم جل وعلیٰ کے نزدیک نہین ہے جس مقام پر اُس کے حبیب کی روح مطہر قبض ہوئی ہے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق یار غار نبی نے بھی ایک حدیث اسی مضمون کی سرور عالم سے نقل کی یہانتک کہ اجماع صحابہ اسی پر ہوا کہ حضور پر نور وہین آرام فرمائین جس زمین پر روح مبارک جسم پاک زمین سے جدا ہوئی ہے۔

فضیلت - ایک بزرگی مدینہ طیبہ زادہا اللہ تشریفاً وتعظیماً کی یہ ہے کہ جب آپ کسی سفر سے مدینہ طیبہ کو معاودت فرماتے تھے اور مدینے کی حوالی مین پہنچتے تھے تو آپ اپنے ناقہ کو کمال شوق مین آکر بہت تیز کر دیتے تھے اور ردائے مبارک کو دوش کرامت نیوش سے نہ اُتارتے تھے اور غبار اُسپر خاک حوالئے مدینہ کا پڑا ہوتا تھا نہ جھاڑتے تھے اور فرماتے تھے ہٰذہٖ اَرواح طیبہ ؎

اَے نسیم خرم باد صبا　　از بر یار آمدہٗ مرحبا

اور چہرۂ مبارک پر جو غبار ہوتا تھا اُسے بھی نہ جھاڑتے تھے اور اگر کوئی بحالی غبار مدینہ منورہ سے اپنے سر اور چہرہ کو پاک کرتا تو آپ اُسے منع فرماتے اور ارشاد کرتے کہ خاک مدینہ شفا ہے غبارہا شفاء۔

فضیلت علی مرتضےٰ سلام اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ شیاطین نا امید ہوئے مدینے کے لوگون کی عبادت کے سبب سے یعنی انمین عبادتکا ایک ایسا شوق ہے کہ جو باقی رہے گا ہمیشہ

میرا مشاہدہ مسجد نبوی زادہا اللہ تشریفاً وتعظیماً کے ابواب بعد نماز عشاء مقفل ہو جاتے ہین وہی لوگ رہجاتے ہین جو ہمیشہ کے حاضر باش ہین یا جنپر اعوات

کو اعتبار ہو جائے اس اہتمام اخراج کے ساتھ بھی کئی سو آدمی شب بیدار مسجد شریفہ
مین نظر آئے - ایک میرے دوست حافظ محمد سعید بھی انھین حاضر باشون مین سے
ہین دس بارہ برس سے زیادہ کے حاضر باش ہین بعد نماز عشا کبھی محراب نبی کبھی
محراب عائشہ مین روزانہ صبح تک تقریبا ایک قرآن ختم کرتے ہین اور بعد نماز صبح
اپنے مکان پر آکر کچھ تھوڑا استقال کر کے آرام کرتے ہین اور نو دس بجے اٹھ بیٹھتے ہین -
دوپہر کا کھانا دوستون کے ساتھ کھاتے ہین اور عصر کے وقت ایک عطار کی دوکان پر
بیٹھتے ہین - احباب سے ملاقات ہوتی ہے عصر کے وقت کھانا کھا کر داخل مسجد
شریفہ ہو جاتے ہین - مجرد ہین سلطان روم خلد اللہ ملکہ کے حضور سے انکا وظیفہ مقرر
ہے کچھ جمع نہین کرتے سب دوستون کی نذر کر دیتے ہین اللہ تعالے شانہ نے
تدرستی کی دولت بھی عطا فرمائی ہے فرماتے تھے کہ بارہ تیرہ برس سے ایک
شب کی بھی غیر حاضری مسجد شریفہ سے نہین ہوئی اور پھر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ
ایسے بہت سے حاضر باش ہین مگر مجھ سے اورون سے ملاقات نہین ہوئی جا بجا لوگون کو
نفل پڑھتے ہوئے تمام رات دیکھا لیکن ان کے حالات سے واقفیت تا مرنہوئی -

فضیلت - حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ روایت کرتے ہین کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے اس جزیرہ کو اور
بروایت دیگر اس قریہ کو نجاست شرک سے پاک کیا ہے اگر نجوم انکو گمراہ نہ کرین صحابہ نے
عرض کی کہ حضور نجوم کا گمراہ کرنا کیا ہے - حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے شانہ اپنے
حکم سے پانی برساتا ہے اور یہ کہنے لگین کہ قمر فلان منزل مین ہے اس سبب سے
پانی برسا کا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم - قطعہ

خدا کے دست قوی مین عنان عالم ہے — جو چاہیگا سو کریگا جو چاہا اس نے کیا
کہان کا برج کہان کے ستارے آہ اکبر — ستارے اسنے بنائے اسی نے نور دیا

اُسی کے حکم سے چل پھر رہے ہین یہ شب و روز — اُسیکے حکم سے روشن ہے آسمان کا دیا
ملا جہان جسے جو حکم اُس نے کی تعمیل — کہ مرنیہ الامرا و جینے والا جیا

فضیلت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُمت کو ترغیب دی اور تحریص فرمائی اس بلدہ طیبہ کی اقامت پر اور یہان کی شدت و محنت پر صبر کرنے کے لئے اور مدینہ باسکینہ مین مرنے کے لئے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَبَرَ عَلٰی اِذَائِھَا وَشِدَّتِھَا کُنْتُ لَہٗ شَھِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ط محدثین نے فرمایا ہے شہادت یعنی گواہی مطیعون کے لئے ہے اور شفاعت عاصیون کے لئے۔ اور ارشاد فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے مَنْ مَاتَ بِالْمَدِیْنَۃِ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ترجمہ جو مدینے مین مریگا مین قیامت مین اُسکی شفاعت کرونگا قیامت کے روز ابن ماجہ اور عبدالحق نے تصحیح اس حدیث کی یون کی ہے مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَلْیَمُتْ فَمَنْ مَاتَ بِالْمَدِیْنَۃِ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا اَوْ شَھِیْدًا ترجمہ جو شخص کہ سکے یا چاہے کہ مین مدینے مین مرون پس وہ مرے البتہ مین اُسکی شفاعت کرونگا قیامت کے روز کیون حج کرکے مکہ سے ہند کو پلٹنے والے یارو
مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم زیارت کے قابل ہے یا نہین اگر یہ نمانو تو مین صاحب مدینہ کی شانمین جامی رحمۃ اللہ علیہ کے چند شعر پڑہون اور آپ گوش ولے سنین

غزل

بشوقت جان بلب آمد تمامی — مقسم قم یا حبیبی کم تنامی
عمامہ بر سرو جامہ بہ تن پوش — بقد سروے برخ ماہِ تمامی
ہمہ پیغمبران در جستجویت — خدا داند کہ تو در چہ مقامی

اُمیدِ خلعتِ شاہی ندارم ۔ بسر دارم ہمی داغ غلامی
بحسنِ اہتمامت کارِ جامی ۔ بیارانت ہمی باید تمامی

دوسری حدیث مین وارد ہے حضور پُر انور ارشاد فرماتے ہین کہ میری اُمت مین سے جو پہلے میری شفاعت کا شرف حاصل کرین گے وہ اہلِ مدینہ ہونگے اِنکے بعد اہلِ مکّہ اور انکے بعد اہلِ طائف۔

فضیلت حضرت سیّد انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے واسطے دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ موت میری مکہ مین نہ کر روح میری سوائے مدینہ کے قبض نہ کر اور یہ بھی حدیث مین وارد ہے کہ روئے زمین پر کوئی ایسی جگہہ نہین ہے کہ مین اُسے پسند کرون اپنی قبر کے لئے لیکن مدینہ۔ اور نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بھی یہی دعا تھی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ اور کہتے ہین کہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے سوائے ایکبار کے حج نہ کیا کہ فرض ادا ہوگیا پھر کبھی مدینہ سے باہر نہ آئے کہ کسی دوسری جگہہ موت نہ واقع ہو جائے چنانچہ آپنے مدینہ ہی مین رحلت کی اور جنت البقیع مین استراحت فرما رہے ہین۔

فضیلت صحیح حدیث مین بطرقِ متعدد وارد ہے **حدیث** اَلْمَدِیْنَۃُ تَنْفِیْ خُبْثَ الرِّجَالِ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثَ الْحَدِیْدِ ترجمہ یعنی مدینہ پاک کرتا ہے آدمیون کی برائی کو جیسے کہ لوہار کی بھٹی لوہے کے میل کو۔ اور اسی معنی کی دوسری حدیث دوسرے طریق سے یون روایت کی گئی ہے۔ **حدیث** ۔ جابرؓ۔ اِنَّمَا الْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَھَا وَتَنْصَعُ طِیْبَھَا اور بخاری مین ایک اور بھی حدیث اِسی معنی کی ہے **حدیث** اِنَّھَا طَیْبَۃٌ تَنْفِی الذُّنُوْبَ کَمَا تَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثَ الْفِضَّۃِ ترجمہ مدینہ پاک ہے گناہون کی پلیدی کو دور کرتا ہے

جیساکہ بہٹی چاندی کے میل کو دور کرتی ہے اکثر علماء کا قول ہے کہ یہ خاصیت مدینہ شریفہ مین ہمیشہ کے واسطے ہے۔ نقل ہے حضرت عمر ابن عبد العزیز نے مدینہ سے روانہ ہونے کے وقت کہا کہ ہم ڈرتے ہین کہ کہین ہم اون لوگون مین سے نہون کہ مدینہ طیبہ نے جنکو اپنے یہان سے اخراج کیا ہو اور یہ خاصیت تمام و کمال انشاء اللہ تعالے اوس روز ظاہر ہوگی جب آخر زمان مین دجال ظہور کریگا اور مدینہ طیبہ کا قصد کریگا مگر داخل نہونے پائیگا اُسکی مفصل کیفیت اور حدیثین موجود ہے شائقین کتب احادیث کی سیر فرمائین وہ حدیثین ملاحظہ سے گذر جائین گی بالجملہ صفت تزکیہ اور تطہیر کی اپنی سب قسمون کیساتھہ اس بلدۂ مبارک کے لئے لازم ہے۔

فضیلت۔ حضرت سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات در حق مدینہ بارہا دعائین خیر و برکت کی فرماتے تہے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ عَبْدُکَ وَخَلِیْلُکَ وَنَبِیُّکَ وَاِنِّیْ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ وَاِنَّہٗ دَعَاکَ لِمَکَّۃَ وَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ لِلْمَدِیْنَۃِ بِمِثْلِ مَا دَعَاکَ لِمَکَّۃَ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ امیر المؤمنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایکروز مین آنحضرت صلے اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے ہمرکاب مدینہ طیبہ سے باہر آئے اور بحرہ سقیا مین کہ محل سعد بن ابی وقاص کا تہا پہنچے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا اور قبلہ کی طرف کہڑے ہوکر یہ دعا کی کہ خداوندا ابراہیم تیرا بندہ ہے اور تیرا خلیل ہے اور تیرا نبی ہے اوس نے دعا کی تجہہ سے اہل مکہ کے لئے خیر و برکت کی اور مین بہی تیرا بندہ ہون اور رسول ہون دعا کرتا ہون تجہہ سے اہل مدینہ کے لئے خیر و برکت کی خداوندا برکت دے ان لوگون کے مدین اور ان لوگون کے صاع مین جیسا کہ برکت دی تونے اہل مکہ کو برابر ہر ایک برکت

کہ اہل مکہ کو تو نے عطا کی ہین انکو دو برکتین عطا فرما یعنی اہل مدینہ کو اس باب مین بہت سی حدیثین ہین جس جگہہ کہ دعائے برکت مدّ اور صاع کے لئے ہے وہان خیر و برکت دنیاوی سے مراد ہے اور جہان مطلق دعا ہے وہ برکت و نعمت دارین کیواسطے ہے۔

فضیلت قبل نزول حضرت سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم آب و ہوائے مدینہ نہایت ردی تہی بخار اور وبا کا خاص مقام یہی شہر سمجہا جاتا تہا جب حضور یہان رونق افروز ہوئے تو آپنے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس تپ اور وبا کو مدینہ سے نکالکر جحفہ مین پہنچا دے کہ وہ مقام دار شرک اور طغیان ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہتے ہین کہ جب حضرت مدینہ مین داخل ہوئے تو تہوڑے روز ون کے بعد حضرت **صدیق اکبر** رضی اللہ تعالے عنہ اور **بلال** رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ بزرگوار ایک ہی گہر مین بخار کی حالت مین پڑے تہے حضور پر نور نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کو حکم کیا کہ ان لوگون کی خبر گیران رہین پہلے وہ اپنے والد بزرگوار کے پاس تشریف لائین دیکہا کہ وہ گہر کے ایک گوشہ مین پڑے ہوئے ہین اور یہ شعر پڑہ رہے ہین ؎

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ ۔۔۔ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

ترجمہ ہر مرد صبح کرنیوالا ہے اپنے اہل کے ساتہہ۔ درحالیکہ موت نزدیکتر ہے اُن سے اُنکی شراک نعل سے سبحان اللہ وبحمدہ صدیق اکبر حقیقت مین صدیق۔ جہان جہان آپکے اشعار دیکہے یا سُنے گئے وہ مضامین حکیمانہ سے مملو پائے گئے واقعی امر یہ ہے کہ اللہ تعالے شانہ دانندۂ آشکارا و نہان ہے وہ اوسی کو بزرگی دیتا ہے جو بزرگی کے لائق ہوتا ہے انہین حکیمانہ خیالات نے حضرت **صدیق اکبر** رضی اللہ تعالے عنہ کو وہ ترقی عطا فرمائی کہ اوس عہد مین انسان کے لئے اُس سے

زیادہ ترقی ہو ہی نہین سکتی تہی **خلافت** پیغمبر آخرالزمان کے بعد پھر آدمی کیا ترقی کر سکتا ہے بڑی ترقی دنیا کی بادشاہی ہے وہ آپ کی نعلین بردار تہی نبوت کا مرتبہ باقی رہا تہا یہ جنکے جانشین تہے اونکی ذات پر ختم ہو چکا تہا اب باقی رہگئی خدائی وہ بشر کے واسطے ہو ہی نہین سکتی بس آپنے اپنے عہد مین اس مرتبہ کو اپنی ذات تک رکہا اور اپنی رحلت کے وقت حضرت **عمر** رضی اللہ عنہ کو تفویض فرمایا اور حضرت **عمر** رضؓ کے بعد خدا نے یہ مرتبہ حضرت **عثمان** رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بخشا حضرت **عثمان** رضؓ کے بعد اس ترقی کے دروازہ کو بند کرنے والی **ذات پاک مرتضوی** تہی اسلام اللہ علیہ المؤلف ؎

جو ذات پاک نبی خاتم نبوت ہے　　علی رضؓ نبی کیطرح خاتم الخلافت ہے

المختصر حضرت **عائشہ** رضی اللہ تعالےٰ عنہا اپنے والد ماجد کو دیکہکر حضرت **بلال** رضؓ اور **عامر** رضؓ کو دیکہنے گئین تو کیا دیکہا کہ گھر کے دوسرے گوشہ مین **بلال** رضؓ اور **عامر** رضؓ پڑے ہوئے ہین اور کفار قریش کو لعنت کر رہے ہین اور مکہ معظمہ اور اوس کے مواضع کی یاد مین اشعار پڑہ رہے ہین اور ارض مدینہ اور اوسکی شدت کی شکایت کر رہے ہین ۔ پس حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دعا کی کہ حکیم ذی الجلال نے تپ اور وبا کو مدینہ سے جحفہ مین منتقل کر دیا یہ امر حضور پر نور کا بہت بڑا معجزہ ہے ۔

روایت ہے کہ ایام جاہلیت مین جو کوئی قصد مدینہ کا کرتا اور چاہتا کہ وبائے مدینہ سے سلامت رہے تو جب وہ مقام ثنیۃ الوداع مین پہنچتا تو دس بار آخر کرتا ۔ از خر ایک گہاس کا نام ہے وہ وہان ہوتی ہے اوس سے کچہہ توشکا کر لیتا تو وہ سمجہہ لیتا کہ مین وبا سے محفوظ رہونگا اور اگر وہ یہ توشکا نہ کرتا تو لوگ سمجہہ لیتے تہے کہ بس اب یہ زندہ نہ پہرے گا یہی وجہ تسمیہ ثنیۃ الوداع کی ہے یہانتک کہ حضور پر نور کے

زمان سعادت نشان مین عرب کا ایک شاعر کہ جسکا نام عروۃ بن الورد تہا اُس نے قصد مدینہ کا کیا جب وہ ثنیۃ الوداع مین پہنچا تو اوسنے ان کافرون کی سنّت سیّہ اور عادت شنیعہ کی پیروی نہ کی اور وہ ٹوٹکا نہ کیا اور یہ شعر کہا ؎

لعمری لئن عشرت من خشیۃ الردی ۔۔۔ نھاق الحمر انّنی لجزوع

پس وہ مرد مدینہ باسکینہ مین داخل ہوا اور اوسکو وہ آفت نہ پہنچی جس سے عوام الناس متوہم تہے بس اسی کے بعد سے یہ بری رسم متروک ہوگئی **ثنیۃ الوداع** کا ذکر کتب احادیث مین جابجا بہت واقع ہے ایک دوسری وجہ تسمیہ اور بہی بیان کی گئی ہے کہ اہل مدینہ یہانتک مسافرون کی تودیع کیواسطے آتے ہین لہذا اس کہانی کو ثنیۃ الوداع کہتے ہین ۔

فضیلت روایات معتبرہ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ **بلدہ مطہرہ** نجاست شرک اور وجود **دجال** سے جو کہ آخر زمانہ مین خروج کریگا محفوظ رہے گا **صحیحین** کی روایت سے ثابت ہوا ہے کہ دجّال کے خروج کے زمانہ مین **مدینہ طیّبہ** کے ہر گلی کوچہ مین فرشتون کی ایک جماعت متعین ہوگی حراست کے لئے کہ وہ دجال کو آنے سے روکے گی **حدیث** مین وارد ہے کہ کوئی شہر دنیا کا ایسا نہوگا جہان دجال کا گذر نہو لیکن مکّہ اور مدینہ ان دونون بقعہ متبرکہ مین وہ ملعون داخل نہونے پائیگا **مسلم** کی **حدیث** مین وارد ہے کہ خروج دجال کا مشرق کیطرف سے ہوگا بعد اسکے وہ مدینہ کا قصد کرے گا اور جبل اُحد کی پشت پر آجائیگا مگر وہ ملائکہ جو مدینہ باسکینہ کے محافظ ہونگے اُسکا منہ شام کی طرف پہیر دینگے وہ ملعون شام پہنچکر حضرت **عیسیٰ** علی نبینا وعلیہ السلام کے ہاتہہ سے قتل ہوگا پہر دنیا مین امن وامان ہونے کے بعد حضرت **عیسے** علی نبینا وعلیہ السّلام **مدینہ باسکینہ** مین حاضر ہونگے اور یہین اُنکی رحلت واقع ہوگی اور وہ ایک قبر کی جگہہ جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ

وسلم کے دوسرے پہلو مین ہے آرام فرمائین گے سبحان اللہ وبحمدہ ایک پہلو مین
دونون وزیر یعنی ابو بکرؓ و عمرؓ رضی اللہ تعالے عنہما اور دوسرے پہلو مین نبی الوالعزم یعنی
حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نظم

زمجوری برآمد جان عالم ؛ ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی ؛ زمحرومان چرا غافل نشینی
زخاک اے لالۂ سیراب برخیز ؛ چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
برون آور سر از بر دیبانی ؛ کہ روئی تست صبح زندگانی
شب اندوہ ما را روزگردان ؛ زرویت روز ما فیروز گردان
بتن در پوش عنبر بوے جامہ ؛ بسر بر بند کافوری عمامہ
فرود آویز از سر گیسوان را ؛ فگن سایہ بپاے سروران را
ادیم طائفی نعلین پاکن ؛ نثار اک از رشتۂ جانہاے ما کن
جہانے دیدہ کردہ فرش راہند ؛ چو فرش اقبال پابوس تو خواہند
زحجرہ پاے در صحن حرم نہہ ؛ بفرق خاک رہ بوسان قدم نہہ
بدہ دستے زپا افتادگان را ؛ بکن دلدارے دلدادہ گان را
اگرچہ غرق دریاے گناہم ؛ فتادہ خشک لب برخاک راہم
تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے ؛ کنی برحال لب خشکان نگاہے
خوشا کز کردہ سوے تو رسیدیم ؛ بدیدہ گرد از کوے تو کشیدیم
بہ مسجد سجدۂ شکرانہ کردیم ؛ چراغت را زجان پروانہ کردیم
بہ گرد روضہ ات گشتیم گستاخ ؛ دلم چون نخجیر سوراخ سوراخ
زدیم از اشک ابر چشم بیخواب ؛ حریم آستان روضہ ات آب
گہی رفتیم زان ساحت غباری ؛ گہے چیدیم زو خاشاک وخاری

ازان نور سواد دیده وادیم ۱۲ وزین بر ریش دل مرہم نہادیم
بسوئے منبرت رہ برگرفتیم زچہرہ پایہات دزر گرفتیم
زمحرابت بہ سجدہ کام جستیم قدم گاہت بخون دیدہ شستیم
بپائے ہر ستون قد راست کردیم مقام راستان درخواست کردیم
زداغ آرزویت بادل خوش زدیم از دل بہر قندیل آتش
کنون گرتن نخاک آن حریم است بحمد اللہ کہ جان آنجا مقیم است
بخود درماندہ ام از نفس خود رائے ببین درماندۂ چندین بجائے
اگر بنود چو لطفت دستیاری زدست ما نیاید ہیچ کارے
قضا می افگند از راہ مارا خدارا از خدا در خواہ مارا
کہ بخشد از یقین اول حیاتی دہد انگہ بکار دین ثباتے
چو ہول از روز رستاخیز خیزد زآتش آب روی ما نہ ریزد
کند با اینہمہ گمراہی ما ترا اذن شفاعت خواہئے مسا
چو چوگان سر فگندہ آوری رو بمیدان شفاعت امتی گو
بحسن اہتمامت کار جامی طفیل دیگران باید تمامی

صحیحین کی حدیث مین وارد ہے مدینہ مین ایک مرد ہوگا جو بہترین مردمان مدینے سے ہوگا وہ مدینے سے دجال کیطرف جائیگا اور کہے گا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تو دجال ہے حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تیرے خروج کی خبر دی ہے ابو حاتم نے معمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ مرد حضرت خضر علیہ السلام ہونگے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ حدیث صحیح سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یوم الخلاص کا ذکر فرمایا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا حضرت

یوم الخلاص کسے کہتے ہین فرمایا کہ یہ اُسدن کا نام ہے جسروز دجال یہان آئیگا اور کوہ اُحد پر چڑہ کر دیکہے گا اور اپنے لوگون سے کہیگا کہ تم جانتے ہو یہ **قصر سفید** جو نظر آرہا ہے کیا ہے یہ **مسجد احمد** ہے بعد اسکے وہ یہان آنیکا قصد کرے گا وہ جماعت فرشتون کی جو مدینہ کے ہر گلی کوچہ مین حفاظت کیواسطے مقرر ہے اُنکو حفاظت کرتے ہوئے دیکہے گا پس وہان سے ہٹکر نواحی مین وادی کے جہان اوس کی فوج کا مجمع ہوگا خیمہ زن ہوگا اور اوسروز مدینہ باسکینہ کو تین بار زلزلہ ہوگا اُسمین چھپے چھپائے جو کافر اور منافق و فاسق ہونگے وہ نکلکر دجال کے پاس چلے جائینگے مدینہ ہر خبث و نجاست سے پاک ہوجائیگا اسکا نام **یوم الخلاص** ہے۔

فضیلت حکیم مطلق جل و علا نے اس بلدہ مطہرہ کی مٹی اور ثمار مین اثر شفا رکہا ہے۔ احادیث کثیرہ مین وارد ہے غُبَارُهَا شِفَاءٌ ہر علت اور ہر مرض کی دوا مدینہ کا غبار ہے اور بعض طرق حدیث مین وارد ہے وَمَنْ الْجُذَامِ وَالْبَرَصِ اور بعض اخبار مین ایک موضع مخصوص کے لئے کہ وہ مدینہ ہی مین ہے اور اُس کو صعیب کہتے ہین اور وادی بطحان بہی کہتے ہین اُسمین تخصیص یہ اثر پایا گیا ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بعض اصحاب کو فرمایا کہ وہ اپنی تپ کا علاج اوس خاک پاک سے کرین اُسی خاک کا نام **خاک شفا** ہے مدینہ منورہ مین خلفاً عن سلفٍ یہ بات مشہور ہے اور اس خاک پاک کو امراض کے علاج کے لئے لیجانیکا حکم بہی ہے باستثنا اور خاک کے اکثر علما نے اس علاج کو مجرب لکہا ہے شیخ مجد الدین فیروزآبادی فرماتے ہین کہ مین نے خود تجربہ کیا میرا ایک غلام تہا ایک سال کامل عارضہ تپ مین گرفتار رہا مین نے تہوڑی سی یہ خاک پاک لی اور پانی مین ڈالکر اُسے پینیکو کہا اُسنے پی لی اور اللہ تعالے شانہ نے اُسی روز اُسکو صحت عطا فرمائی حضرت مولانا **عبد الحق** دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مین بہی اس خاک پاک کے معالجہ سے مشرف ہوا ہون جس ایام مین کہ

بسعادت اقامت اس بلدہ رحمت انجام کے مشرف تھا تو اناس اقدام کے عارضہ مین مبتلا ہوا باتفاق اطبا یہ عارضہ مندر اور مخبر ہلاک و فنا ہے مین نے استشفا اسی خاک پاک سے کی اور الحمد للہ کہ بہت جلد مجھے صحت ہوگئی اور اس بلدہ طیبہ کے اثمار کے ساتھ بھی استشفا روایت سے ثابت ہے جو شخص کہ سات دانے عجوہ کھجور کے صبح کو ناشتا مداومت کے ساتھ کرے انشاء اللہ تعالے اُسپر سحر اور زہر اثر نہ کرے گا حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ تعالے عنہا اسی عجوہ کھجور کو عارضہ دوا ریعنی چکر کیواسطے فرمایا کرتی تھین - یہ عجوہ وہ کھجور ہے کہ جسکے نخل کو حضور سرور عالم نے اپنے دست مبارک سے نصب کیا تھا مدینہ طیبہ مین کھجور کے اقسام بہت ہین سید علیہ الرحمۃ نے تاریخ کبیر مین ایک سو انتالیس ۱۳۹ اقسام شمار کئے ہین حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ کی روایت مین ہے کَانَ اَحَبُّ التَّمْرِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ الْعَجْوَۃ ایک کھجور ہے کہ جسکا نام صیحانی ہے اسکی روایت یون ہے - اور حضرت جابر نے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لئے ہوئے باغ کی سیر کر رہے تھے وہ مدینہ کا کوئی باغ تھا ناگاہ آپ کا گذر ایک نخل خرما کی طرف ہوا اُسمین سے صدا آئی ھٰذَا مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْاَنْبِیَا وَھٰذَا عَلِیٌّ سَیِّدُ الْاَوْلِیَا اَبُو الْاَئِمَّۃِ الطَّاھِرِیْنَ ○ اور دوسری روایت مین ہے ھٰذَا عَلِیٌّ سَیْفُ اللّٰہِ چونکہ صیحہ کے معنی آواز کے ہین لہذا اس کھجور کا نام صیحانی ہے ہمارے بعض مشفق بھائی ان روایتون پر تعریض فرمائین گے مجھے اُنکے انکار سے خوف نہین یہ تو اسراری معاملات مین جسپر یہ سر منکشف نہین ہوا وہ غریب گھبرا کر انکار نہ کرے تو کیا کرے دوسری شے محبت ہی جسے آنحضرت سے محبت ہی اُسکے خیال مین یہ سب مشکلین آسان ہین آخر اسی محبت نے اہل نار کو اہل جنت سے بنا دیا پہلے خدا کے دشمنون مین شمار کئے جاتے تھے محمد رسول اللہ کا زبان سے نکلنا تھا کہ اولیا کی صفت مین داخل

ہو گئے۔

اُستن حنانہ جسکا حال حضرت مولوی روم قدس سرہ نے مثنوی مین بڑی محبت اور اعتقاد سے بیان کیا ہے وہ کیا تھا ایک لکڑی کا ستون تھا چند روز جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا سہارا رہا زندہ جاوید ہو گیا آپ نمامین مگر ہمین تو کسی سنوانے والے نے سنوا دیا ہے ؎

بکوزہ لب چو نی کوزۂ نبات شود　　زکوزۂ قطرہ چکد چشمۂ حیات شود

فضیلت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم آدمیون کو وصیت فرماتے تھے کہ اہل مدینہ کا اکرام کرو اور یہان کے رہنے والون کی تعظیم کرو اور ثبوت اس مدعا کا اُس وعید سے ہے کہ جو اہل مدینہ کے ایذا دینے والون اور ڈرانے والون کے حق مین وارد ہے اور وہ حدیث یہ ہے **قال** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اَلْمَدِیْنَۃُ مُھَاجَرِیْ مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے وَفِیْھَا مُضْجَعِیْ اور اُس مین میری خوابگاہ ہے یہ کنایہ ہے مرقد مطہرہ سے وفیھا مبعثی اور اُسی مین میری بعث ہوگی یعنی اسی مقام سے آپ ستر ہزار ملائکہ رحمت کہ ہر روز و شب قبر شریف کو گھیرے ہوئے ہین وہی آپ کی جلو مین ہونگے حَقِیْقٌ عَلٰی اُمَّتِیْ حِفْظُ حَیْرَائِیْ لازم اور سزاوار ہے میری اُمت پر کہ میرے پڑوسیون کی حرمت کی حفاظت کرین اور اُنکے حقوق کی رعایت مین کوئی شمہ فروگذاشت نہ کرین اور اگر انسے کوئی بات واقع ہو جائے تو مواخذہ نکرین جہانتک درگذر کرسکین درگذر کرین مَا اجْتُنِبَ الْکَبَائِرُ اُسوقت تک کہ یہ مرتکب کبائر نہون یعنی انکی چھوٹی چھوٹی باتون پر خیال نہ کرنا مَنْ حَفِظَھُمْ کُنْتُ لَہٗ شَھِیْدًا وَشَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یعنی جو کوئی انکی حرمت کی حفاظت کریگا قیامت کے روز مین اُسکا گواہ اور شفیع ہونگا وَمَنْ لَمْ یَحْفَظْھُمْ سُقِیَ مِنْ طِیْنَۃِ الْخَبَالِ اور جو شخص کہ ان کے حق کی حرمت نہ کرے گا آبخور اُسکا طینت خبال سے ہوگا: طینت خبال ایک حوض ہے

دوزخ مین کریم اور زرداب دوزخیون کا اُس مین جمع ہوتا ہے نعوذ باللہ منہا

فضیلت مسلم کی صحیح حدیث مین وارد ہے لایرید احد اھل المدینۃ بسوء الا اذابہ اللہ فی النار کما ذوب الرصاص او ذوب الملح فی الماء۔

ترجمہ فرمود جو کہ اہل مدینہ سے ارادہ بدی کا کرے اور انکو ایذا دینے کا قصد کرے عذاب ملک جبار مین گرفتار ہوگا اور جسطرح رانگ یا سیسا آگ مین اور نمک پانی مین گھلتا ہے اُسی طرح گھل جائیگا بعض علماء نے اُسکی تخصیص عقوبت آخرت کے ساتھہ کی ہے اور ظواہر احادیث اور شواہد احوال اس کے خلاف ہین۔

میرا مشاہدہ قصبہ مونگیر کے رہنے والے ایک شخص جنکا نام سیا بجان تھا جب اُن کو پنشن لینے کا اتفاق ہوا تو اُنکو **دانا پور** کی آب وہوا پسند ہوئی تو اُنھون نے یہین کی سکونت اختیار کی ہم سے اُنسے بہت ربط تھا اور آمد و رفت بھی تھی وہ نہایت باوضع اور خوش خلق آدمی تھے اتفاق وقت ہے کہ یہ خطا اُنسے ہوگئی اور اُسکا نتیجہ اُنکے واسطے سخت دردناک ہوا ایک مدنی اُنکے ہان آئے اُن سے کچھ سوال کیا اُنھون نے اُنکو ندیا اور خلاف عادت نہایت سختی سے جواب دیا اُن کے ہاتھ مین تسبیح تھی مدنی صاحب نے اُنسے پوچھا کہ یہ تسبیح کہان کی ہے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مدینہ کی ہے مدنی صاحب نے وہ تسبیح اُنسے لے لی اور کہا کہ جب تم کو مدینہ کے لوگون سے محبت نہین ہے تو تسبیح سے کیا کام ہے۔ وہ تسبیح لئے ہوئے مدنی صاحب اپنے فرودگاہ پر چلے آئے ڈاکٹر صاحب نے تھانہ پر اطلاع کی اور اُنکو گرفتار کرایا مدنی صاحب نے جو واقعہ تھا صحیح صحیح بیان کردیا بیچارے مدنی صاحب تین مہینے کے لئے قید ہوگئے۔ چند ماہ بھی نہ گذرے تھے کہ ڈاکٹر صاحب نے انتقال کیا اور تمام گھر اور اثاث البیت وغیرہ تباہ و برباد ہوگیا اُنکا بیٹا بھی غریب اُس شہر سے چلا گیا

کچھ پتا نہین وہ کہان ہے ڈاکٹر صاحب اپنی زندگی ہی مین کچھ ایسے ایسے جہگڑون مین مبتلا ہوئے کہ جنکے بیان سے شرم آتی ہے یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ اے پاک پروردگار تعالے شانہ اپنے حبیب سیدنا و مولانا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تمسہر کا صدقہ ہم گنہگارون کی نافرمانیون پر نظر نہ کر اور قیامت کے روز اپنے حبیب کی شفاعت سے محروم نہ کر آمین ثم آمین یارب العلمین

رباعی

یارب بہ رسالت رسول الثقلین — یارب بہ نزل کند و بدر و حنین
عصیان مرا دو حصہ کن در عرصات — نیمی بحسن بخش و نیمی بحسین

فضیلت روایات امام نسائی مین وارد ہے کہ مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ظَالِمًا اَخَافَهُ اللّٰهُ وَكَانَتْ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ط

فضیلت روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ تمام دنیا کا ایمان زمانہ آخر ادہر اُدہر سے سمٹ کر مدینہ باسکینہ مین چلا جائیگا اور دنیا ایمان سے خالی ہو جائے گی انہین بے ایمان لوگون کے سر پر قیامت قایم ہوگی چنانچہ یہ حدیث بخاری شریف کی خدمت ناظرین کتاب تاریخ عرب کی خدمت مین پیش کیجاتی ہے اور اس حدیث کے متعلق ایک واقعہ بھی مجھے عرض کرنا ہے اور طلبہ علم دین کے لئے اس واقعے کے لکھنے کی زحمت مجھے اُٹھانی پڑی خصوصًا نور چشم محمد محسن حد اللہ عمرہ کہ وہ ابھی توسط کیحالت مین ہے اس عبرت انگیز واقعہ سے سبق حاصل کرے اور علوم کو سمجھکر پڑہے اور علم حدیث و اسماء الرجال کا تو حرف حرف اور لفظ لفظ پڑہے حدیث شریف کے ہر لفظ پر نظر رہے راویون کا کوئی نام بھول نجائے یا اعراب کی غلطی نہو جائے مفتی صدر الدین صاحب سے علامہ راوی کا نام غلط پڑہ گئے جب علم

حدیث کے ایک طالب علم نے ٹوکا تو خیال ہوا تو پھر کیا تھا اسماء الرجال کی کتابین اُلٹ ڈالین تھوڑے دنونمین اس فن خاص مین بھی کمال پیدا کرلیا۔

میرا واقعہ۔ مین شہر اکبرآباد مین اپنے ایک دوست کے گھر مین بیٹھا تھا رات کا وقت تھا گلابی جاڑے تھے احباب کے حلقے مین چائے کا دور تھا ناگاہ ایک صاحب وارد ہوئے وہ اس شہر کے نئے تھے بہت عزت سے وہ شریک حلقہ و دور کئے گئے اتفاقاً کوئی ایسا ذکر چھڑ گیا جسمین قیامت کے آثار کا بیان تھا نو وارد صاحب نے جنکا نام لینا مین اس مقام پر پسند نہین کرتا یہی حدیث بالا پڑھی اور لفظ حُجَر کو کہ بتقدیم جیم ہے حُجُر پڑھا یعنے بتقدیم حا حطی مین نے اُنسے اپنی عادت کے خلاف دست بستہ عرض کی کہ اس کے معنی پر خیال فرماکر اس حدیث کو صحیح کرلیجئے اُنھون نے یہی ارشاد فرمایا کہ حُجَر ہی درست ہے پھر مین اُنکی خدمت بابرکت مین کیا عرض کرسکتا تھا مین ایک بوڑھا آدمی ہو کچھ پڑھا لکھا تھا سب بھولا ہوا اُنکی تحصیل تازہ اُسپر عمر نئی حافظہ قوی سمجھ درست عقل روشن پورے اُستاد کے شاگرد مین نے آیت استرخاع پڑھی اور چپ ہو رہا مجھے یہی خوف ہے کہ یہ لڑکا محمد محسن **مدعمرہ** سرگرم تحصیل علوم دینیہ ہے اللہ تعالےٰ شانہ اُسکی ہمت کو فراخ کرے اور اُسکو اس بلا مین نہ مبتلا کرے کہ چار کتابین پڑھین اور محدث و مفسر و فقیہ بنگئے مین اس بات کو نہین پسند کرتا کہ بس آٹھ برس مین عالم ہوجانا چاہیے جبتک طالب علم کو اپنے علم پر پورا استحضار نہو اُسکو حلقہ درس سے باہر نہین جانا چاہیے ہم روزگاری آدمی نہین ہین کہ لڑکے کو جلد فارغ التحصیل کرادینا چاہیے کہ اُسکی کہین نامزدی ہوجائے پڑھتے جائے جہانتک پڑھ سکے تبحر تو بغیر اس کے ہو نہین سکتا وہ **حدیث شریف** یہ ہے جسپر اتنی تحریر طویل ہوگئی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ان الایمان لیأرز الی المدینۃ کما تأرز الحیۃ الی جحرھا (جُحرھا) بتقدیم جیم عربی)

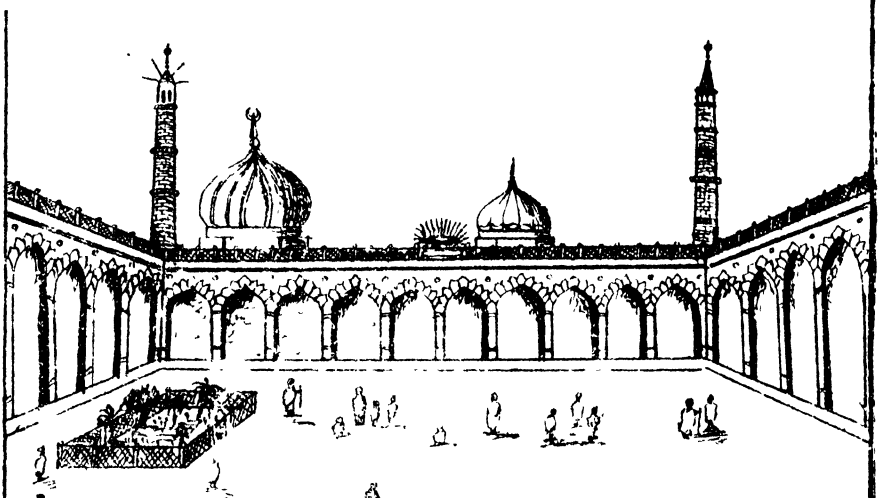

حاجی رحیم الدین سمرقندی

باب ششم در بیان عمارت مسجد نبوی زادہا اللہ تشریفاً و تعظیماً و اسطوانات رحمت منزلت و منبر عالی مرتبت و حجرات منیفہ و غیر آن از مقامات شریفہ

علمائے سیر اور تواریخ نے اللہ تعالےٰ شانہ اُنکی کوششوں کو قبول فرمائے یون لکھا ہے کہ جب ناقہ سرور انبیا صلوٰۃ اللہ علیہ کا آیا اور مسجد کے در پر بیٹھ گیا تو آپنے فرمایا ھٰذَا اَلْمَنْزِل انشاء اللہ تعالےٰ اور حضرت خیر البشر صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ناقہ کی پشت پر سے رونق افروز ارض طیبہ مدینہ ہوئے اور یہ آیت شریف پڑہی اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ○ اُسوقت یہ بقعہ شریفہ ایک نخلستان تہا اور اُسکے وسط مین ایک مربد تہا مربد اُسے کہتے ہین جہان خرما کو خشک کر کے کھجور بنا لیتے ہین اور وہ دو یتیمون کا حق تہا جنکا نام سہل اور دوسرے کا نام سہیل

بن رافع بن عمرو تھے اور سعد بن زرارہ کی نگرانی مین تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے رونق افروزی سے پہلے ایک جماعت مسلمانون کی وہین نماز پڑھتی تھی حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُن دونون یتیمون کو طلب فرمایا اور اُس موضع کو اُنسے بطریق بیع طلب کیا اُن بچون نے بغیر معاوضہ نذر کرنا چاہا آپنے قبول نہ فرمایا اور اُس زمین کی قیمت دس مثقال طلاء قرار پائی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے وہ قیمت اپنی تحویل سے ادا کی پہلے قیمت زمین اُن یتیم بچون کو دی گئی پھر سنہ ہجری مین مسجد شریف کی بنا رکھی گئی بعض اور انصار نے بھی جنکے نخل وہان تھے اُنکو جدا کرکے زمین سے نشیب و فراز کو ہموار کیا اور جو نخل بیجا واقع تھے اُنکو اُٹھالیا اور مسجد نفیس بنیاد کی بنیاد رکھی گئی اور بقیع کے ایک موضع مین قریب بیر ایوب کے حضرت سیدنا ابراہیم کی مسجد کے شمال کیطرف اسکی نہین بنائی گئین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بنفس نفیس اور صحابہ کی ایک جماعت اینٹ اور پتھر مسجد کی تعمیر کے لئے لاتے تھے اور اصحاب کی تشویق اور تسلی کیواسطے آپ یہ ارشاد فرماتے جاتے تھے اَللّٰھُمَّ لَاخَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَۃِ فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَہ اور سقف مسجد شریف کی نخل کے جریدون سے اور ستون بھی اُسی کی چوب سے بنائے گئے تھے حدیث مین وارد ہے کہ جب محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بنیاد اس مسجد مبارک کی رکھتے تھے تو جبریل امین حضرت عزت کا حکم لے کر آئے کہ اسکا عرش بنائے ایسا کہ جیسا موسیٰ سے کلیم اللہ کا تھا کہ بلندی اُسکی سات گز سے زیادہ نہو اور اُسکی تزئین اور تفتیش مین تکلف کو راہ نہ دینا مسجد مبارک کی جہت حضرت بادشاہ دین و دنیا کے وقت مین ایسی تھی کہ جب پانی برستا تھا تو مٹی اوپر سے آدمیون کے سر پر گرتی تھی طول مسجد نورانی کا اول بنا مین قبلہ سے حد شمال تک چون گز تھا اور حد مشرقی سے حد مغربی تک تریسٹھ گز تھا اور

بعد فتح خیبر کے سنہ ۷ ہجری مین مسجد روشن کی بنا کی تجدید کیگئی اور ہر جانب سے صد در صد
کی گئی **طبرانی** نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم نے ایک انصار سے کہ ہمسایہ مسجد پاک کا تھا ارشاد فرمایا کہ تجھسے ہو سکتا ہے
کہ بدلے مین بقعہ زمین کے جو تیرا ہے بہشت مین ایک مکان لے اتفاق وقت
سے اُسکو یہ توفیق نہوئی اُسنے کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین
بہت غریب آدمی ہون اور عیال دار ہون میرے پاس اسکے سوا اور کوئی زمین نہین
ہے حضور پر نور نے اُسے معذور رکھا **حضرت عثمان غنی** رضی اللہ تعالے عنہ
نے دس ہزار درم مین اُس سے وہ زمین خریدی اور بہشت کے گھر تقسیم کرنیوالے
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئے اور عرض کی میرے
ماں باپ آپ پر قربان وہ زمین مجھ سے لیجئے اور بہشت کا گھر مجھے دیجئے پس آپنے
وہ زمین حضرت عثمان بن عفان سے بہشت کے گھر کے بدلے مین لی اور مسجد معلے
مین داخل کی اور ایک اینٹ اپنے دست مبارک سے بنیاد کی جگہ پر رکھی اور حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو طلب فرمایا آپنے بھی بحکم رسول خدا ایک اینٹ
آنحضرت کی اینٹ کی برابر رکھدی اسی طرح حضرت **عمر** و حضرت **عثمان** رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا ان دونون
صاحبون نے بھی ایک ایک اینٹ اُن دونون اینٹون کی برابر رکھدین اور یہی ترتیب
وقت بنائے **مسجد قبا** کے بھی بیان کی گئی ہے اور حضرت **عثمان** رضی اللہ عنہ کے
ذکر مین اس بنا کے وقت اختلاف سے اسلئے کہ حضور پر نور کی ہجرت کیوقت حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ مین نہ تھے ہنوز ہجرت حبشہ سے آپنے معاودت نہ فرمائی تھی واللہ اعلم
بالصواب۔

امام احمد ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اصحاب رضی اللہ
عنہم اینٹین اُٹھاتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بھی اُنکی موافقت

کرتے تھے ایکبار مین نے دیکھا کہ شکم مبارک سے سینہ صافی تک اینٹین تھین اور آپ اُنکو لئے جاتے تھے مین نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہہ مجھکو دیجئے کہ مین لیجاؤن یہ بہت بار ہے فرمایا کہ اینٹین بہت ہین تو بھی لے آیہ میرے واسطے چھوڑ دے یا ابا ھریرہ لاعیش الا عیش الآخرہ یہ واقعہ بیشک بنائے ثانی کا ہی اسلئے کہ اسلام ابوہریرہ کا خیبر کے سال ستہ ہجریہین سے اور بنائے اول مقدم ہی حدیث صحیح مین وارد ہے کہ ہر صحابی ایک ایک اینٹ اُٹھاتا تھا اور عمار بن یاسر دو دو اینٹین اُٹھاتے تھے کہ ناگاہ نظر سرور انبیا علیہ السلام کی اُنپر پڑی آپنے فرمایا ویح عمار یقتلہ الفئۃ الباغیۃ یدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار اور قبلہ بنائے اول سے اٹھارہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف تھا اور مسجد کے تین دروازے تھے ایک دروازہ پایان کی طرف جسطرف اب قبلہ ہے اور ایک دروازہ غرب کی طرف کہ اب اُسکو باب الرحمۃ کہتے ہین اور تیسرا دروازہ کہ آنحضرت اُسمین سے مسجد مین تشریف لاتے تھے اور وہ باب آل عثمان ہے جسے اب باب جبریل کہتے ہین قریب مسجد آنحضرتؐ کے نہ وہ شباک کہ عوام الناس اُسکو باب جبریل کہتے ہین جب آیت قبلہ نازل ہوئی تو جبریلؑ امین حضرت رب العزت کی طرف سے آئے اور حجابہائے ناسوتی مثل کوہ و اشجار وغیرہ جو جمال کعبہ کا حجاب تھے اُٹھا دیا اور بنائے مسجد نبوی زادہا اللہ تشریفاً وتعظیماً اُس جگہہ پر کہ اب ہے آپنے اپنی چشم مبارک سے ملاحظہ فرماکر میزاب رحمت کیطرف قبلہ درست فرمایا المؤنفہ

دیکھو وہ سامنے میزاب کے ہے گنبد سبز　　اہل کعبہ ادہر آؤ مرا کعبہ دیکھو

وبعد تحویل قبلہ کے چودہ یا پندرہ روز تک مقام حضرت کا نماز کے وقت اسطوانہ مخلق کے پیچھے تھا جسکو اب اسطوانہ عائشہؓ کہتے ہین اور بعد اُسکے موضع محراب مین جہان اب ہے متعین ہوا اور آنحضرتؐ کے زمانہ مین علامت محراب جیسا کہ اب

مسجدون مین متعارف ہے تہی ابتدا اسکی حضرت عمر بن عبد العزیز
سے ہے جسوقت کہ وہ ولید بن عبد الملک اموی کی طرف سے امیر مدینہ تہی
اور مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ بیت المقدس مین اوس جگہہ تہا
کہ اگر پشت اس اسطوانہ مذکورہ کی طرف کرکے شام کیطرف جائین تو سامنے
باب عثمان کے کہڑے ہون اور باب مذکور داہنے کتف پر ہو تو اوس موضع کو
پالین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم منبر شریف بنے کے پہلے محراب کے قریب
متصل جانب غربی کہڑے ہوکر اصحاب کو شرف التمام خطبہ سے مشرف فرماتے تہے اور کبہی کبہی طول قیام
کے سبب سے جو تہکن پاے مبارک کو ہوتی تہی تو ایک چوبی ستون جو وہان نصب کیا گیا تہا اوپر
تکیہ فرمالیا کرتے تہے ایک مرد دیار عرب سے مدینہ مطہرہ مین وارد ہوا روایات صحیحہ سے
ثابت ہے کہ وہ بعض انصار کے موالی مین سے تہا اوسنے حضور پر نور مین التماس کیا
کہ اگر حضور قبول فرمائین تو مین ایک منبر تیار کرون کہ اوسپر قیام کرنے مین بہی حضور کو
تکلیف نہو اور جلسہ کرنے کے وقت بہی آرام ملے اوسکا التماس حضور مین قبول
ہوا اوسنے تین ۳ درجون کا منبر تیار کیا تیسرا درجہ حضور کے جلسہ کے لئے تہا
صحیح روایت سے ثابت ہے کہ جب اوس منبر کو اوس مقام پر نصب کیا کہ
جہان اب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوس مقام سے
کہ جہان آپ اوس چوبی ستون سے تکیہ کرکے خطبہ پڑہتے تہے اس تازہ منبر کی طرف توجہ فرمائی تو
وہ ستون چوبین آپ کے صدمہ فراق سے شق ہوگیا اور اوس سے صدائے گریہ بلند ہوئی اور
اوسکی آواز کا انداز ایسا تہا کہ جسطرح ناقہ آواز کرتا ہے اور اوسکے رونے کی آواز
مسجد شریف مین اسطرح بلند ہوئی کہ سبہون نے جو اوسوقت حاضر تہے سنا اور وہ لوگ
بہی وہیں گریہ دردناک سے رونے لگے حضرت رحمۃ للعالمین محب الفقرا والمساکین صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم منبر سے اوترے اور اوس ستون پر دست شفقت رکہا اور فرمایا کہ اگر تو کہی

تو تجھکو تیری جگہہ پر جس حالت مین تنہا چھوڑ دون اور اگر چاہے تو بہشت جاوید مین تجھکو نصیب کردون کہ انہار دعیون جنت سے تو سیراب ہوا کرے اور بار آور ہوتا رہے کہ دوستان خدا تیرا میوہ کہائین آپ نے ایک لحظہ کے بعد اصحاب کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ادنے ہی اختیار کیا کہ وہ دار الخلد مین رہے۔

مروی ہے کہ جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہہ روایت سنتے تھے تو بہت روتے تھے کہ اے بندگان خدا جب ایک لکڑی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے فراق مین گریہ کیا تو تم تو انسان ہو اوس سے بہت زیادہ سزاوار گریہ و بکا کے ہو گیا خوب کسی کہنے والے نے کہا ہے ؎

سنگے و نباتے کہ درد خاصیتے ہست ۔۔۔ بہ زادمے دان کہ درو معرفتے نیست

حضرت مولنای رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو کس خوبصورتی سے نظم کیا ہے کہ صوفیہ کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین ہی کا دل جانتا ہے وھو ھذا۔

نظم حکایت

اُستنِ حنانہ از ہجر رسول	نالہ میزد ہمچو ارباب عقول
در میانِ مجلس وعظ آنچنان	کز وی آگہ گشت ہر پیر و جوان
در تحیر ماندہ اصحاب رسول	کز چہ مینالد ستون با عرض و طول
گفت پیغمبر چہ خواہی ای ستون	گفت جانم از فراقت گشت خون
از فراقِ تو مرا چون موخت جان	چون ننالم پے تو اے سرو روان
مسندت من بودم از من تا ختی	بر سرِ منبر تو مسند ساختی
پس رسولش گفت کای نیکو درخت	اے شدہ با سر تو ہمراز بخت
گر ہمی خواہی ترا نخلے کنند	شرقی و غربی ز تو میوہ چنند

یادران عالم حقت سروی کند — تا تر و تازه بسانی تا ابد
گفت آنخواهم که دایم شد بقاش — بشنوای غافل کم از چوبی مباش
آن ستون را دفن کرد اندر زمین — تا چو مردم حشر گردد یوم دین
تا بدانی هر کرا یزدان بخواند — از همه کار جهان بیکار ماند
هر کرا باشد زیزدان کار و بار — یافت بار اینجا و بیرون شد ز کار
وانگه او را بنود از اسرار داد — کی کند تصدیق آن ناله جماد
گوید آری نے ز دل بهر وفاق — تا نگویندش که هست اهل نفاق
گر نبندی واقفان امر کن — در جهان رو گشته بودی این سخن
صد هزاران زاهل تقلید و نشان — افگندشان نیم و نیمی در گمان
گر به ظن تقلید و استدلال شان — قایم است و جمله پر و بال شان
شبهه‌ی انگیز و آن شیطان دون — در فتند این جمله کوران سرنگون
پای استدلالیان چوبین بود — پای چوبین سخت بی تمکین بود
غیر آن قطب زبان دیده ور — کز ثباتش کوه گردد خیره سر
پای نابینا عصا باشد عصا — تا نیفتد سرنگون او جز عصا
آن سواری کو سپه را شد ظفر — اهل دین را کیست سلطان بصر
یا عصا کوران اگر ره دیده اند — در پناه خلق روشن دیده اند
گر نه بینایان بدندے و شهان — جمله کوران خود بمردندی عیان
نے ز کوران کشت آید نه درود — نی عمارت نی تجارتها و سود
گر نه کردی رحمت و افضال شان — در شکستے چوب استدلالیان
این عصا چه بود قیاسات و دلیل — آن عصا که داد شان بینا جلیل
او عصا مان داد تا پیش آمدیم — آن عصا از خشم هم بر وی زدیم

چون عصا شد آلت جنگ و نفیر — آن عصا را خورد بشکن ای ضریر
حلقهٔ کوران بچه کار اندر اید — دیده باز آرید در میدان نه آورید
دامن او گیر کو دارد عصا — در نگر آدم چه دید از عصا
چون عصا شد مار و استن با خبر — معجز موسیٰ و احمد در نگر
از عصا ماری و از استن حنین — پنج نوبت میزند از بهر دین
گر نه نامعقول بودی این عزه — کی بدی حاجت بچندین معجزه
هر چه معقولست عقلت میخرد — پی بیان معجزه پی جز رود
این طریق منکر نامعقول بین — در دل هر مقبلی مقبول بین
آنچنان کز بیم آدم دیو دد — در جزائر در رسیدند از حد
هم ز بیم معجزات انبیا — سر کشیده منکران زیر گیا
تا بنا موکس سلمانی زنید — در تلمس تا بدانی که کنید
همچو قلابان بران نقد تباه — نقره می مالند و نام بادشاه
ظاهر شان شان توحید و شرع — باطن آن همچو درمان تخم صنع
فلسفی را زهره فی تا دم زند — دم زند دین نقش بر هم زند
دست و پای زاو جماد جان او — هر چه گوید آن دو در فرمان او
با زبان گرچه که تهمت می نهند — دست و پاها شان گواهی میدهند

نظم

دو ستون جسکی حکایت ہو چکی — شک نہین تما عاشق زار بنی
ای مسلمانون وہ چوب مردہ تہی — عشق نے اک روح اُسمین پھونکدی
زندہ جاوید اُسکو کر دیا — خلد کی کیاری مین اُس کو گھر دیا

تو بھی اے اکبر نبی سے عشق کر	اور دل کو اوس خزانے سے تو بھر
عشق پیغمبر ہے جانِ عاشقان	ہے یہی روحِ روانِ عاشقان
جو کہو اکبر عشقِ پیغمبر نہین	ایسا مسلم ہے کہ وہ کافر نہین
وہ بلال مشک رنگ و باصفا	عشقِ حضرت نے اونہین کیا کردیا
شبِ غم سے زیادہ تیرہ فام	عشقِ احمد نے کیا ماہ تمام
ہوگئے محبوب خلق اللہ کے	کیسی خلق اللہ خود اللہ کے
حورین جنت مین ہین مشتاقِ بلال	ہین بلال اب عید کے گویا ہلال
عشقِ پیغمبر تھا گویا کیمیا	ہوگئے کندن بلال خوش لقا

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حنین جذع مشہور ہے بلکہ حد تواتر کو پہونچی ہوئی ہے صحابہ کی ایک جماعت کثیر نے اوسے روایت کیا ہے اور جذع مذکور بعض صحابہ کے سامنے کا واقعہ ہے اور آخر کو بسبب طول عہد کے وہ بوسیدہ ہوگیا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حکم سے جہان پر وہ ستون کھڑا تھا وہین دفن کردیا گیا تھا اور طول **منبر شریف** کا بقول صحیح دو ذراع تھا اور عرض اوسکا ایک ذراع ہر درجہ شبرے و تا زمان خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہم برحالِ خود تھا اول سے جسنے جامہ قسطلیہ پہنایا وہ حضرت **عثمان** رضی اللہ تعالے عنہ تھے اور حضرت عثمان نے اپنی خلافت کے چھ برس کے بعد درجہ سفلے سے کہ حضرت عمر رضہ نے بعد حضرت ابوبکر کے اختیار فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے جلوس فرمانے کی جگہہ پر گئے اور ایک قول یہ ہے کہ جسنے منبر شریف کو پہلے لباس پہنایا وہ امیر معاویہ رضہ تھے اور امیر معاویہ نے اسکے چھ درجے اور زیادہ کئے اور منبر شریف کو اوسکے اوپر رکھدیا کہ وہ اب اوب کے طریقہ سے محفوظ رہے بعد اسکے مہدی خلیفہ نے چاہا کہ اتنی ہی مقدار وہ بھی زیادہ کرے مگر حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے اوسے

منع کیا اور جب حضرت امیر معاویہؓ کے منبر مین بہی طول زمانہ کے سبب سے کہنگی کے اثر پیدا ہوئے تو بعض خلفائے عباسیہ نے تجدید منبر شریف کی کی اور منبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی لکڑی جو بچ رہی تہی تو تبرک کے طریق پر اوسکے شانے بنوائے اور قول صحیح یہ ہے کہ منبر محترق بحریق کہ جو ۶۵۴ھ مین واقع ہوا تہا وہ منبر خلفاے عباسیہ کا تہا اور ارباب تواریخ کہتے ہین کہ وہ منبر وہی امیر معاویہؓ کا منبر تہا علاوہ منبر مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اور صحیح وہی قول اول ہے واللہ اعلم اور بعد اسکے ہر ایک سلطان نے ایک نیا منبر بنایا اور مین تغیر جیسا کہ پہلے ہوتی تہی کرتے تہے الیٰ یومنا ھذا۔ چنانچہ بحکم سلطان روم سلطان مراد خان خلد مکان بن سلطان سلیم خان جنت آشیان ۹۹۸ھ ہجری مین ایک عالی شان منبر سنگ رخام سے بنایا گیا اور اوسکے جوڑنیکا مسالہ ہفت جوش سے تیار کیا گیا بعضے فضلاے روم نے اس منبر شریف کی بنا مین یہ تاریخ پائی ہے منبر اعمر سلطان مراد

باب ہفتم در بیان اسطوانات حرمت

اسمات مسجد نبوی کہ اون ہی برکت اور تیمن لینا مندوب و ماثور ہے اور وہ آٹھ ہین۔ اول اسطوانہ وہ ہے کہ متصل محراب نبوی کی ہے طرف یمین مقام امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر قائم کئے جانیکے پہلے خطبہ وہان پڑہتے تہے اور استن جذع کہ حضرت کے فراق مین گریہ کیا وہ وہین تہا اور بمقتضاے کلام اکثر اسطوانہ مخلوق اوسیکا نام تہا اس سبب سے کہ خلوق نام ایک مشہور خوشبو کا ہے اوسکو اسپر ملا تہا اس سبب سے کہ اوسپر بعض بوداد چیزین ملی ہوئی تہین بعض اصحاب کا میل نصاب آنحضرت اوسے متصل یعنی نفل پڑہنے کیلئے اختیار کرتے تہے ثانی اسطوانہ عائشہؓ ہے رضی اللہ عنہا اور اسطوانۃ القرعہ اور اسطوانۃ المہاجرین بہی کہتے ہین مضمون کلام مطری کا کہ اس بلدہ معظمہ کو خوزنیز نہیں ہے یہ ہے کہ خلوق نام ہے اور یہ اسطوانہ حجرہ شریفہ

کیطرف سے ہی اور منبر شریف کیطرف سے بھی تیسرا ہے اور روضہ مطہرہ کے وسط مین
واقع ہے تحویل قبلہ کے بعد حضرت سرور انبیا صلوات اللہ علیہ نے ایک مدت تک
اس اسطوانہ کیطرف نماز پڑہی ہے اور بعد اسکے اُس جگہہ جہان محراب نبوی ہے نقل مقام فرمایا
کبار مہاجرین سے حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق و غیر انیشان رضوان اللہ علیہم
اجمعین اس ستون کیطرف نماز پڑہتے تہے اور اجتماع کرتے تہے طبرانی نے حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ
وسلم نے فرمایا کہ میری مسجد مین ایک بقعہ ہے اس ستون کے آگے اگر آدمیون کو
اُسکی حقیقت معلوم ہو جائے تو بغیر اسکے کہ قرعہ ڈالین انکو وہان نماز میسر نہ آئے جسوقت
کہ حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ حدیث روایت
کی ایک جماعت نے ابنائے صحابہ سے رضوان اللہ علیہم اجمعین استفسار کیا کہ وہ بقعہ
کوان سا مقام ہے مگر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے تعیّن اوس مقام کی معلوم
نہوئی جماعت حاضرین حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی ملازمت سے باہر آئی
عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما جو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بہن کے بیٹے
تہے وہ وہین رہے اور دوسری جماعت بہی باُمید استخبار مقام مذکورہ حضرت ام المومنین
رضی اللہ عنہا سے مسجد مین متر صد بیٹہی تہی تہوڑے زمانہ کے بعد حضرت عبداللہ ابن الزبیر
رضی اللہ عنہما اپنی خالہ صاحبہ رضی اللہ عنہا کے حضور سے باہر آئے اور اسی اسطوانہ کے
داہنے پہلو مین نماز پڑہی پس لوگونکو معلوم ہوا کہ وہ بقعہ شریفہ جسکی سرور انبیا
صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نے خبر دی تہی یہی اسطوانہ مستجاب ہے۔

ثالث اسطوانہ توبہ ہے حجرہ شریفہ سے دوسرا ہے اور منبر شریف سے چوتہا ہے
برابر اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بجانب حُجرہ کہتے ہین کہ درمیان اُسکے اور قبر شریف
کے بیس گز ہین واللہ اعلم اور اُسکو اسطوانہ ابولبابہ کہتے ہین کہ وہ نقبا انصار

ایک شخص تہے کہ اونہون نے اپنے تئین اس ستون سے باندھا تھا کہ توبہ اور اعتذار اونکا قبول درگاہ
حضرت شفیع المذنبین ہو صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اصل اس قضیہ کی یہ ہے کہ وہ صاحب
عہد و پیمان بنو قریظہ کے تہے کہ جو یہود کے قبیلون سے ایک قبیلہ ہے جسوقت سرور
انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا محاصرہ کیا تہا تو یہود مشورہ کے لئے حضرت ابو لبابہؓ
کے پاس آئے کہ جو کچھ ہم کہین وہ سپر عمل کرین لڑکے اور عورتین انکے پیرون پر گر پڑین اور
جزع اور فزع کرنے لگین کہ ان لوگونکو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے حضور مین حاضر کردین اور عذر و معذرت کرین حضرت ابو لبابہؓ نے کہا کہ مین ایسا ہی
کرونگا جیسا کہ تم کہتے ہو مگر سلسلہ مین اسی کلام کے ایک ادا کی کہ اپنے ہاتھ سے
اشارہ اپنے حلق کی طرف کیا یعنی آخرکار تمہارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے حضور مین ذبح اور قتل سے یہہ بات حضرت ابو لبابہؓ سے بحکم بشریت واقع ہوئی چونکہ
اون لوگونکی جزع اور فزع حد سے گذری قبول انکا اسکا متحمل نہوا مگر اونکو معلوم ہو گیا کہ وہ خیانت
اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی خیانت کی یعنی قبل اسکے کہ اونکے واسطے کوئی حکم ہو انہون نے راز
فاش کیا اسی عمل کے اعتذار اور تقصیر مین اس ستون مین اپنے تئین ایک زنجیر گران سے
باندہ دیا تہا دس روز سے زیادہ بندہے رہے اور اسی حال مین اللہ سے قصر عفو اور فریاد
کرتے تہے انکی لڑکی آتی تہی وہ نماز کیوقت اور قضائے حاجت کیوقت کہول دیا کرتی تہی
اور پہر باندہ دیتی تہی بسبب بہوک اور پیاس کے اونکی سماعت بیکار ہو گئی تہی قریب تہا
کہ بصارت بہی زائل ہو جائے کہ آیت یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ +
انہین کی شان مین نازل ہوئی حضرت ابو لبابہ رضی اللہ تعالے عنہ نے قسم کہائی
تہی کہ مین تئین اس قید سے نہ کہلواؤنگا جبتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم اپنے دست مبارک سے نہ کہولینگے اور نہ کہانا کہاؤنگا اور نہ پانی پیونگا یا تو
مرجاؤن یا مجھے بخشدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ

پہلے میرے پاس آتا تو مین اوسکے واسطے شرط استغفار بجا لاتا مگر چونکہ اوسنے اپنے تئین
خود حضرت رب العزت مین حوالہ کردیا تو تا وقتیکہ وہین سے حکم نہو مین بھی کچھہ نہین
کرسکتا تو صبح کیوقت بیبی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا مین توبہ اونکی نازل
ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بنفس نفیس اُنکو آکر اپنے دست مبارک
سے کھولا ابولبابہؓ نے عہد کیا کہ اب مین ہرگز دار بنو قریظہ مین قدم نرکھونگا کہ اوس جگہہ خدا اور
خدا کے رسولؐ کی خیانت واقع ہوئی اور بعض روایات مین اوسکا صحابہ کا بھی بعض تقصیرات
کے سبب سے اس ستون مین باندھا جانا ثابت ہوا ہے ۔

ابن زیالہ محمدؐ بن کعب سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کی صلوٰۃ نافلہ اسی اسطوانہ توبہ کیطرف تہی اور صلوٰۃ صبح کے بعد بھی اسی اسطوانہ
کیطرف پھر جایا کرتے تہے اور اس سے پہلے ضعفا و مساکین اصحاب اور مولفۃ القلوب
واصحاب صفہ و مہمانان اور وہ لوگ جو خانہ بدوش تہے سوائے مسجد شریف کے اور
کہین جگہہ نہ تہی اسی ستون کے گرداگرد حلقہ زن رہتے تہے اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم ان فقرا اور مساکین کے حلقہ مین آکر رونق افروز ہوتے تہے اور جو
کچھہ شب کو آپ پر نازل ہوتا تہا وہ ان لوگون پر تلاوت فرماتے تہے اور تعلیم احکام کی
فرماتے تہے اور انسے باتین کرتے تہے اور انکی سنتے تہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ھٰذَا
النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَرْسَلْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحِمُ الْفُقَرَاءِ وَمُعِیْنًا
لِّلضُّعَفَاءِ وَالْمَسَاکِیْنَ ✽ اور نزدیک طلوع آفتاب کے اہل ثروت وغنا اور ارباب
شرف وعلا اصحاب مین سے حاضر ہوتے تہے اور جگہہ بیٹھنے کی مجلس مین نہ پاتے
تہے بقصد تالیف قلوب دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا انکی طرف مایل
فرماتا تہا کہ فرمان بارتبہ نے شانہ پہونچا وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ
بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ ؛ اور کبھی اعتکاف کیوقت بطور تخت فرش کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لئے ڈالے جاتے تھے اور کبھی اس ستون کے علاوہ بھی فرش بچھایا جاتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تکیہ لگا کر نشست فرماتے تھے رابع اسطوان سریر ہے کہ لاحق شباک شرقی سے اسطوان التوبہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا سریر اور فرش حصیر تازہ نزدیک اسطوانہ توبہ کے ہوتا تھا اور کبھی نزدیک اس اسطوان کے لیکن اترا اسطوان سریر اسی اسطوان کو کہتے ہیں۔

حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مسجد شریف میں معتکف ہوتے تھے اور حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سریر مبارک میں شانہ کرتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ایک سریر چرمین نخل کا تھا کبھی اعتکاف کے مقام پر اور کبھی اوس جگہ جو بیچ میں ہے اسطوان اور قنادیل کے بچھایا جاتا تھا اور اکثر احوال میں حضرت کا ایک بوریا تھا جو مصرف میں رہتا تھا شب کے وقت حضرت اوس پر استراحت فرماتے تھے اور دن کے وقت پائے مبارک کے نیچے ڈال دیا کرتے تھے ؎

بوریا جائے من و جائے تو نگر قالین ✧ شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر است

خامس اسطوان محرس اور اسطوان علی بن ابی طالب علیہ السلام اللہ علیہ بھی کہتے ہیں کہ جائے نماز حضرت کرم اللہ وجہہ کی اکثر اوقات وہی تھی اور آپ راتوں کو یہیں بیٹھکر حراست اور پاسبانی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی کیا کرتے تھے۔

مطری کا قول ہے کہ وہ اوس در کے مقابل میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اوسیں سے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے گھر میں سے مسجد شریف میں تشریف لایا کرتے تھے سادس اسطوان الوفود اسطوان محرس کے پشت پر ہے شمال کیطرف سے وفود جمع وافد کی ہے وافد اوس جماعت کو

کہتے ہین جو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ آتے جاتے وفود نواحی سے حضرت کے برائے حصول
شرف پابوس اور بجہت ادراک سعادت اسلام اور تعلیم شرائع واحکام کے لئے حاضر
ہوتے تہے تو اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اسی مقام پر رونق افروز ہوتے تہے اور آپکے
جمال جہان آرا کے نظارہ سے اونکو مشرف فرماتے تہے وغنماے صحابہ وافاضل عصابہ
حضرت کی ملازمت مین باادب حاضر رہتے تہے سابع مربعۃ البعیر اور اوسکو مقام
جبرئیل بھی کہتے ہین حضور علیہ السلام کا اکثر وقت وحی نازل ہونیکے وقت یہین صرف ہوتا تہا
اس اسطوان اور اسطوانۃ الوفود کے بیچ مین ایک اسطوانہ ہے کہ لاحق ہے شباک حجرہ شریفہ کے
اور دروازہ حضرت فاطمہ زہرا کے گہر کا اسی جگہہ تہا سلام اللہ علیہما جب حضرت سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حجرہ شریفہ سے برآمد ہوتے تہے تو اس دروازہ پر کہڑے ہوکر حضرت علی اور حضرت
فاطمہ اور حضرات حسن وحسین سلام اللہ علیہم کو مخاطب کرکے فرماتے تہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ
اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ
تَطْهِیْرًا اور سید علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ آدمی اب تبرک سے اس اسطوانہ
اور اسطوانہ سریر کے محروم ہین بسبب انغلاق شباک ابواب کہ گرد حجرہ شریفہ کے
واقع ہے ہم اس بات کو مانتے ہین کہ مراد سید کی عدم امکان جلوس اور صلوۃ ہے ان
اسطوانجات کے ہر طرف سے لیکن نصف اسطوانہ سریر مغرب کی طرف سے داخل مسجد
ہے بیٹہنا اور نماز پڑہنا اوسکے جوار مین میسر ہے اور یہی حال ہے اسطوان الوفود کا چونکہ
اعتکاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اسطوانہ سریر مین جانب داخل
شباک کہ متصل حجرہ شریفہ کے ہے ہوتا تہا تو گویا حرمان تبرک اسوجہہ سے ہے
واللہ اعلم ثامن اسطوان تہجد کہ محراب منہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کہ اسوقت تک متعین اور موجود ہے اوسمین ہے اور وہ عقب حجرہ حضرت فاطمہ
زہرا کے ہے سلام اللہ علیہما شمال کی طرف ۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہر شب
ایک بوریا اس مقام پر بچھایا کرتے تھے اور نماز تہجد یہیں پڑھا کرتے تھے۔
اکبر بے بضاعت حضور پرنور میں عرض کرتا ہے اے
حضور اقدس واعلیٰ میرے پاس بھی آپکا بخشا ہوا ایک بوریا ہے ؎ لمولفہ

فقیر خانے کے دیکھو تکلفات اگر — کہ فرش خاک ہی ہے اور سپہ بوریا ہی ہے
جواب آئیں تو ہم فرش بے بہا بھیجیں — دکھائیں تمکو تکلف غریبخانے کا

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو دیکھا کہ حضور اقدس
واعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہر شب یہاں تہجد ادا فرماتے ہیں وہ تو جان و دل
سے حضور والا کی پیروی اور سنت کے عاشق تھے تہجد کے وقت بھی ایک بڑا مجمع ہونے لگا
حضور والا نے جو یہ از دحام ملاحظہ فرمایا تو حصیر مبارک کو لپیٹ کر گھر میں رکھوا دیا جب صبح
ہوئی تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی اور اسکا سبب دریافت کیا
حضور اقدس واعلیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں ڈرا اس بات سے کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ ہو جائے
اور تم اوسکا حق نہ ادا کر سکو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ چونکہ آپ رحمۃ للعالمین تھے آپ کی
شفقت اسیکی مقتضی تھی مگر ہم غلاموں کو چاہیئے کہ اس شفقت بے پایان کا شکریہ
ادا کریں اور آپکے دائرہ اتباع سے قدم باہر نہ رکھیں قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی شَانُہٗ
لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ
بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

رُباعی

شاہا تو کریمی و رسولِ تو کریم — صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم
ما را چہ غم از جزائے محشر باشد — سلطان چو کریم آمد و دیوان چو کریم

یارو سنو اور خوب دل لگا کر سنو دنیا نہایت بے ثبات ہے

اور اوس سے بہت زیادہ بے ثبات ہماری عمر کا زمانہ ہے اگر دنیا کی عمر کے مقابلہ مین
اپنی عمر کے زمانہ کا موازنہ کرین تو چشم زدن کی مہلت سے بھی بہت کم ہے افسوس ہے
کہ اتنے کم زمانہ پر ہمکو ایسا بھروسا کہ ہم ہمیشہ رہین گے قیامت تک زندہ ہی رہینگے
تم جانتے تو سب کچھ ہو مگر شاید بھول گئے ہو گے لو پھر یاد دلائے دیتا ہون
سنو اور یاد رکھو دیکھو اسوقت جس مکان مین ہو کتنا کشادہ ہے دونون وقت جھاڑو
دیجاتی ہے گرد و غبار نہین رہنے پاتا نواڑ کا عمدہ پلنگ کھنچا ہوا اور سپید نفیس سے نفیس
کپڑے کی بنی تو شک اطراف مین بہت خوشنما اور نرم تکیے اسکے سوا اور سب سامان
عیش مہیا ہین اب تمہارا مزاج آرام کا عادی ہو گیا اگر ان مین سے کوئی چیز نہو تو غالبًا
تمام شب تمکو نیند نہ آئے اب تمہاری دانشمندی کا تقضا یہہ ہے کہ اپنے آخرت کے
مکان کے لئے ایسا ہی سامان درست کرو تمنے ضرور دیکھا ہو گا کہ قبر کتنی تنگ ہوتی ہے
زندہ آدمی کو اوسمین سلا کر تختے پاٹ دیجئے تو ایک منٹ مین گھبرا کر دم نکلنے لگے
پھر کیا اوسمین کوئی بچھونا ہوتا ہے کسی مردے کے نیچے کوئی تکیہ لگا دیکھا گیا ہے وہان کوئی
انتظام پنکھے کا ہو سکتا ہے ایسا کوئی آدمی ملازم ہو سکتا ہے کہ قبر مین دونون وقت جھاڑو
دینے آیا کرے پلنگ تو وہان کیا بچھایا جا سکتا ہے کروٹ لینا دشوار ہے چراغ
قبر کے اوپر ہی جتنے چاہو روشن کر لو اندر تو ایمان ہی کی روشنی کا چراغ جل سکتا ہے افسوس
روزانہ کے تجربون کے ساتھ بھی یہہ غفلت۔

یارو سنو اگر اللہ اور اوسکے رسول کے ارشاد کو سچا سمجھتے ہو تو دنیا کی محبت کو دل سے
نکالکر پھینکدو ۵ رباعی

دنیا بنگاہ چشم بنیا نفسے — رغبت بنجد اقسم کہ آنہم قفسے
ہیہات کہ ہر کسے برائے نفسے — ہم در قفسے وہم بدام ہوسے

مصرع دنیا ہیچ است کار دنیا ہیچ است۔

حضور پرنور کا ارشاد حدیث اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّتُ الْکَافِرِ جسطرح مرد مسلمانکا دل جنت سے نکلنے کو نچا ہیگا اوسیطرح کفار و فساق کو دنیا محبوب ہے اور جسطرح گنہگارونکا دل دوزخ سے نکلنیکے گو پسند کریگا اوسیطرح سچے مومن کا دل دنیا مین گھبراتا ہے ۔

اے ایماندار بندو دنیا کی طرف سے دل کو اوٹھالو اور دیکھو غمخوار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے باوجود اختیار و قدرت ثروت دنیا کو نہ طلب کیا جو تمام روے زمین کے خزانون کے مالک ہون اور وہ تمام شب بوریا پر استراحت فرمائین جب صبح کو خواب ناز سے بیدار ہون تو تمام جسم نازنین مین بوریا کی نقش چھپکر رہجائین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اس حالت کو دیکھکر اندوہناک ہون مگر آپنے تا زمانہ وفات اس بوریا کو نچھوڑا ؎

مالک کونین ہین گو پاس کچھ رکھتے نہین ۔۔۔ دو جہانکی نعمتین ہین اونکے خالی ہاتھ ہین

دیکھو یارو کوئی دولت کوئی خزانہ تمہارے ساتھ قبر مین نجائیگا قبر مین جانے والی شے تمہارا ایمان تمہارے اعمال صالحات ہین سنو یارو اللہ تعالی شانہ نے تمہاری عمر کو تین حصون پر تقسیم کردیا ہے جب تم پہلے حصہ سے آگے بڑھو ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہو کہ تم غافل رہو اور ناگاہ پیک اجل سر پر آکر کھڑا ہو جائے پھر تمہین ایک سانس لینے کی بھی فرصت نہ ملے اور نقارہ کوچ بج جاے ۔

نظم

چو عمر از دہ گذشت و یا کہ از بیست ۔۔۔ نمی شاید دگر چون غافلان زیست
نشاط عمر باشد تا بہ سی سال ۔۔۔ چو چل آمد فرو ریزد پر و بال
پس از پنجاہ نبا شد تندرستی ۔۔۔ بصر کندی پذیرد طبع سستی
چو شصت آمد نشست آید بدیوار ۔۔۔ چو ہفتاد آمد افتاد آلہ از کار

۸۰ ۹۰
بہشتاد و نود چون در رسیدی — بسے سختی کہ از گیتی کشیدی
اگر صد سال مانی ور یکے روز — بباید رفت زین کاخ دل افروز

میرے پیارے بھائیو میری عرض سنو اور کاربند ہو دنیا کو تم خوب دیکھہ چکے ہزارون امیر ہزارون فقیر تمہارے سامنے تہ خاک ہو چکے ہین سب کا اوڑھنا بچھونا اسی خاک کو دیکھا ہوگا گدا اور شاہ قبر مین اور کر ایک ہی درجہ کے آدمی ہو جاتے ہین سوائے انبیا اور شہدا اور اولیا اللہ علیہم السلام و رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سبکی لاشین سڑگل کے خاک مین ملجاتی ہین **روح** اوسکو فنا نہین **ایک دوسرے عالم** مین رہتی ہے قیامت کے روز جب **یوم بعث** ہوگا یعنی سب مردے اپنی اپنی قبرون سے اوٹھینگے تب بحکم قادر مطلق اونکے اجسام مرتب ہو جائینگے اور یہہ روحین اون اجسام کیطرف پھیر دی جائینگی فرشتے سبکو میدان حشر مین لیجائینگے اور دفتر حساب و کتاب قائم ہو جائیگا داہنے بائین ہاتھون مین نامہ اعمال لئے ہوئے کھڑے ہونگے

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ نَارٌ حَامِيَةٌ

پروردگار تعالے شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ جسکی کا پلہ حسنات گران ہوا پس وہ عیش پسندیدہ مین ہے اور وہ شخص کہ جسکا پلہ حسنات سبک ہوا پس اوسکا مقام **ہاویہ** ہے جو دوزخ کا ایک سخت عذاب دینے والا طبقہ ہے اب پروردگار تعالے شانہ فرماتا ہے کہ آیا تم جانتے بھی ہو کہ ہاویہ کیا ہے خود ہی اوس سوال کا جواب ارشاد فرماتا ہے کہ وہ ایک آگ ہے جو شور مارنے والی دوسرے مقام پر پروردگار تعالے شانہ اسی آگ کی تعریف یون فرماتا ہے کہ یہہ اک اللہ کی آگ ہے نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ وہ آگ اللہ کی آگ ہے افروختہ کی گئی ہے اور وہ غالب ہوگی دلو پر تیسرے مقام پر پروردگار تعالی شانہ اوس آتش افروختہ کی چنگاریون کی مقدار بیان فرماتا ہے إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ كَأَنَّهُ

جملت مفرط وہ آگ پہنچتی ہے جگر یان بڑے بڑے محلون کے برابر گویا وہ
زردا ونٹ ہین ای مسلمان بھائیو مجھے تمہین سے کام ہے دوسرون سے
مطلب نہین مینے دوزخکی آگ کی سندین قرآن کی آیتین بلفظہ پیش کردین اب اسکے
وجود مین کوئی شبہ باقی نہین رہا اور جسے اسمین شک ہو وہ کافر اسلئے کہ قرآن پاک کے ایک
حرف کے انکار سے ہی مسلمان کافر ہوجاتا ہے پس بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو وعید
ایسی متحقق ہو کہ جسمین شک و شبہ کو مطلق دخل نہو اوسپر اعتبار نہ کیا جائے اور اگر کوئی یہہ کہے کہ
نہین ہمکو اعتبار ہے تو ہم اون سے یہ پوچھتے ہین اور نہایت ادب سے پوچھتے ہین کہ پھر
اس دنیا سے محبت کیسی جو سرچشمہ تمام غفلتونکا ہے مولوی روم قدس سرہ
ارشاد فرماتے ہین ؎

اہل دنیا کافران مطلق اند — روز و شب در زرق و در تلبیق اند
چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش نقرہ و نے فرزند و زن

جب دنیا سرچشمہ غفلت قرار پائی تو آگاہ دل آدمی تو اوس سے راہ کترا ہی کے نکلجائیگا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد مبارک تمام پند و نصائح کی جڑ ہے
حُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ دنیا کی محبت جڑ ہے تمام گناہونکی اور دنیا کا ترک
تمام عبادتونکی اصل ہے چنانچہ ان دونون باتونکی مثال کافی موجود ہے دنیا کی محبت
کی مثال تو اوس بدبخت ازل کی حکومت کے واقعات ہین جسکا نام پلید کافاحشہ ہے
یزید علیہ ما علیہ وہ دردناک حالات مین اس مقام پر تحریر کرنا نہین چاہتا الحمد للہ کہ میرا دل
اللہ کے دوستونکی محبت سے بھرا ہے مین اوسے خالی کرکے ایک بدبخت شقی کی عداوت کو
بھرون جب وہ ناپاک ہے تو اوسکی سب باتین ناپاک ہین تو گویا مجھے اپنے دل سے پاک
خبر کا کچھ حصہ جدا کرکے اوسمین ناپاک شے کو بھرنا پڑا جسکے اختلاط سے وہ پاک شے بھی مخلوط ہوجاتی

ای ذوق نکر نور مین آمیزش ظلمت — کیا کام تبرے کو محبت مین علی کے

اور ترک دنیا کی مثال حضرت سید التارکین ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے ؎

ترک دنیا گیر تا سلطان شوی ورنہ ہمچون چرخ سرگردان شوی

میرا ایک قطعہ دنیا کے بیان مین ہے میرے اعزہ کو وہ بہت پسند ہے فرزندان قلبی میان ریاض الدین اور مولوی سید نثار علی اور منشی عبد الغفار خان اور میان انعام اللہ اور میان احمد اللہ سلمہم اللہ تعالے کی خوشنودی طبع کے خیال سے درج کیا جاتا ہے وَھُوَھٰذَا

قطعہ

قرار اسکو نہین اک حال پر اکبر — عجیب رنگ ہے اس بے ثبات دنیا کا
ابھی سحر ہے ابھی شام ابھی ہے دن ابھی رات — خیال مین نہین آتا یہ انتظام ہے کیا
ابھی بہار تھی سرسبز تھا ہر ایک چمن — کھلے ہوئے تھے ہر ایک طرح کے گل صد برگ
ہر ایک گل تر و تازہ برنگ عارض حور — پڑے نظر بھی جو بلبل کی رنگ ہو میلا
ہر ایک غنچہ وہان تنگ مثل جان — کہ عقل کل سے نہ جسکا کبھی ہو عقدہ وا
ہر ایک سرو رین تھی اس غضب کی موزونی — کہ جسکے سامنے فتنہ قیامت کبرا
بنفشہ زار کی کچھ اور ہی بہار رین تھین — نگاہ مین تھا خم زلف یار کا نقشا
عجیب شان سے تھی محو آنکھ نرگس کی — دکھا رہی تھی نگہ جسکی حیرت عرفا
نسیم وجد مین تھی لڑکھڑا رہے تھے قدم — غضب تھا زمزمہ عندلیب ہوش ربا
گلہن بلند تھا حق سرہ کے ذکر کا شور — بپیہا کرتا تھا اک ڈال پر پیا رے پیا
ادھر کو فاختہ یا غوث تو پکارتی تھی — کہ دل کے پار ہوئی جاتی ہے وہ پاک صدا
ابو العلا کی صدا آ رہی تھی کانون مین — سنا جو غور سے ہمنے ہوا سنانا

زبان کسی کے تھا فرید فرید — ہزار بار اسے گوش دل سے ہمنے سُنا
صدا تھی پیر شرف کی بلند ایک طرف — گئی نظر جو ادھر بولتی تھی ایک چڑیا
جدھر کو جاتے تھی اوسکے دوستونکی یاد — روش روش تھی مقام رسیدگان خدا
یہہ باغ تھا کہ کوئی خانقاہ تھی یارب — عجیب نور کا عالم تھا واہ صلِ علیٰ
بچھا ہوا تھا جو سبزہ فرش گلشن مین — اوسی پہ لوٹتی پھرتی تھی ہر طرف کو صبا
ہر ایک تختے کی مٹی زمین عطر کی تھی — بسا تھا باغ وہ چلتی تھی پھینی بھینی ہوا
خوشی سے اینڈتے پھرتے تھے ہر طرف گلچین — بہار اپنی تھی پھول اپنے تھے چمن اپنا
روان تھی نہر تو جاری پہاڑونکے چشمے — بھری تھی جھیل تو لبریز تھا ہر ایک دیا
پہاڑ سبز تھے فیضِ ہوائے موسم تھی — درخت جھوم رہے تھے مثالِ اہل ولا
ہوا کے جھوکون سے جو خم ہوئی تھی ہر ایک شاخ — برائے سجدہ تھا گویا سر نیاز جھکا
ہر ایک سرو سے ظاہر تھا سرو قد قامت — وہ ایک پاؤن سے تھا سامنے خدا کے کھڑا
ہر ایک پھول کی پتی پہ تھی دفترِ اخلاق — ہر ایک شاخ پہ تھی اصل الاصول جود و عطا
بس ایکبار زمانے نے ایسی لی کروٹ — گئی جدھر کو نظر ایک عالم بُوتھا
نہ وہ بہار نہ وہ پھول تھے نہ وہ گلزار — یہان تھی گو کی لپٹ وہان سموم کا جھونکا
وہ پھول تھے جو خ یار سے بھی نازک تر — ہوا سے گرم سے تھا رنگ اونکا کملایا
ہوئی تھی سو کہہ کے ہر ایک گلاب کی پتی — لبِ جناب حسینؑ شہید دشتِ بلا ہے
جو نہر تھی کبھی لبریز مثل چشم یتیم — وہ خشک ہوکے پیاسونکا بنگئی تھی گلا
یہی بہار کا نقشہ تھا اپنی آنکھون مین — خزانکا اب ہے انہین مین کھنچا ہوا خاکا
پلک جھپکنے کی مہلت بھی ایک مہلت ہے — اسی تو اوس سے بھی کچھ ہر بھکی نہ بقا پایا
یہ کل کی بات ہے ہم کھیلتے تھے لڑکون مین — سفید بال ہین آج اور قد راست دوتا
زمین اپنی طرف کھینچنے لگی ہمکو — جو بیٹھتے ہین تو مشکل سے ہم اوٹھا جاتا

شرر کی عمر اگرچہ بہت ہی تھوڑی ہے
ہماری زیست کا ٹھہراؤ اوس سے کم ٹھہرا

نقوش آب کا بے بود و نار و تن ہر
ہماری جینے کا وقفہ ہے اوس سے بھی تھوڑا

کہان ہے شاہ زمین و زمان سلیمان آج
کہ جسکا تخت ہوا پر اڑا صباح و مسا

وہ شاہ جسکی حکومت ہزار سال رہی
اب اوسکی قبر کا بھی کچھہ پتہ نہین چلتا

ہمین تجھے تو ضرور اسکی کچھہ خبر ہوگی ؟
کہان ہین فقیر رومی کے استخوان تبلا

کہان ہے آج وہ افراسیاب بانی ظلم
کدھر گیا وہ سیاوش قتیل تیغ جفا

کہان ہے خسرو کے اپنی قوم کا پیارا
رہا نہ شاہ فریدون جیا نہ کیکاؤس

سکندری سے ہے اکبر کا نام ابھی روشن
بجھا ہی دیتی ہے اس شمع کو بھی باد فنا

کھڑا ہے دیدہ عبرت نما یہ یاد شاہ جہان
ادھر گری یہ عمارت کہ اوسکا نام مٹا

بقا کسیکو نہین اس جہان فانی مین
یہ رہ گذر ہے یہان کون گھر بنا کے رہا

یونہین زمین رہیگی یونہین رہیگا فلک
ہمارا چشم زدن مین تمام ہے قصہ

بدلتا رہتا ہے دنیا کا رنگ ہر ساعت
تلون اسمین ہے بالکل مزاج یار کا سا

ملی یہ جب سے تو کچھہ روز رون خوشی سے ملی
گھنچی تو ہو گئی پھر اوس سے دم کے دم مین جدا

وفا سرشت مین اسکے نہین ہے مکار
فریب حسن ہے اسکا ادا ہے اسکی دغا

جمال اسکا ہے مٹی شکار کرنے کی
شباب اسکا ہے پردہ طلسم کا گویا

ہوئین ہزارون بہارین خزان گلستان کی
چمک دمک مین پر اسکے ذرا نہ فرق آیا

بڑی بلا لگی ہے یہ پیر زن خدا ہی بچاے
جو اسکے دام مین آیا بس اوسکو لے ڈالا

جسے دکھا دیا گھونگٹ اولٹ کے مکھ اسنے
پھر اوسکو اسکے سوا کچھہ نہین نظر آتا

یہہ آج جس سے ملیگی مثال شیر و شکر
یہی ملا ئیگی کل اوسکو زہر کا پیالا

امید ین اسنے سکندر کی خاک کر ڈالین
اسیکے عشق مین مارا گیا شہ دارا

یہہ وہ ہے نام ہے جسکا بلاے دوران
پڑے نہ اس سے کسی نوجوان کو پالا

کٹے نہین ہین پر اسکے یہہ ایسی ناگن ہے ڈسے کسیکو تو اوسے نہ اسکا زہر اصلا

خدا کسیکو نہ اسکی کبھی محبت دے رہا کہین کا نہ وہ جس کا اس سے دل اٹکا

ہزارون لاکھون مین دل باختہ ہوئے اسکے مگر کسی سے نکلی سنے بہولکر بھی وفا

ہزارون سال کی ہے عمر پر ہے ٹہاٹہہ وہی نہ جھرّیان ہین بدن پر نہ رنگ ہے بدلا

شباب کی سی جو چہل پل تو بچپنے کی سی حال فرشتے دام مین آجائین ایسی طرز ادا

اسیر کرلیا اوسکو کمند گیسو مین جسے کہ نیچی نگاہون سے اوسنے دیکھہ لیا

عجیب اسکے خط و خال پر ہے اک عالم ہر ایک خال اس مین ہے نقش جب سے سوا

کہا ہے جنت کا فرجسے وہی ہے یہہ جہان نہ جنس ہو اپنی وہ باغ ہے صحرا

عجیب طرحکی وحشت برس رہی ہے یہان ٹدورتون سے بہرا ہے یہہ خاکدان سارا

قیام کی ہے یہہ منزل نہ بستر کا مقام یہان سے رخت سفر باندہئے کہ کھٹکا

یہہ مرحلہ ہے جگہہ ہوشیار رہنے کی یہان ذرا بھی ہوا غافل آدمی لٹا

بڑے غضب کا ہے چور آدمی کا نفس شریر ضرور گا ٹہہ کر لیگا گہات مین ہے لگا

یہہ چور وہ ہے جسے نقد کی تلاش نہین یہہ تاک مین ترے ایمان کی ہے اسکو بچا

یہہ مال وہ ہے کہ جسکی بڑی ضرورت ہے یہی وہ چیز ہے جو آخرت کا ہے توشا

سفر ہو دور کا اور دونون ہاتہہ خالی ہون پھر ایسی راہ کے رہرو کا حال کیا ہوگا

تجھے بھی ایک دن اکبر یہی سفر ہے پیش بس اب تو پاؤن کو توڑا ہے سب سے ہاتہہ اوٹھا

گیا شباب کا موسم خزان کا دن آیا خدا کے واسطے دنیا سے اب الگ ہوجا

کہا ہے اہل طریقت نے اسکو ہرجائی یہہ تیری ہوکے رہے ہے کدہ خیال تیرا

ضعیف ہے مگر اس سے لگاؤ باقی ہے یہہ کیسی بات ہے دل مین تو اپنے سوچ ذرا

جو زن مرید ہین اونکا تعلق اس سے ہے جو مرد ہین اونہین کیا اس چڑیل کی پروا

وہ دیکھتے بھی نہین آنکہہ اوٹہا کر اسکی طرف نظر ہے اونکی خدا پر وہ اوسکے ہین شیدا

ملے گا اس سے نہ اکبر کوئی غیور کہیں ۔ یہہ پیرزن ہے کروروں مین یار کی ہوا

العبادت العبادت العبادت دنیا کو چھوڑو اور عبادت کرو

تہجد کو اللہ تعالے شانہ نے مسلمانون کے لئے ایک خاص قاصد بنایا ہے وہ پاک پروردگار عالم اوسوقت آسمان اول پر رونق افروز ہوتا ہے اور پکارنے والون کی دعا کو قبول فرماتا ہے اور اپنے عشاق کے دلونکو اپنی محبت سے بھر دیتا ہے جسوقت بندونکا یہہ قاصد اوس مالک کے پاس پہونچتا ہے وہ خوش ہوتا ہے اور اپنی عبادت کی توفیق اپنے بندونکو دیتا ہے پھر اون بندون کا دل نہین چاہتا کہ سجدہ سے سر اوٹھائین ۔

حدیث قدسی مین وارد ہے مَازَالَ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَلَئِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ ہر علم اور ہر فن کے حاصل کرنے کے لئے واضعان علم وفن نے اصول مقرر کئے ہین کہ ہر علم اور ہر فن اونہین اصول کے ضبط کی پیروی کرنے سے آتا ہے جبتک وہ اصول ضبط نہ کئے جائینگے ہرگز وہ علوم نہ آئینگے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقہ باطن کے حاصل کرنیکے لئے جو اصول ارشاد فرمائے ہین اونمین سے ایک یہہ ہے اور یہہ وہ اصول ہے کہ پروردگار تعالے شانہ نے فرمایا ہے اسیکو قرب نوافل کہتے ہین پروردگار تعالے شانہ فرماتا ہے کہ ہمیشہ میرا بندہ میرا قرب کثرت نوافل کے ذریعہ سے چاہتا ہے یہانتک کہ مین اوسکو چاہنے لگتا ہون پس مین اوسکی سماعت بن جاتا ہون کہ جس سے وہ سنتا ہے اور مین اوسکی بصارت بن جاتا ہون جس سے وہ دیکھتا ہے اور مین اوسکے ہاتھہ بن جاتا ہون جس سے وہ چیز ونکو چھوتا ہے اور پکڑتا ہے اور مین اوسکے پاؤن بن جاتا ہون جس سے وہ چلتا ہے پس یہی بندہ کا وصال ہے اپنے معبود کے ساتھہ ؎

چو اینجا انا الحق بگویم رواست ۔ بہر عضو من جلوۂ فرماخداست

وہ بزرگوار جو خدائی کی شان دکھانے والے ہین کثرت نوافل کے ذریعے
اس مقام پر پہونچتے ہین اسی صلوٰۃ کو معراج المومنین کہتے ہین لیکن تعجب اون حضرات سے
ہے جو عید بقر عید کو بھی قبلہ کیطرف نہ جھکین اور اللہ واصل ہونیکا دعوے بڑے زور و
شور سے کرتے ہین ؎

درین رہ پیغمبر مرد داعی نرفت — گم آن شد کہ دنبال داعی نرفت
بیندار سعدی کہ راہ صفا — تواں رفت جز در پے مصطفےٰ

نماز مسلمان اور کافر کے درمیان حد فاصل ہے جو مسلمان نمازی نہین اونمین اور کافر
مین کیا فرق ہے اگر کسی مقام پر ہندو مسلمان ایک ہی لباس ایک ہی وضع مین ملے جلے
بیٹھے ہوئے ہون تو دیکھنے والا ہرگز نہ پہچانے گا کہ انمین ہندو کون ہے اور مسلمان
کون ہے مگر جسوقت اوس پاک پروردگار کے دربار کا منادی ندا کریگا اور مسلمانون کو
اللہ کے گھر مین بلائیگا پس جو مسلمان ہوگا وہ فوراً ہی اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا سنکر
اوٹھہ کھڑا ہوگا اور ہندو بیٹھا رہجائیگا نماز مسلمان کی اولیٰ قسمت کو سیدھا کرنے والی ہے ؎

شرف وارثگون را راست سازد نماز — عکس معکوس نگین در سجدہ میگردد درست

بعض بزرگوار ارشاد فرماتے ہین کہ ہم نماز کسکی پڑہین مجھے اونکے ارشاد پر نہایت تعجب
ہوتا ہے اونکی خدمت مین سوائے اسکے کیا عرض کیا جائے کہ آپ نماز اوسکی پڑہین جسکی
نماز حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نے پڑہی تہی آپ نماز اوسکی پڑہین
جسکی نماز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑہی تہی آپ نماز اوسکی پڑہین جسکی نماز حضرت عمرؓ نے
پڑہی تہی آپ نماز اوسکی پڑہین جسکی نماز حضرت عثمانؓ نے پڑہی تہی آپ نماز اوسکی پڑہین
جسکی نماز حضرت شیر خدا علی مرتضےٰ نے پڑہی تہی آپ نماز اوسکی پڑہین جسکی نماز حضرت
ائمہ نے پڑہی تہی آپ نماز اوسکی پڑہین جسکی نماز جملہ اولیاے کرام نے پڑہی اور قیامت
تک پڑہینگے مَنْ لَا صَلٰوۃَ لَہٗ لَا دِیْنَ لَہٗ تمام ہوگیا اون آٹھون اسطوانجات

شریفہ کا ذکر جو تمام اساطین سے شرف و بزرگی مین افضل و متبرک ہین بزرگون نے لکھا ہے کہ کوئی اسطوانہ ایسا نہین ہے کہ کبار صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین سے کسی نے اوس جگہہ نماز نہ پڑہی ہو۔

بخاری شریف مین حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ بڑے بڑے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مین دیکہتا تہا کہ مغرب کی نماز کے وقت ہر ایک انمین سے ایک ستون کیطرف مبادرت کرتا تہا اور **روضہ شریفہ** مین ان اسطوانون مین سے ہر اسطوان پر اوسکا نام لکھا ہے اوس اسطوانہ پر کہ جو محراب النبی کے مقابلہ مین ہے شمال غربی کی جانب اسطوان عائشہؓ کہ مذکور تہا لکھا ہے اسطوانہ ابی بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علی رضی اللہ تعالے عنہم اور اوس اسطوانہ پر کہ اس اسطوانہ کے متصل ہے غرب کی طرف لکھا ہے اسطوانہ سعید بن زید و ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما لیکن ذکر ان دو اسطوانون کا تاریخ سید علیہ الرحمۃ مین مذکور نہین ہے واللہ اعلم۔

بیان صفہ مسجد نبوی زاد اللہ تشریفاً و تکریماً **و اصحاب صفہ** رضوان اللہ علیہم اجمعین **قاضی عیاض** رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین **صفہ** بضم صاد مہملہ و ادغام فا ظلہ کو کہتے ہین یعنی سائبان یا چبوترہ اور یہہ **صفہ** مسجد شریفہ کے پایانمین ہے فقرا اور مساکین صحابہ جو اہل و عیال اور مال و منال کہہ نرکہتے تہے وہ یہین شب و روز حاضر رہا کرتے تہے اوسی مکان کی نسبت سے یہہ اصحاب صفہ مشہور ہوئے **ذہبی** لکہتا ہے کہ قبلہ تحویل سے پہلے شمال کیطرف تہا بعد اسکے کہ جنوب کیطرف پہیر گیا گہیر اپہلے قبلہ کا اوسی حالت پر چہوڑ دیا گیا کہ وہ فقرا اور مساکین کے رہنے کی جگہہ ہو **اصحاب صفہ** کبہی زیادہ ہو جاتے تہے اور کبہی کم یہہ سب کمی و بیشی کا یا تو اوسکا تزوج ہوتا تہا یا مسافرت یا انتقال **حافظ ابو نعیم** نے اپنی کتاب حلیہ مین اصحاب صفہ کی تعداد سو سے زیادہ شمار کی ہے اور خوابگاہ انکی شب کے وقت بہی وہی مسجد شریف تہی اور سوائے اوسکے اونکی کوئی جگہ

نہتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مسلم الحکم پروردگار تعالے شانہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ ان لوگون کے ساتھہ ایک خاص مجالست تہی واستیناس مخصوص تہا ؎

ہلا خوش باش کان سلطان دین را بدرویشان و مسکینان سرے ہست

اکثر اوقات ایسا ہوتا تہا کہ اصحاب صفہ مین دس دس بیس بیس آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے آستانہ مبارک پر بہوک کی شدت مین آپڑتے تہے آنے جانے والے لوگ خیال کرتے تہے کہ شاید یہہ لوگ دیوانے ہین حضور پرنور انکا یہہ حال دیکہکر انکے پاس بکمال شفقت آجاتے تہے اور تسلی اونکی فرماتے تہے اور ارشاد ہوتا تہا کہ تم ہمارے ساتہہ ہو اور یون فرماتے تہے کہ اگر تم اس بات کو جان لو کہ تمہارا مرتبہ خدا کے نزدیک کیا ہے تو تم تمنا کرو کہ ہمارا فقر و فاقہ اور اس سے زیادہ ہو اور کبہی کبہی اون لوگونمین سے ایک ایک دو دو صحابہ کو تقسیم کردیا کرتے تہے تا اونکے مہمان ہون اور جو باقی رہجاتے اونکو اپنے خوان نعمت کا شریک فرماتے اور صدقات اور ہدایا مین سے جو چیزین پہونچتین اونمین بہی اونکا حصہ ہوتا تہا اور انکا اَضْيَافُ الْمُسْلِمِيْن تہا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ وہ بہی اصحاب صفہ مین سے ہین روایت کرتے ہین کہ ستر مردونکو مینے اصحاب صفہ سے دیکہا کہ اونکے پاس سوائے ایک ازار کے کہ وہ بہی نصف ساق تک تہی نماز کیوقت اوسکو اپنے ہاتہون سے فراہم کرلیتے تہے کہ کشف عورت نہو۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہین کہ اکثر اوقات ایسا ہوتا تہا کہ شدت گرسنگی سے ہم پیٹ پر پتہر باندہ لیا کرتے تہے اور زمین پر پٹ لیٹ جاتے تہے کہ زمین ہی کی تری کہہ جگر تک پونہچے ایک روز ہم گذرگاہ قوم پر پڑے ہوئے تہے کہ ایک صحابی کا گذر ادہر سے ہوا ہمنے قرآن کی ایک آیت پڑہی اونکو ہمارے حال کیطرف کچہہ توجہہ نہوئی وہ چلے گئے بعد اونکے حضرت ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف لائے اونکو جو اس حال مین دیکہا تبسم فرمایا اور کہا یَا اَبَا هُرَيْرَةَ مینے عرض کی لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فرمایا کہ یہان آمین حضور کے پیچہے پیچہے چلا اور حضرت کے حجرہ شریفہ تک پہونچا ایک قدح دودہ حضرت کے

پاس بطور ہدیہ آیا تہا آنحضرتؐ نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ اصحاب صفہ کو بلا لینے اپنے دل مین کہا کہ اسکی مقدار تو اتنی قلیل ہے اور آپ دعوت اصحاب صفہ کی فرماتے ہین یہہ تو میرے ہی واسطے کافی نہوگا کاش آپ مجکو ہی عنایت فرماتے کہ مین اسکو پی لیتا اور چند ساعت کیلئے قوت ہو جاتی لیکن اطاعت خدا اور اوسکے رسول سے چارہ نتہا اصحاب صفہ کے پاس گیا اور اونکو حضورؐ کا پیام دیا وہ سب حاضر ہوئے اور یہہ ایک بیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین ایک جگہہ تجویز کرکے بکمال ادب بیٹہہ گئے آپؐ نے فرمایا یا ابا ہریرہ مینے عرض کی لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضورؐ نے ارشاد کیا کہ یہہ دودہ کا پیالہ لے اور اصحاب کو تقسیم کر مینے وہ پیالہ لیا اور سبکو تقسیم کرنا شروع کیا اصحاب صفہ کی جماعت سو آدمیونکی تہی سب نے آسودہ ہوکر پیا اور پیالہ جتنا بہرا تہا بہرا رہا آپؐ نے متبسم ہوکر فرمایا کہ اب ہم اور تم مین پھر مجکو حکم ہوا مینے بہی خوب سیر ہوکر پیا اور پیالہ ویسا ہی بہرا تہا پھر حضور پرنور نے مجھسے پیالہ لیا اور خود نوش فرمایا روایات متعددہ سے ثابت ہے اور روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ انصار مین سے شخص اپنے اپنے باغ کی کہجورونکے خوشے لاتا تہا اور وہ مسجد شریف کے دو ستونون مین سے باندہ کر لٹکا دیتے جاتے تہے اور آپ اصحاب صفہ کو اونکے نیچے بیٹہنے کا حکم فرماتے تہے اور عصا سے اونکو جہاڑتے تہے اور اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم چنتے جاتے تہے اور کہاتے جاتے تہے ایک روز ایک عرب خوشہ خرما لایا جسکی کہجورین خراب ہوگئی تہین اور وہ ان ستونون مین لٹکا دین حضورؐ نے اوسے ملاحظہ فرماکر ارشاد کیا کہ اگر اسکا مالک اس سے بہتر کہجورین لاتا تو بہتر ہوتا لیکن اوسکے لئے بشارت ہے کہ قیامت مین اس سے بہتر کہجورین کہائے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ورضی اللہ تعالے عن اصحابہ اجمعین۔

بیان حجرات منیفہ جب حضورؐ پرنور نے مسجد شریف کی بنیاد رکہی تو دو حجرے دونون ازواج مطہرات کے لئے تعمیر فرمائے یعنی حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اوسوقت یہی دو بیبیان حضور پرنور کے عقد نکاح مین

تھین بعد تجدد تزوج ہر بی بی کے لئے ایک نیا حجرہ تعمیر ہوا حارثہ بن النعمان کہ انصار مین سے
ایک شخص تھے مسجد شریف کے قریب اونکے بہت سے مکان تھے رفتہ رفتہ اونہون نے
وہ سب مکان حضور پرنور مین پیش کردیے اکثر گھر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیار عرب کی رسم
کے موافق کھجور کی چھڑیون کے تھے اور وہ چھڑیان بندھی ہوئی اونی ہوئی تھین بالون سے اور
گھرون کے دروازون پر ایک ایک پردہ لٹکا ہوا تھا اور وہ پردہ بھی اونھین بالون سے بنا ہوا
تھا اور یہ سب گھر قبلہ کیطرف اور مشرق اور شام کیطرف تھے اور جانب غرب مسجد کوئی گھر نہ تھا بعض
مکان حضرت کے کچی اینٹون کے بھی تھے اور ہر گھر مین ایک حجرہ تھا جریدنخل کا اوسکے اوپر کہجور کی
ہوئی چٹائی دروازے اکثر مکانون کے مسجد کیطرف تھے اور ان گھرون کی چھت کی بلندی
آدمی کے قد سے ایک ہاتھ زیادہ تھی اور حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا
دولت خانہ بھی یہین تھا کہ اب حضرت کی قبر شریف اوسمین ہے درمیان آپکے گھر کے
اور پیغمبر صاحب کے مکان کے کہ وہ حضرت عائشہ کے لئے بنایا گیا تھا ایک کھڑکی تھی کہ اوسکو
عرب مین کوّہ کہتے ہین اکثر اوقات حضرت سرور کائنات صلعم اسی مین سے برآمد ہوا کرتے
تھے اور ہر بار آپ احوال حضرت فاطمہ و علی و حسن و حسین سلام اللہ علیہم کا پوچھ لیا کرتے تھے
ایکدفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آدھی رات کو اس کھڑکی مین سے برآمد ہوئین تو حضرت فاطمہؓ
اور حضرت عائشہؓ سے کچھ گفتگو واقع ہوگئی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہا نے حضور سے
عرض کی تو یہہ کھڑکی بند کردی گئی

طبرانی ابی ثعلبہ کی روایت سے نقل کرتے ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کسی سفر سے معاودت فرماتے تھے تو پہلے اپنی مسجد مین داخل ہوکر دو رکعت نفل ادا
فرمالیا کرتے تھے بعد اوسکے حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لیتے تھے اور پرسش کرتے
تھے صاحبزادون کی خیریت کی پھر امہات المومنین رضی اللہ تعالے عنہم کے گھرین تشریف
لاتے تھے حضرت امیرالمومنین علی سلام اللہ روایت کرتے ہین کہ ایکدفعہ ہمنے حضرت کے لئے

کہانا پکوایا حضرت ام ایمن نے ہمارے واسطے دودہ بھیجا تہا وہ بھی تہا آپنے کہانا تناول فرمایا اور دودہ پیا بینے آپکے ہاتہہ دہلاے آپنے ہاتہہ دہونے کے بعد اپنے دونو لب مبارک اپنے مُنہ اور محاسن شریف پر پھیرے اور دعا کی اور روے مبارک زمین پر رکہا اور آنسو اخراط کے ساتہہ جاری ہوے ہملوگون کو حضور کی ہیبت کے سبب سے مجال استفسار کی نہ تہی ناگاہ حضرت امام حسین علیہ السلام کہین باہر سے آگئے اور دوڑکر آپکی پشت مبارک پر بیٹہہ گئے اور رونا شروع کیا آپ اپنا گریہ تو بہول گئے اور حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یا حسین کیون روتے ہو تم امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ اے باپ بینے جیسا آپکو آج روتے ہوے دیکہا ہے ایسا کبہی نہین دیکہا کیا حال ہے کچہہ تو ارشاد فرمائے حضور نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بیٹے آج مجکو تیرے جمال مسرت مآل سے ایک فرحت و سرور حاصل ہوا کہ اسکے پہلے کبہی نہوا تہا جبرئیل درگاہ عزت سے آیا اور خبر پہونچائی کہ تجکو اور تیرے ساتہہ کے لوگون کو میری امت کے بعض لوگ عالم غربت مین قتل کرینگے بینے دعا کی اللہ سے کہ جب تمپر دنیا مین یہ مصیبت پڑے تو عاقبت کار تمہارا خیر کے ساتہہ ہو۔

دنیا مین جب سے مصیبتون کی تاریخ قائم ہوئی ہے شہادت حسین علیہ السلام سے بڑہ کر کوئی جانکاہ واقعہ نہ کسی کتاب مین دیکہا گیا نہ کسی کی زبان سے سنا گیا رسُول سے بڑہ کر کوئی مستقیم الحالت نہین ہوتا اوسکو جتنی صفتین عنایت ہوتی ہین سب کامل ہو کر ملتی ہین اور رسولون مین سب سے بڑا مرتبہ خاتم الرسل کا ہوتا ہے تمام دنیا مین کامل الصفات اوس سے بڑہکر حضرت نہ کوئی نبی ہوتا ہے نہ رسُول یہ روایت جو اوپر گذر چکی حضرت خاتم الرسالت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہے کہ جب آپ واقعہ شہادت کربلا سے مطلع فرمائے گئے تو آپنے اسقدر گریہ فرمایا کہ زمین سجدہ کی جگہہ کی آنسون سے تر بتر ہوگئی اور ریش مبارک اشکون سے تر تہی جب خاتم الانبیاء سے جلیل القدر نبی کے اضطراب و بیقراری کی یہ حالت ہو تو وائے برحال اوس امت کے کہ جسکی آنکہین تر نہون گریہ علامت رحمت ہے عام حالت مین مگر وہ

گریہ نہین کہ جو نامشروع بین کو شامل ہو جیسے مونہہ پیٹنا اور مونہہ نوچنا بال کہسوٹنے بہس
اوڑانا یہ حالتین بے شک ایسی ہین جو اسلام کے پاک وصاف چہرے کو ملکدر کرنے والی ہین
بُکا بالضم ومد وہمزہ بمعنی گریہ یعنے صرف آنسوؤن سے رونا اور بُکاء بالضم اور آخر مین ہمزہ
فعال کے وزن پر یہہ مصدر ہے یعنی گریہ کرنا بین موتی کے حالات زندگی کا بیان کرکے
چیخنا اور سینہ زنی کرنا اور بال کہسوٹنے اور مونہہ نوچنا اہل بیت اطہار علیہم السلام
کے افعال یا اقوال سے ثابت نہین اور بین کے یہہ معنی دیکھے نہین گئے صاحبان لغات نے
یہہ معنی بین کے لکہے ہین بین بالفتح بمعنی فرق وفصل میان دو چیز وجدائی وبفتح اول وتشدید
وکسرہ ثانی بمعنی آہ وبکا راز کنز وصراح وبین بیائے معروف درہندی نام ساز یست انتہی
حسین علیہ السلام کی مصیبتون پر رونے والے نبی وعلی وفاطمہ وحسن علیہم السلام
کے حلقہ غم کے شریک ہین انکی نجات کے واسطے یہ شرکت غم کافی ووافی ہے آنسوؤن سے
رونے والونکی فہرست مین بڑے بڑے لوگون کے اسماے گرامی ہین حضرت آدم علیہ السلام
کا نام مبارک اوس فہرست کی گویا بسم اللہ ہے پہر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت
یعقوب اور حضرت یحیی علیہم السلام ائمہ مین سے حضرت امام زین العابدین
علیہ السلام مگر سواے اشک ریزی کے نامشروع گریہ کسی سے نہین ثابت ہوا۔

بیان واقعات کربلا مین پیٹنے کا مبالغہ کیا گیا ہے خصوصاً

مرثیونمین ہمارے اثنا عشری بہائیونمین بہی جو اہل تحقیق ہین اور علوم دینیہ سے ماہر ہین
وہ مرثیہ نہین سنتے ہزارون روایتون مین سے دو چار بہی صحیح نہونگی اوس طویل میدان
مین جہان سواے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے خیمون کی یا اون انتقیا کے گروہ
کے کوئی تیسرا فرقہ تو موجود نہ تہا پہر ان بے انتہا روایتونکا سلسلہ کہان سے قائم ہوا
اور ایسے ثقہ راوی کہان سے موجود تہے یہہ روایت کہ جعفر جن اپنے لشکر
کے ساتہہ مدد اہلبیت اطہار علیہم السلام کو آیا تہا مگر اوسے جو حکم نہ ملا تو لشکر لئے

پڑا رہا تو اہ مکی بھی روایت تو کہین نہین دیکھی جاتی کہ عن جعفر کسی روایت مین ہو واقعی
جناب مجتہد العصر کا فتوے ان مرثیون سے باب مین بہت دست ہے کوئی شخص
جسے ایمان سے کچھہ بھی لگاؤ ہے مرثیے ہرگز نہ سنے ہینگی برباد گنہ لازم جنکو عزاداری کا شوق
ہے وہ کتاب خوانی کیون نہین کراتے جیسے ٹکسال مین روپیہ پیسے ڈہلتے ہین یہ مرثیہ گوئی
کے کارخانہ مین روایتین ڈہلتی ہین جب مرزا دبیر نے ایک مرثیہ اپنا خواجہ آتش
مرحوم کے سامنے پڑہا تو وہ اردو کی شاعری کا امام وقت بہلا کا میگو لب کہونے والا
تہا چپکا بیٹہا سنا کیا جب یہ پڑہکر منبر سے اترے تو دبیر نے خیال کیا کہ آتش سے
داد سخن نہ لی تو مرثیہ کہکر کیا کیا اونہنے کہا کہ قبلہ آپنے سنا وہ زور سے ایک ہونکارہ بہرکر
چپ ہوگئے مرزا دبیر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ تو کچھہ نہوا ان سے کسیطرح داد سخن لینا ہی
چاہئے پہر اونکی خدمت مین دست بستہ عرض کی قبلہ وکعبہ آپنے یہ مرثیہ غور سے سنا آخر کو جہلا کے
اوس آتش کے پرکالہ نے کہا کہان بہئی یہی تو سوچ رہا ہون کہ یہ مرثیہ ہے یا لندھور بن
سعدان کی داستان ہے جبکالا کہہ نہگا گر تنہا سامعین جو حاضر تہے سب نے شرم سے
گریبان مین مونہہ ڈال لیا کہ توبہ توبہ ہمنے کن بے اصل روایتون پر اپنے بے بہا آنسوؤن کو
خاک مین ملایا اور مرزا صاحب نے تو سانس بہی نلی چپکے سے اوٹہکر محفل سے چلتے ہوئے سچ تو
یہہ ہے کہ مذہبی روایتین اور جعلی لا واللہ ھذا ابہتان عظیم۔
ہمکو اپنے برادران طریقت سے بہی اس مادہ مین کچھہ عرض کرنا ہے اگر اونکو اللہ شانہ استعداد
علمی عطا فرمادے اور وہ اپنے اکابر طریقت کے حالات تحریر فرمانیکا قصد
کرین تو روایات کی صحت کا بڑا اہتمام کرین جہانتک ہوسکے بزرگون کی اخلاقی حالات
تحریر فرمائین کرامات و خرق عادات کیطرف توجہہ کم کرین۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے معجزات نویسی مین بہی قلم کی عنان کو اختیار مین رکہین جو
معجزہ صحیح حدیثون سے ثابت ہو وہ تو اختیار کرین اور مابقی سے احتیاط کرین اور اخلاقی

روایتین اکابرین کی کیا کم ہین مثلاً حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالات کو ملاحظہ فرمائے کہ ہزارون کتابین بھری پڑی ہین مگر ایک چھوٹی سی اخلاقی حکایت جو حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی گلستان مین لکھدی ہے اوسکے پڑہنے کے ساتھ ہی سارا تکبر و پندار اوس حکایت پڑہنے والے کا ہوا ہو جاتا ہے۔

حکایت عبدالقادر گیلانی راویدند رحمتہ اللہ علیہ در حرم کعبہ روے برخاک نہادہ بود دمے گفت کہ اے خداوند بخشائے واگر مستوجب عقوبتم مرا بروز قیامت در زمرہ نابینا برانگیز تا در روے نیکان شرمسار نباشم۔

قطعہ

روے برخاک عجز میگویم — ہرچہ گہ کہ بادمے آید
ایکہ ہرگز فراموشت نہ کنم — ہیچت از بندہ یادمے آید

اللہ اللہ کیا بلند مقام آپکا ہے اے اولیاء اللہ کی کرامت کے شائقو دیکھو تقدس وصفائی باطنی اور تزکیہ نفس اسے کہتے ہین کرامت اسکا نام ہے خرق عادات ایسے ہوتے ہین جہاز ڈکالنا مردے کو زندہ کردینا اس نور کرامت کی روشنی کے سامنے ہیچ ہین تو تاریک نظر آتا ہے اسی شرافت نفس نے آپکو قطب اعظم کردیا تہا اور احیاء الموت وغیرہ تو آپکے اعلیٰ مرتبہ سے بہت نیچے ہین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک اور درویش کی حکایت حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے گلستان مین لکھی ہے وہ بہی اسیکے ہم پہلو ہے۔

حکایت درویشے راویدم کہ سر برآستان کعبہ بیمالیدو میگفت کہ یا غفور یا رحیم تو دانی کہ از ظلوم وجہول چہ آید۔

قطعہ

عذر تقصیر خدمت آوردم　　که ندارم بطاعت استظہار
عاصیان از گناہ توبہ کنند　　سارخان از عبادت استغفار

عابدان جزائے طاعت خواہند و بازارگانان بہاے بضاعت من بندہ امید آوردہ ام نہ طاعت بدریوزہ آمدہ ام نہ بتجارت ؎

اِصْنَعْ بِنَا مَا اَنْتَ اَهْلُهٗ　　وَلَا تَفْعَلْ بِنَا مَا نَحْنُ بِاَهْلِهٖ

بیت

گر کشی ور جرم بخشی روی سر آنیستم　　بندہ را فرمان نباشد ہر چہ فرمائی برآنم

قطعہ

بر در کعبہ سائلے دیدم　　کہ ہمے گفت و میگریست خوش
من نگویم کہ طاعتم بپذیر　　قلم عفو بر گناہم کش

؎

عنان قلم کسطرف پھر گئی　　طبیعت اک اندوہ مین گھر گئی

اب مین اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون **الغرض** سواے دروازہ حضرت **ابوبکر صدیق** رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سب دروازے بند کردیے گئے چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ **جذب القلوب الی دیار المحبوب** مین تحریر فرماتے ہین عبارت کتاب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ **فصل** چون در ابتداے حال ابواب و طرق بیوت بعضے از اصحاب در مسجد نبوی بود آخر الامر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بحکم الٰہی امر فرمود تا جمیع ابواب اصحاب کہ در مسجد واقع اند بہ بندند غیر از **باب ابی بکر صدیق** رضی اللہ تعالےٰ عنہ و احادیث صحیحہ بطریق متعددہ آمدہ است کہ روزے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم در ایام مرض کہ از رحلت وے ایام معدودہ ماندہ بود

بالائے منبر برآمد و خطبہ بلیغہ بر خواند و فرمود حضرت رب العزت بندۂ از بندگان خود را مخیر ساخت
در آنکہ اگر خواہد در دنیا باشد و الا بجوار قدس انتقال فرماید لاجرم آن بندہ ہمین را اختیار کرد کہ
پیش مولائے خود برود جمیع اصحاب کہ در حضرت بودند ہیچ کس نفہم ایں معنی ورنرفت غیر
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کہ بگریست و دریافت کہ این خبر ہم از حال خود
مے دہد سفر آخرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم قریب آمدہ است بعد
ازاں فرمود کہ بذل کنندہ و مدد کنندہ ترین مردم بر من در صحبت و مال ابوبکر است
و اگر من غیر از خدا خلیل میگرفتم ابوبکر را خلیل میگرفتم ولیکن اخوت اسلام و مودت آن
باقی است جمیع ابواب مے کہ در مسجد است بر بندید غیر باب ابی بکر رضی اللہ عنہ و در بعضے
احادیث آمدہ کہ خوخہ در مسجد نگذارید مگر خوخہ ابی بکر رضی اللہ عنہ و خوخہ طاقی را گویند کہ در دیوار
خانہ از برائے روشنی بگذارند و اگر بپایان خانہ افتد در آمدن و بر آمدن ازاں راہ نیز ممکن باشد
و خوخہ ابی بکر ہم ازیں قبیل بود بیشتر احوال ازاں جانب بمسجد در مے آمد و لہذا در حدیث اطلاق
باب بروی وقوع یافتہ است والا در خانہ وے رضی اللہ تعالے عنہ نہ در جانب
مسجد بود و علمائے سنت و جماعت را درین حدیث تمسکے و قولے
است در فضل ابوبکر رضی اللہ عنہ و امتیاز او میان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
اصحابہ وسلم علی الخصوص کہ وقوع آن در آخر حیات آنسرور باشد تا آوردہ اند کہ عمر بن
الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ التماس کرد کہ در دیوار خانہ خود سوراخے بگذارد کہ در
وقت برآمدن رسول اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم برائے نماز نظر بر جمال وے افتد
فرمود روا ندارم اگرچہ بمقدار سر سوزن بود و جماعہ دیگر درین باب سخن میکردند کہ در خانہ
دوست خود را کشادہ دارد و دیگران را بدارد و فرمود کہ این نہ از من است از حکم الٰہی
است مرا درین اختیارے نیست و فرمود بر در ابوبکر نورے می بینم و بر در شما ظلمت
و بعضے از علما در باب تاویل در آمدہ ادعا کردہ اند کہ مراد باین حدیث ظاہرش نیست

بلکہ مراد بباب خلافت است و بستن ابواب دیگران کنایہ از منع طلب و توقع اوست
والا ابوبکرؓ را متصل مسجد نبوی خانہ نبود بلکہ خانہ او در حوالے مدینہ و دیگر در تقیع بود و این سخن
بے تکلفی نیست و آنکہ میگویند کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ را خانہ متصل مسجد نبود تحقیق درین باب
آنست کہ ویرا خانہا متعدد بودند بعد در وجات و خانہ کہ بفتح باب آن امر شد متصل
مسجد شریف بود میان باب السلام و باب الرحمۃ کہ در قبیلہ آنرا بدست ام المومنین حفصہ
رضی اللہ عنہا بچہار ہزار درہم بفروخت و بر جماعۂ کہ بر و رضی اللہ عنہ از جاے رسیدہ بود انفاق
کرد شیخ ابن حجر عسقلانی در شرح صحیح بخاری می آرد کہ درین باب احادیث دیگر آمدہ
کہ ظاہر آن مخالف است بانچہ مذکور شد ازان جملہ حدیث سعد بن وقاص است کہ گفت
امر کرد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بسد جمیع ابواب کہ راہ آن در مسجد بود
غیر باب علیؓ و مخرج این حدیث احمد و نسائی است و اسناد او قوی است و طبرانی در اوسط
بنقل ثقات می آرد کہ اصحاب ہمہ جمع شدہ آمدند و گفتند کہ یا رسول اللہ درہاے ہمہ را بستی
و باب علی را گشادہ داشتی فرمود نہ من بستم و نہ گشادم خدا بست و خدا گشاد من مامورم بسد
جمیع ابواب غیر باب علیؓ و ہم امام احمد و نسائی بنقل ثقات از ابن عباس روایت کردہ اند کہ
بسد ابواب ہمہ امر شد غیر باب علیؓ کہ باب او در مسجد بود و راہے دیگر نداشت و وے
در حال جنابت نیز بہمین راہ می رفت و امام احمد از روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما مے آرد کہ وے
گفت ما در زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بہترین مردم بعد از سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ابوبکرؓ را مے گرفتیم و بعد ازان عمر را رضی اللہ تعالے عنہما و موافق
لدینہ حدیث بخاری از ابن عمر رضی اللہ عنہما آوردہ کہ گفتہ بودیم ما کہ میگزیدیم در زمان رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ابوبکرؓ را پس از عمرؓ پس ازان عثمانؓ را و در روایت دیگر برابر نمیکردیم
باین سہ تن کسے را انتہی ۔ و سید علیہ الرحمۃ ہمان ابوبکرؓ و عمرؓ را گفت رضی اللہ عنہما
و بس و این زیادہ کردہ گفت ابن عمرؓ بعد ازین کلام علی ابن ابی طالب را ۳ فضیلت

داده اند که اگر یکے از انہا ابو دے بہتر از دنیا و مافیہا دانستے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ و اصحابہ وسلم دختر خود را بوے داد و از وے اولاد شد و سد ابواب کرد بجز باب او
در رونو حیبر رایت بوے داد گفت نسائی کہ ابن عمر را پرسیدند کہ چگوئی در حق عثمان و علی پس
وے ہمین حدیث را بر خواند بعد ازان گفت از علی مپرسید و لو را بکسے قیاس نکنید
و بہ بینید کہ منزلت او تر در رسول خدا چیست در ہمہ مارا بر بست غیر در او کہ گشادہ و
شیخ ابن حجر میگوید کہ ہر یکے ازین احادیث صلاح محبت و قبول دارد علی الخصوص
کہ بعضے طرق بہ بعضے تائید یافتہ باشد و صورت تقویت پذیرفتہ باشد و ہم وے میگوید
کہ ابن جوزی این حدیث را کہ در شان علی مرتضی سلام اللہ علیہ واقع شدہ در موضوعات
آوردہ و بر بعضے از طرق او تکلم کردہ و گفتہ کہ وے مخالف حدیث صحیح است کہ در باب
ابی بکر آمدہ رد افض آنرا در معاوضہ آنہا وضع کردہ اند و ہم شیخ ابن حجر میگوید کہ ابن جوزی در
این باب خطائے شنیع کردہ است کہ این حدیث را بمجرد توہم معارضہ بوضع واقعہ منسوب
گردانیدہ این حدیث را طرق بسیار است و بعضے از انہا بدرجہ صحت و مرتبہ حسن رسیدہ اند
و وے معارض نیست مجدیث ابی بکر و جمیع و توفیق در این دو حدیث ثابت است و نزاز
در مسند خود ایراد آن کردہ و گفتہ کہ حدیث علی از روایات اہل کوفہ است و حدیث ابی بکر
از روایات اہل مدینہ و حاصل وجہ توفیق آنست کہ اول امر سد ابواب واقع شدہ باشد
و باب علی رضی اللہ عنہ را از وے مستثنا نمودہ زیرا کہ باب او در جہت مسجد بود و راہ دیگر
نبود کہ در آید و بر آید و مویدین است کہ ترمذی از حدیث ابی سعید خدری می آرد کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم بعلی سلام اللہ علیہ فرمود کہ در این مسجد ہیچکس بجنابت نمد آید
مگر من و تو پس در این وقت سد جمیع ابواب کردہ غیر باب علی و وقتے دیگر امر شد بسد
خوخات و روازن و در این حین استثنا ابو بکر کرد از میان جمیع اصحاب زیرا کہ وے را
در نبود کہ راہ آن در مسجد بود چنانکہ علی کہ او را دریچہ بود بجانب مسجد و بس چنانچہ

علماے سیر و احادیث تحقیق آن کردہ اند و طحاوی در مشکل الآثار و در معانی الاخبار تصریح
کردہ اند باین توجیہ و در توفیق انیست حاصل کلام شیخ ابن حجر در شرح صحیح بخاری سید علیہ الرحمۃ
میگوید کہ از انچہ دلالت دارد کہ قضیہ فتح باب علی مقدم است آنست کہ ابن زبالہ مے آرد
کہ چون رسول خدا امر بسد ابواب جمیع اصحاب کرد غیر علی حمزہ بن عبد المطلب بعد از انکہ در ابتداے
حال در مبادرت امتثال این توقفی کرد بحضرت رسالت آمد و آب از چشم وے میرفت و گفت
یا رسول اللہ ہم خود را بیرون افگندی و پسر عم را درون خواندی فرمود یا عمارہ من مامورم مرا در این امر اختیارے
نیست پس بذکر سید الشہدا درین روایت معلوم شد کہ قضیہ علی سابق است زیرا کہ قضیہ ابی بکر در مرض
موت آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم واقع بود و شہادت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
در غزوہ احد و سید در تعدید احادیث و تکثیر طرق در باب علی علیہ السلام تقصیر نکردہ و از انجملہ
اینحدیث است کہ ابن زبالہ و یحیی السندی کہ دارند یکے از اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم روایت آوردہ اند کہ اصحاب ہمہ در مسجد نشستہ بودند ناگاہ منادی ندا
در داد اَیُّھَا النَّاسُ سُدُّوْا اَبْوَابَکُمْ انتہاے در مردم پیدا آمد و لیکن ہیچکس بر نہ استاد
بار دیگر ندا آمد اَیُّھَا النَّاسُ سُدُّوْا اَبْوَابَکُمْ قَبْلَ اَنْ یَّنْزِلَ الْعَذَابُ مردم ہمہ بر آمدند
و بملازمت حضرت مبادرت کردند علی مرتضی نیز آمد و بر سر آنحضرت بایستاد فرمود تو چہ
ایستادہ برو و بخانہ خود بنشین و در خانہ خود بحال خود بگذار و در میان مردم انیمعنی گفتگوے
افتاد و زبانے در دلہا راہ یافت آنحضرت در غضب شد و بر منبر رفت حمد و ثناے مولے
گفت و گفت حق سبحانہ تعالے وحی فرستاد بر سر موسی علیہ السلام کہ مسجدے بنا کن موصوف
بصفت طہارت و ساکن نشود در وے جز تو و ہارون و پسران ہارون شبر و شبیر
و ہمچنین وحی کرد بر من کہ مسجدے سازم طاہر کہ ساکن نشود در وے جز من و علی و پسران
او حسن و حسین پس من بمدینہ آمدم و مسجدے گرفتم و مراد آمدن مدینہ و گرفتن مسجد اصلا
اختیارے نبود در من نمیکنم مگر انچہ بکنانند و نمیدانم مگر آنکہ بدانانند پس بر ناقہ خود سوار شدم

وبیرون آمدم وقبائل انصار پیش آمدند تا برایشان فرود آیم ومتنزل گیرم ومن بگفتہ ایشان فرود نیامدم وگفتم راہ برناقۂ من تنگ نکنید او مامور است ہر جا لیکہ بنشیند منزل من ہمانست واللہ من در ہیچ خانہ بستہ ام ونہ کشادہ ام وعلی را من نہ در آوردہ ام او را خدا در آوردہ من چکنم وحق آنست کہ حدیث ابی بکرؓ از جہت صحتش واجب القبول است وحدیث علیؓ بسبب کثرت طرق ممتنع الانکار است پس ہر دو قضیہ حق باشد ووجہ توفیق ہمانست کہ مذکور شد چنانچہ شیخ ابن حجر از علمائے حدیث نقل کردہ باللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔

ذکر تاریخ قدیم مدینہ وبیان عمالقہ

علمائے سیر وتواریخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب کشتی نوح علیہ السلام زمین پر ٹھیری اور آدمی وسیر سے اوترے تو شمار میں سب اسّی آدمی تھے ان لوگوں نے بابل کے اطراف میں دس روز کی راہ اور دس فرسنگ کے طول میں سکونت اختیار کی جب انکے بال بچوں کی کثرت ہوئی تو ایک بہت بڑی جماعت ہوگئی اب انمیں اپنے اغراض ومقاصد کی سبب سے مقدمات وخصومات کی بنیادیں قائم ہونے لگیں اوسکے انفصال کیلئے ایک ذی شعور اور صاحب وجاہت آدمی کی ضرورت ہوئی قوم نے اجماع کرکے نمرود بن کنعان بن حام کو بادشاہ مقرر کیا بعد اسکے جب ملت رسم کفر کو طغیان ہوا اور بت پرستی پھیل گئی تو بڑا اختلاف اور تفرق انکے حالات میں پیدا ہوا ایک ایک جماعت نے اپنی اپنی بستیاں الگ بسائیں خلق خدا ملک خدا اوسوقت کوئی روکنے والا ٹوکنے والا تو تہا ہی نہیں جو زمین پسند آئی وہیں رہ پڑے انکی بہتیر زبانیں مختلف ہوگئیں اور انکی ایک جماعت نے کہ اولاد سام بن نوح سے تھی عربی زبان کو الہام الٰہی کے ذریعہ وضع کیا اور زمین برکت قرین مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی جس کسی نے کہ اس زمین میں پہلے زراعت کی اور نخل نصب کئے وہ یہی قوم تہی انہیں کو عمالقہ اور

عمالیق کہتے ہین یہہ لوگ عملاق بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد ہین ایک مدّت کے بعد ان لوگون کی املاک واموال وولایات مین بہت کشادگی پیدا ہوئی اور ما بین بحرین عمان وحجاز وشام ومصر تک انکے تحت تصرف مین تہا جبابرہ شام اور فراعنہ مصر انہین کی ذریات سے ہین اور حجاز مین انکا بادشاہ ارقم بن ابی الارقم ہوا انکی عمر بہت دراز اور عیش انکا بہت فراخ ہوا یہانتک کہ چار سو برس گذرے اور کسی نے جنازہ کی صورت نہین دیکہی اور کسی طرف سے نوحہ کی آواز نہین سنی جاتی تہی **عمالقہ** کے بعد قوم یہود اوس سرزمین کی مالک ہوئی اس زمین پر یہود کے قبضہ کا سبب اہل تاریخ نے مختلف طریقون سے بیان کیا ہے۔

زرین کہ اکابر علماے حدیث سے ہے ابو المنذر شرقی سے روایت کرتے ہین کہ ایک حدیث مدینہ کی بنیاد کے بیان مین میں نے سلیمان بن عبداللہ بن حنظلۃ الغسل سے سنی اور اوسکے مطابق اور موافق بعض رجال قریش سے عبداللہ بن عمار یاسر کی حدیث سے پائی چونکہ مادہ اتفاق ہر دو حدیث مین اختلاف بہی تہا دونون حدیثون کے مضمون کو جمع کیا اور وہ یہہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اداے مناسک حج کے لئے مکہ معظمہ مین آئے اور **بنی اسرائیل** کا گروہ کثیر انکے ہمراہ تہا تو حج کے بعد پلٹنے کے وقت انکا گذر زمین مدینہ مین ہوا چونکہ اس موضع کو بصفت بلدۂ نبی آخر الزمان توریت مین پڑھا تہا ایک گروہ نے مشورہ کرکے موسیٰ علیہ السلام کی رفاقت ترک کرکے یہین بس گئے اعراب کی ایک جماعت جو بلاد حجاز کی نواحی کے ساکن تہے انسے مل جل گئے یہانتک کہ انکا دین اختیار کرلیا پس اس قول کے مطابق اول جس نے اس موضع مین طرح سکونت ڈالی وہ یہود تہے لیکن ارباب فن تاریخ کے نزدیک یہی قول راجح ہے کہ یہود سے پہلے **عمالقہ** کی سکونت یہان تہی اور یہود کی سکونت انکے بعد ہے واللہ اعلم بالصواب۔ **وابن زبالہ** اوس سند کے ذریعہ سے کہ جو اوسکو حاصل ہے

عُروہ بن الزبیر سے روایت کرتا ہے کہ جب عمالیق ان شہرونمین پھیل گئے اور مکہ و مدینہ
وحجاز وغیرہم اونکے تحت وتصرف مین آگئے اور اونپر آثار تکبر وطغیان وعتو وعصیان
کے لوازمہ ملک وسلطنت سے ہین اونپر غالب آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے بعد غرق فرعون وفتح بلاد شام وہلاک کنعانیان کہ اوس مقام پر تھے ایک بہت بڑا
لشکر عمالیق کے قلع وقمع کے لئے حجاز کی طرف روانہ کیا اور اطفال وعورات کو چھوڑکر
سبکے قتل کا حکم دیا حق سبحانہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کو اونپر غالب کیا لشکریون
نے حکم رسالت کے موافق قوم عمالیق اور اونکے بادشاہ ارقم بن ابی الارقم کو قتل کرڈالا اور انمین
مین ایک جوان نظر آیا ابناے ارقم مین سے جو نہایت خوبصورت اور کمال صاحب جمال
تھا اوسکی صورت دیکھکر قتل مین توقف کیا گیا کہ یہہ لازمہ طبیعت بشری سے تھا لہذا
اس جوان کا قتل بار دیگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے استفسار پر کیا گیا قضارا اوس استفسار
سے پہلے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات فرما چکے تھے جب آواز اس عظیم الشان
فتح کا بنی اسرائیل کے کانون تک پونہچا تو وہ غایت مسرت سے لشکر موسوی کے
استقبال کے لئے دوڑے اور اس جنگ وقتل کے واقعات پوچھے لشکریون نے بیان کیا
کہ سواے اس رعنا جوان کے اوس قوم مین سے کوئی مرد باقی نرہا اور اسکا قتل نبی اللہ کے
حکم پر موقوف رکھا گیا ہے جب بنی اسرائیل نے یہہ واقعہ سنا تو اون ظالمون سے
تبری کی اور اون سے کہا کہ تم نے نبی اللہ کے حکم سے خلاف کیا تمہاری جگہہ ہم لوگون مین
نہین ہے جب یہہ لشکری ادہر سے نکالے گئے تو ان لوگون نے دل مین خیال کیا
کہ اب ہمارے واسطے اوس جگہہ سے بہتر کوئی جگہہ نہین ہے جہان سے ہم آئے
ہین یہہ لوگ حجاز کی طرف پلٹ آئے اور توطن اختیار کیا یہہ یہود کی سکونت کا
سبب حجاز مین واقع ہوا اور عمالقہ قتل کئے گئے ابن زبالہ کہتا ہے کہ صحیح تر یہہ
ہے جو طبری نے کہا ہے کہ نزول بنی اسرائیل کا زمین حجاز مین بخت نصر کا واقعہ تھا

جس وقت کہ وہ بلاد شام مین ہوکر گذرا اور بیت المقدس
کو خراب کیا اور بعض ارباب سیر نے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ تعالے عنہ سے یون روایت کی ہے کہ جب بنی اسرائیل بخت
نصر ظالم مین گرفتار ہوکر ذلیل و خوار ہوے تو باخود ہا مشورہ کرکے دیار عرب کا رخ کیا
انکے علما و احبار نے جو کتب سماوی مین حضور پرنور شفیع المذنبین محب الفقرا والمساکین
حضرت سیدنا و مولنا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے صفات پڑہی تہے
اور اونکے وطن نورانی کی تعریفین آثار و علامات کے ساتہہ دیکہی تہین وہ اوسی نشانات پر
تلاش کرتے کرتے یہہ پہنچ گئے ادہنی ہارون علی نبینا وعلیہ السلام کی جماعت نے یہان طرح اقامت
ڈالی اور انہین کی ایک دوسری جماعت نے نواحی خیبر مین سکونت اختیار کی اور ہمیشہ کیواسطے
رہ پڑے جب ان لوگون کے باپ دادا مرتے تہے وہ اپنے اولاد کو وصیت کرجاتے
تہے کہ جب تم نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی شرف صحبت کی
سعادت حاصل کرو تو اونکی اطاعت و فرمانبرداری کرنا اور اونکی اتباع کے دائرہ سے قدم
باہر نرکہنا لیکن جب آفتاب نبوت چمکا اور اوسکی شعاع نے تمام ملک عرب
کو روشن کردیا تو انصار کی آنکہون کے پردون اور دلکے حجرات نے اون شعاعون کو
پہلے قبول کیا یہود نا عاقبت محمود اپنی فطرتی عادات کے موافق کہ وہ حسد ہے اپنے
آباو اجداد کی نصیحت پر قائم نرہے اور ہمیشہ کیواسطے بلاے کفر و شرک و انکار نبوت مین مبتلا رہے
اور لطف یہہ ہے کہ واقعہ بعثت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے پہلے جب
انمین اور انصار مین کچہہ جہگڑا ہوتا تہا تو کہا کرتے تہے کہ عنقریب نبی آخر الزمان ص
پیدا ہونے والے ہین اوسوقت ہم تمکو سمجہہ لینگے لیکن خدا کی قدرت یہہ سعادت انصار
ہی کی قسمت مین ہوئی اور وہ جو کہا کرتے تہے وہ اونکی قسمت کا نوشتہ تہا۔

مصرع این کار دولت است کنون تا کرا رسد۔

بیت

سعادت بزور بازو نیست ۔ نہ بر کتف و بازوے زور آور است

ابن شیبہ جابر کی حدیث سے روایت کرتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علی نبینا و علیہما السلام نے مناسک حج سے فرصت پائی اور دیار شام کیطرف متوجہ ہوے اوسی سفر مین گذرانکا مدینہ یا سلکینہ مین ہوا چونکہ یہود بے بہبود سے کچھ ہیکلمات آپنے ایسے سنے کہ وہ آپکے مزاج مبارک کے ناموافق تہے تو آپنے اونکو چھوڑ کر جبل احد پر نزول اجلال فرمایا اسی اثنا مین حضرت ہارون علی نبینا و علیہ السلام کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوا اور فاصلہ اجل درگاہ سلطان ازل سے انکے آستانہ پر حاضر ہوا موسیٰ علیہ السلام نے جبل احد پر اون کیواسطے قبر کھودی اور کہا کہ یا اخی آپ کی اجل آگئی اب آپ اوس عالم کی طرف متوجہ ہون حضرت ہارون علی نبینا و علیہ السلام اوسی حالت مین اپنی قبر مین اوترے اور لیٹ گئے اور وہین فرشتے نے آپکی روح مبارک کو قبض کیا حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام آپ کی نعش نورانی کو تہہ خاک کرکے روانہ ہو گئے واللہ اعلم بالصواب اور اکثر قبائل یہود مدینہ کے حوالی مین تہے کہ مسجد قبا کے اودہر اوسکی نواح ہے اور کمال عیش اور فارغ البالی کے ساتہہ زندگی بسر کرتے تہے ناگاہ قادر ذی الجلال کی حکمت کا یہہ اقتضا ہوا کہ اوس دو خرج جنکی اولاد قبائل انصار مین یہود پر وہ پہونچ گئے اور اونکو زیر کر لیا یہان اسی مقام پر مینے مدینہ یا سلکینہ کے ذکر کو تمام کیا آیندہ جہان جہان موقع آتا جائیگا تحریر ہوتا جائیگا۔

باب ہشتم در بیان دیار اثیر و یمن وغیرہ کے بیان مین

دیار اثیر حجاز و یمن کے وسط مین ایک بڑا خطہ ہے انیسوین صدی کے اوائل تک کسی یورپی سیاح کا یہان گذر نہین ہوا تہا اس ملک مین متعدد دیہات و قصبات ہین اور یہان کے باشندے تند مزاج اور جنگجو ہین یمن جزیرۃ العرب کا حصہ جنوبی و شرقی ہر

اور عربستان مین اس سے زیادہ زرخیز اور سرسبز حاصل اور آباد کوئی خطہ نہین ہے قدماے فرنگ نے جس ملک کا نام یمن رکھا تھا اوسکا بہت بڑا حصہ اس جدید قسمت مین شامل ہے یمن کے باشندے کچھہ تو تجارت پیشہ ہین اور کچھہ کاشتکار۔ قدیم الایام سے انکی تجارت مصر و ایران و ہند وغیرہ سے چلی آرہی ہے۔

یمن مین فی زمانہ ایک بادشاہ کی حکومت ہے جسے امام کہتے ہین یہہ امام شہر صنعا مین رہتا ہے جسکی مردم شماری سات ہزار ہے۔

التماس کاتب الحروف یورپ کے مورخ مردم شماری مین غیر ملک کی ہمیشہ اپنے قیاس کو دخل دیتے ہین اور وہ قیاس بہت کم صحیح ہوتا ہے مکہ معظمہ کی مردم شماری کوئی لاکھہ آدمیون کی بتاتا ہے اور کوئی اس سے بھی کم یعنی پچاس ہزار کی اور دہلی کی صحیح مردم شماری جو جنگ روم و روس کے زمانہ کی ہے وہ چار لاکھہ پچاس ہزار کی ہے اور انتو اوس سے بہت زیادہ ہے صنعا کی نسبت ادریسی لکھتا ہے کہ یہہ ملک عرب کا دارالسلطنت اور سلاطین یمن کا پایہ تخت ہے ادریسی کا نام ابوعبداللہ بن ادریس ہے اور یہہ عرب کا مشہور مورخ اور جغرافیہ نویس ہے اسکی ولادت ۱۰۹۹ء اور وفات ۱۱۶۴ء مین ہے ہم مان لیتے ہین کہ اوسوقت صنعا کی مردم شماری اتنی ہی ہوگی مگر انتو بدرجہا بڑھی ہوئی ہے یہان مشہور و معروف و مستحکم قصور شاہی موجود ہین علاوہ ان کے اور بہت سی عمارات ہین جنکے آس پاس بڑے بڑے باغ ہین معمولی مکانات بھی پختہ ہوے پتھرون سے بنے ہین اور دروازون مین شیشے لگے ہین شہر مین مسجدین ہین جن کے برج اکثر طلائی ہین جنکی وجہہ سے شہر کو رونق اور شہرت حاصل ہے۔

کرٹن ڈن جو صنعا گیا ہے بادشاہ کی ہر مجمع کی سواری کا یون بیان کرتا ہے پچاس بدوی سب سے آگے ہوتے ہین یعنی چہہ چہہ ہر صف مین اور مل کر رجز گاتے ہوے چلتے ہین۔ ان کے بعد خاندان شاہی کے بڑے بڑے سردار ہر ایک

گھوڑے پر سوار ہاتھ مین ایک لمبا نیزہ لئے جس کا پرچم ہوا مین اڑتا ہوا جاتا ہے۔
انکے بعد خود امام ایک سبزہ گھوڑہ پر سوار جس کی سفیدی سے آنکھ نہین چکا چوند ہو
یہہ گھوڑا وادی حوف کا پروردہ ہے جو صنعا کے شمال کی طرف واقع ہے
قدیم تو یہہ نجد کی نسل سے اونچا ہے لیکن تیز رفتاری اور خوبصورتی مین ہرگز نجدی گھوڑے
سے کم نہین امام کے داہنے ہاتھ مین ایک نیزہ ہے جسکا پھل چاندی کا اور رانی
سونے کی اور نقشدار ہے بایان ہاتھ مین اوسکا ایک خواجہ سرا کے کندھے پر ہے گھوڑے کی باگیں
دونون طرف سے دو غلام تھامے ہوئے ہین دھوپ سے بچانے کے لئے سر پر ایک بڑی
چھتری ہے جسکی جھالر مین چاندی کے گھنگرو لگے ہوئے ہین امام کے پیچھے ایک
دوسری چھتری کے نیچے جو کسی قدر تیاری مین کم ہے سیف الخلیفہ آرہی ہے
اسکے بعد ہی سپہ سالار اور امام کے بھائی اور دیگر ارکان سلطنت اور سوار یکے
سب سے پیچھے سو مسلح بدوی ہین۔ صنعا اس وقت بھی عربستان کے
شہرون مین سب سے زیادہ سرسبز آوردہ ہے۔

موزیو مالیوی جسے وہان گئے ہوئے چند سال گذرے ہین لکھتا ہے
کہ اس شہر مین ایسی مساجد عالی شان موجود ہین جن کی وضع تعمیر اسلام کی مشہور ترین عمارات
کو یاد دلاتی ہے۔

یمن کے اکثر شہر اور علی الخصوص رودہ جو بالکل صنعا کے قریب ہے باغات
اور مکانات تفریح کے لئے مشہور و معروف ہے رودہ مین انگور کی بیلین مٹیون پر
اوسی طرح چڑہائی جاتی ہین جیسے اطالیہ۔ صنعا سے تیرہ میل مشرق کی طرف
شہر مآرب یا سبا کا ویرانہ واقع ہے جو زمانہ قدیم مین سبائین کا دارالسلطنت تہا
اور اسوقت محض ایک قصبہ ہے ادریسی جسکا زمانہ بارہوین صدی عیسوی ہے
یہہ خیال کرتا ہے کہ ان ویرانون مین دو قصر ہین ایک حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ

السلام کا تعمیر کیا ہوا اور دوسرا حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام کی بنایت بی بی کلاسی سبا مین وہ ملکہ تہی جو بقول مورخین یہود حضرت سلیمانؑ سے ملنے کو آئی تہی۔

یمن کے اور مشہور شہر **یمن مخا** اور **عدن** کو شمار کرنا چاہئے جو دونون بحر احمر پر واقع ہین۔ عدن تو آج کے دن بالکل ویران ہے (یعنے ادریسی کے زمانہ مین جسے قریب چھ سو برس کے ہوئے) اور اس کی ساری عظمت موقع کی وجہ سے ہے انگریزون نے اوسپر دخل کرلیا ہے کسی زمانہ مین یہہ ایک نہایت آباد اور رونق دار شہر تہا ادریسی جسے چھ سو برس ہوئے اپنے جغرافیہ مین لکہتا ہے کہ عدن مین سند اور ہندوستان اور چین سے انواع اقسام کی بیش بہا چیزین آیا کرتی ہین۔ مثلاً تلوارونکی جوہر دار پہل۔ کینچلی چمڑے۔ مشک۔ گہوڑونکے زین۔ سیاہ مرچ سادہ اور خوشبودار۔ ناریل۔ الائچی۔ پوست۔ دارچینی۔ گلنگہ۔ (ایک قسم کی خوشبودار پتی) جوتری۔ ہرہیڑا۔ آبنوس کی لکڑی۔ کچھوے کی ہڈی۔ کافور۔ جائفل۔ لونگ۔ کباب چینی۔ مختلف اقسام کے نباتات کے تار وغیرہ بنا ہوا کپڑا بیش بہا مخمل۔ ہاتی دانت رانگا۔ بید اور دوسرے قسم کی گہاس علاوہ اسکے بہت بڑا حصہ مسبّر کا جو تجارت کے لئے آتا ہے۔ **یمن** کی خاص دولت مین قہوہ کی پیداوار ہے جو تمام دنیا مین جاتا ہے اسمین شک نہین کہ قہوہ اور ممالک عالم مین بہی پیدا ہوتا ہے لیکن کسی ملک کے قہوہ مین یمن کے قہوہ کی خاصیت نہین ہوتی قہوہ کی تجارت کا بڑا بندرمخا ہے۔ یمن کے بادشاہون کا اب وہ قدیم تزک و احتشام نہین رہا اور نہ اونکی حکومت بڑے شہرون اور قصبات کے باہر باقی رہی ہے ملک کے مختلف حصون مین ایسی خود مختار اقوام موجود ہین جو بالکل اونکی زیر حکومت نہین ہین۔

حضرموت۔ المہرہ۔ عمان۔ الاحسار حضرموت اور المہرہ وہ ملک ہین جو یمن کی جانب مشرق سے بحر ہند کے کنارے کنارے عمان تک

واقع ہوئے ہین ان خطون مین کئی خود مختار قبائل بستے ہین اور ان مین چند قصبات ہین جنکا حال بخوبی مفصل نہین معلوم - عمان المہرہ کے سلسلہ مین واقع ہوا ہے اور اسکا ایک حصہ بحر ہند پر اور ایک حصہ خلیج فارس پر ہے یہہ ایک ریگستانی ملک ہے جسکے بیچ مین جابجا شاداب اور سیر حاصل گہاٹیان واقع ہوئی ہین - عمان کا حاکم ایک سلطان ہے جس کی سکونت مسقط مین ہے لیکن یہہ شہر فی زمانا کوئی وقعت نہین رکہتا -

الاحصا کا ملک عمان سے لیکر خلیج فارس کے کنارے کنارے اوس مقام تک چلا گیا ہے جہان دریاے فرات اس خلیج مین آکر گرا ہے لیکن اس ملک کے حالات مشکل معلوم ہوے ہین اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس ملک کی مردم شماری بہت کم ہے القطیف سے بصرے تک ایک عظیم الشان صحرا ہے اسی ساحل کے مقابلہ مین جزائر بحرین ہین جسکے موتی تمام عالم مین مشہور ہین -

جزیرۃ العرب کے جغرافیہ کا تو مجملاً بیان ہو چکا اب اون مختلف اقوام کا ذکر ہے جو اسمین بستی ہین جیسا کہ آگے معلوم ہوگا روے زمین پر کوئی ملک ایسا نہین ہے جسکی خاص آب و ہوا اور مٹی کا ایسا بین اور صریح اثر اوس ملک کے باشندون پر ہوا ہو جیسا عربستان کی مٹی اور آب و ہوا کا اثر عربستان کے باشندون پر ہوا ہے ان اقوام کی تاریخ سمجھنے کیلیے محض اون فتوحات کی سرگذشتون یا اون کے سلاطین کے شجرون کو دیکھنا کافی نہین ہے بلکہ اون مختلف اسباب اور علل کی تحقیق ضرور ہے جو ان کی ترقی و تنزل کے باعث ہوئی ہین اور سب سے پہلے ہمین تحقیق اوس قوم کی لازم ہے جسکی یہہ تاریخ ہے -

اس قوم کے خصائص جسمانی اور روحانی کیا ہین اور ان مین مرزبوم اور وراثت اور دوسری اقوام مختلفہ کی باہم معاشرت نے کیا کیا تغیرات پیدا کیے ہین یہہ وہ مسائل ہین جن کا حل کرنا نہایت ضرور ہے اور انہین کی طرف ہم اپنی توجہہ کو پہلے مبذول کرتے ہین -

باب نہم اقوام عرب کی خصایص جسمانی و روحانی کے بیان مین

صاحب عزت وجاہ مولوی سیّد علی بلگرامی شمس العلما تمدن عرب مین اقوام عرب کے حالات تحریر فرمائے ہین اوسمین سے کچھہ خوشہ چینی کرتا ہون مگر قبل اسکے کہ اقوام عرب کے حالات بیان کئے جائین علم الانسان کے کچھہ مسئلے لکھے جائین تاکہ اسباب کے بعض مشکل مسائل کے سمجھنے مین آسانی ہو علم الانسان کُل گروہ انسان کے جو تمام دنیا مین بسے ہوے ہین چند اقسام پر اونکی تقسیم کی گئی جن کا نام اقوام رکھا گیا ہے اس اصطلاح سے پہلے یہہ مراد ہوتی تہی کہ جسقدر گروہ انسانی کسی قوم کے تحت مین رہی گئے ہین ان مین باہم اوس کے کم فرق ہے جو حیوانات کے مختلف انواع مین ہے لیکن علم طبیعی کی جدید ترقیون نے اس امر کو ثابت کردیا ہے کہ مختلف اقوام انسانی مین ویسے ہی فرق ہے جیسے انواع حیوانی مین اور اس وجہہ سے لفظ قوم کو مختلف اقسام بنی آدم سے ویسی ہی نسبت ہے جو لفظ نوع کو مختلف اقسام حیوانی سے ہے ۔ لفظ قوم کی تعریف آسان طور پر یون ہوسکتی ہے کہ اسکا اطلاق اون جماعتون پر ہوتا ہے جن مین اس قسم کے چند خصایص عام ہون جو ارثاً اولاد پر منتقل ہوتے گئے ہون اور اب عام طور پر قوم کا لفظ ذات اور نسب کے معنی مین استعمال کیا جاتا ہے جیسے کوئی کسی سے پوچھے کہ تمہاری کیا قوم ہے کہے سید یا شیخ یا مغل یا پٹہان لہذا اس لفظ کا استعمال آدمی ہی کیواسطے ہے نہ حیوان کیواسطے مگر بعض مقام پر محاورے کے طور پر کبھی حیوان پر بھی اسکا استعمال ہوجاتا ہے جیسے کہا کرتے ہین کہ یہہ گھوڑا قومدار ہے ۔ نوع کے لغوی معنی ۔ گونہ ۔ اور قسم ۔ کے ہین اور حیوان کے واسطے اسکا استعمال بجاے قوم کے ہے اور اہل منطق کی اصطلاح مین نوع کی تعریف یہہ ہے نوع اوس کلی کو کہتے ہین کہ اون ذاتون پر کہ جنکی حقیقت واحد ہو واقع ہو جیساکہ انسان کہ زید اور عمر اور خالد پر

اوسکا اطلاق ہوتا ہے جو شخص علم الانسان سے واقف نہین ہے اوسکے نزدیک لفظ "قوم" اور "ملت" مترادف معلوم ہونگے لیکن فی الواقع اصطلاحًا ان دونون لفظون کے معنی مین بڑا فرق ہے لفظ ملت کا اطلاق ایک ایسے گروہ اشخاص پر ہوتا ہے جو اکثر مختلف اقوام کے ہین لیکن ایک ہی حکومت کے ماتحت ہین اور نفع وضرر مین دوسرے کے شریک ہین مثلاً ملتِ انگریز۔ ملتِ جرمنی۔ ملتِ اسٹریا۔ ملتِ فرانس۔ ان کا اطلاق قوم انگریز۔ یا جرمنی۔ یا اسٹریا۔ یا فرانس کا نہین ہوسکتا کیون کہ ان ملتون مین جو اقوام ہین وہ ابھی تک اس قدر مختلف اور غیر ممزوج ہین کہ انہین ایک قوم نہین کہہ سکتے ممکن ہے کہ یہہ مختلف اقوام جو ایک ملت کے اجزا ہین ایک ہی حکومت کی رعایا ہون ایک ہی مذہب رکھتے ہون ایک ہی زبان بولتے ہون لیکن جب تک ان کے باہمی ازدواج وامتزاج سے صاف اور صریح خصائص جسمانی اور روحانی نہ پیدا ہوجائین انپر ایک قوم کا اطلاق نہین ہوسکتا۔

ملت کے لفظ کی تحقیق جو اوپر گذری یہہ فرنچ مورخ کی طبع آزمائی ہے۔ مین بیان کرتا ہون جو ہمارے محاورے مین ملت کے معنی ہین ملت بکسر میم وفتح لام مشدد بمعنی دین وگروہ وکیش وشریعت ایک اردو کا شاعر کہتا ہے ؎

کسکی ملت مین گنون آپکو بتلا ای شیخ ۔۔۔ تو کہے گر مجھے گبر مسلمان مجکو

فقیر کاتب الحروف محمد اکبر کہتا ہے ؎

جو رنگِ عشق مین ڈوبا نہو وہ اہل نسبت کیا ۔۔۔ محبت کا نہو جسمین میل ہو ای دل وہ ملت کیا

حضرت مولوی روم قدس سرہٗ فرماتے ہین

ملتِ عشق از ہمہ ملت جداست ۔۔۔ عاشقان را مذہب و ملت خداست

(دوسرے مقام پر فرماتے ہین)

ہر چہ گیرد علتے علت شود ؎ کفر گیرد کاملے ملت شود

مین کہہ چکا اب وہی فرنچ مورخ کہتا ہے اوپر وہ بیان کرچکا ہے کہ جبتک ازدواج

وامتزاج سے صاف اور صریح خصایص جسمانی وروحانی نہ پیدا ہوجائین اور نہ ایک قوم کا اطلاق نہین ہوسکتا فرنچ مورخ کہتا ہے کہ مگر ان خصائص کے پیدا ہونے کیلئے ایک زمانہ دراز چاہیئے۔ خصائص نسلی کے قائم ہونے مین جسقدر دیر لگتی ہے اوسیقدر انکے زائل ہونے مین بھی دیر لگتی ہے اسیطرح ایک قوم کو دوسری قوم کے ساتھ گھل مل جانیکے لئے بہت زمانہ درکار ہے کیونکہ ہر ایک قومی خصوصیت کے زائل ہوجانے اور نئی خصایص کے جو بوجہ امتزاج اقوام اور تغیر مزبوم کے پیدا ہوتی ہین قائم ہونیکے لئے ضرور ہے کہ یہہ خصایص ایک مدت دراز تک وراثتاً اولاد مین آبا عن جد پہنچتی رہی ہون۔

منجملہ اون اسباب کے جو کسی قوم کی خصایص کو تبدیل اور قائم کردیتے ہین کہا جاتا ہے کہ مزبوم بڑا سبب ہے لیکن مزبوم کتنا ہی قوی سبب تغیر کا کیون نہو وراثت جسکے ذریعے سے ایک قوم کے خصایص زمانہ دور و دراز سے قائم ہوتے آئے ہین اس سے بہت زیادہ قوی سبب ہین اور مزبوم کے اثر کو باطل کرتے ہین بہت سے واقعات تاریخی سے جو ہمارے سامنے موجود ہین ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی قوم پرانی ہوجاتی ہے تو وراثت کے ذریعے سے اس کی خصایص اس درجہ قائم ودائم ہوجاتے ہین کہ اختلاف مزبوم سے وہ مطلق متاثر نہین ہوتین اور وہ قوم بجاے اسکے متغیر ہونیسے ونابود ہوجاتی ہے۔ اس کی ایک مثال قوم یہود ہے جو اس وقت تمام دنیا کے ہر گرم وسرد حصہ مین موجود ہے لیکن اس کی خصایص جسمانی وروحانی مین کوئی فرق نہین آیا اسیطرح مصر کی گرم آب وہوا اور اوس سرزمین کا آفتاب عالمتاب انمین ایسا تغیر نہ پیدا کرسکا کہ وہ اسوقت تک قائم رہتین اور وہ سب قومین وہین مرکھپین اور زیر زمین ہوگئین

مین کہتا ہون اس ہندوستان مین مارواڑی بھی دنیا کے ہر حصے مین تجارت کے ذریعے سے موجود ہین مگر مزبوم کی آب وہوا نے اونکے خصایص جسمانی وروحانی کو زائل نہین ہونے دیا۔

اصل یہہ ہے کہ خصوصیات قومی جو وراثت کے ذریعے سے قائم ہوئی ہین انہین وراثت
ہی زائل کرسکتی ہے اور اسی وجہہ سے مزیوم کا اثر اون ہی اقوام پر ہوتا ہے جو جدید ہین یعنی
ایسی اقوام مختلفہ کے باہمی ازدواج و امتزاج سے پیدا ہوئی ہین جن کے خصایص موروثی ایک
دوسرے سے مختلف ہین۔

ایسی صورت مین ایک قسم کے خصایص موروثی دوسری قسم کی خصایص موروثی سے
اکثر کمزور و زائل ہوجاتے ہین اور مزیوم کے اثر کو پورا موقع تغیرات پیدا کرنے کا حاصل ہوجاتا ہے
—— اس باہمی ازدواج و امتزاج کے کارگر ہونیکے لئے یہہ بھی ضرور ہے کہ یہہ طریقہ ایک
مدت دراز تک جاری رہا ہو اور ان اقوام کے افراد بھی تعداد مین قریب قریب برابر ہون اگر
کسی ایک قوم کے اشخاص تعداد مین زیادہ ہون تو قوم جدید مین انکی خصایص زیادہ ہوجائینگے
مثلاً اگر کسی سیاہ فام قوم مین چند اشخاص کسی سفید رنگ قوم کے شامل کردئے جائین
تو دو چار پشتون کے بعد انکا اثر تک باقی نہ رہے گا اور اسی وجہہ سے اگر قوم فاتح تعداد مین بھی
زیادہ ہو تو قوم مفتوح کے خصائص موروثی بتدریج زائل ہوجاتے ہین۔ اس مقام پر ہم حال کے
یونانیون کی مثال دے سکتے ہین جن مین انکے آباواجداد کی وہ خصائص جو ہمین قدیم پتھر کی
مورتون کے ذریعے سے معلوم ہوئی ہین مطلق نہین پائی جاتین اسی طرح جب کسی قوم
فاتح کی تعداد کم ہو تو وہ بالکل قوم مفتوح مین مل جاتی ہے جیساکہ رومیون نے جسوقت
فرانس کا ملک لیا تو وہ بھی ان اقوام مین مل جل گئے اسوقت فرانسیسی اپنے تمدن
اور اپنی زبان کے لحاظ سے رومیون کے قائم مقام ہین لیکن قوم اور نسل کے لحاظ سے
اون کے قائم مقام نہین ہین۔ جو حال رومیون کا ملک فرانس مین ہوا وہی عربون کا
مصر مین ہوا آگے چل کر معلوم ہوگا کہ مصریون نے ایران و یونان و روم کی نہ تو زبان کو قبول
کیا اور نہ ان اقوام فاتح کے تمدن کو۔ لیکن عربونکی زبان عربون کے مذہب اور انکے
تمدن کو اونہون نے اس کشادہ پیشانی اور آمادگی کے ساتھہ اختیار کرلیا کہ مصر

اسلامی ملکون مین سب سے سرآوردہ ہوگیا اور عربون اور مصریون مین اس قدر باہمی ازدواج اور امتزاج ہوا کہ تیسری پشت مین ایک درمیانی قوم پیدا ہوئی جس کی اصلیت کا امتیاز کرنا مشکل ہوگیا۔ لیکن بمرور زمان مصریونکی تعداد ان سے کے حاکمونپر اس قدر غالب آگئی اور عربون کی نئی آمد اس قدر کم ہوتی گئی کہ قوم مصری سے عربی خون کا اثر بالکل زایل ہوگیا اور اس وقت فلاحین مصر اگرچہ مذہب اور زبان مین عرب ہین لیکن فی الحقیقت وہ قائم مقام اور اولاد اوس ہی قدیم قوم کی ہین جس نے اہرام مصر کی تعمیر کی تہی جو کچھہ اوپر بیان ہوچکا اوس سے معلوم ہوگا کہ اقوام انسانی کی تقسیم و ترتیب مین نہ زبان کام آتی ہے نہ مذہب اور نہ تقسیمات ملکی۔

اسی طرح کاسۂ سر کی ساخت۔ رنگ۔ قیافہ۔ اور مثل ذالک دوسری خصایص جسمانی سے بہی زیادہ مدد نہین ملتی۔ ان خصایص کی بنا پر البتہ بعض بڑی بڑی اصولی تقسیمات کا قائم کردینا تو ممکن ہوجاتا ہے (اگرچہ ان کی نسبت بہی پورا اتفاق نہین ہے) لیکن یہہ خصایص ہمین مطلق وہ باریک فرق نہین بتا سکتین جو وہ ہمسایہ اقوام مین (مثلاً یورپ کی مختلف قومون مین پائے جاتے ہین۔

بہرحال ہماری راے مین اقوام انسانی مین ایسے اور بہی خصایص موجود ہین جو اوسیقدر مستقل ہین جیسے خصایص جسمانی اور اگرچہ علم الانسان کے محققین نے اونکیطرف زیادہ توجہہ نہین کی لیکن یہہ وہ خصائص ہین جن کی بنا پر اقوام انسانی کی تقسیم ہوسکتی ہے ہماری مراد انسان کی خصایص ادراکی و اخلاقی سے ہے۔ کوئی شخص خصایص جسمانی کو کتنا ہی کیون نہ مانتا ہو وہ ہرگز انکار نہ کرسکیگا کہ اگر اوسکے سامنے دو قومین پیش کردی جائین تو اوسے اونکی حالات کو معلوم کرنے مین بمقابل خصایص جسمانی کے اون اقوام کی خصایص روحانی سے بہت زیادہ مدد ملے گی۔ خصایص روحانی بہی اوسی التزام کے ساتہہ ارثاً اولاد مین ظاہر ہوتی ہین جیسے خصایص جسمانی۔ جب کسی

قوم کی ترقی و تنزل پر غور کرو تو سخت حیرت ہوتی ہے کہ اوس قوم کی خصایص اخلاقی
اور ادراکی کس مضبوطی اور التزام کے ساتھہ سالہاے دراز تک قوم کی اولاد اور
احفاد مین قائم رہے ہین - ایک قوم کی رسوم و اوضاع ایک قوم کی تاریخ اور دنیا
مین اوسکے کئے کامون کی سرگذشت نتیجہ انہین خصوصیات اور انہین خطرتی رجحانات
کا - ہر ایک فرد بشر کے افعال کی محرک فطرتاً اور بلا ارادہ اوسکی جبلت یعنے وہ
خاص مجموعہ صفات ہے جو اوس نے اپنی پیدائش سے پائی ہین اور جو اوسکے محسوسات
اور افعال کو معین اور محدود کرتی ہین - یہہ جبلت ہر ایک قوم مین علحدہ ہے اور
اسی وجہہ سے ایک ہی قسم کے نظامات کا اثر مختلف اقوام پر مختلف ہوا کرتا ہے
مثلاً امریکہ سے جنوبی جہان اندلس کی چھوٹی چھوٹی جمہوری حکومتین ہین اور امریکا کی
شمالی کی ممالک متحدہ دونون کی طرز حکومت ایک ہی ہے لیکن ایک طرف تو
دردناک بدعملی اور غدر ہے اور دوسری طرف روز افزون ترقی اور سرسبزی -
مستعدی - پیشبینی - جرأت - کام مین سبقت - حکومت کی صلاحیت - اپنے
اختیار وغیرہم وہ خصایص ہین جو اگر تاً توکسی قوم مین آسکتے لیکن کوئی طرز حکومت یا کسی
قسم کے نظامات انہین پیدا نہین کرسکتے - جب کسی قوم مین ایسے اشخاص ہون
تو وہ اوس قوم کے ہر فرد مین پیدائش کے ساتھہ آجاتے ہین اور سالہاے دراز کے
ارث کی خبر دیتی ہین - سچ یہہ ہے کہ ہمارا اسوقت کا ہر ایک فعل نتیجہ ہے اون
علل کا جن کا سلسلہ گذشتہ سالہاے دراز تک منتہی ہوتا ہے - اگرچہ خصایص
اخلاقی اور ادراکی اوسقدر پائدار اور مستقل ہین جیسی خصایص جسمانی لیکن ان مین بھی مثل
خصایص جسمانی کے آہستہ آہستہ بمرور زمان اون اسباب کی وجہہ سے جنکا
ذکر اوپر ہوچکا ہے تغیر و تبدل پیدا ہوتا ہے ان اسباب مین وہ سبب نہایت قوی
ہین اول اثر مزیوم و ہمسایہ اور دوم اثر امتزاج باہمی مثلاً ہیلوگابالس کے وقت کے

رومیون کے وہ جبلت نہ تھی جو انکے آباواجداد کی زمانہ سلطنت جمہوری کی تھی اور اسوقت کے باشندگان ممالک متحدہ امریکا کا اگرچہ انگریزون کی اولاد سے ہین لیکن اون کی جبلت باشندگان انگلستان سے بالکل علحدہ ہے۔ اقوام موجودہ مین اکثر کے خصایص ابھی معرض تغیر مین ہین اور متعین اور مقرر نہین ہوے ہین۔ اون عظیم الشان غزوات اور فتوحات کے باعث سے جن سے یہہ اقوام منتج ہوئی ہین مختلف قسم کے اسباب تغیر یکجا ہوگئے ہین اور انکو یکجا ہوے اتنا زمانہ نہین گذرا کہ وہ ان اقوام مین ایسی خصایص پیدا کرسکین جو ساری قوم مین عام ہون۔ اگر ہم کسی خاص قوم کو لین تو یہہ مسئلہ بہت آسانی سے سمجھہ مین آسکتا ہے مثلاً قوم فرانسہ جو بظاہر ایک جنس ہے اور متحد الاجزا معلوم ہوتی ہے مختلف اجزا سے بنی ہوئی ہے جن مین جرمنی۔ ونارمن وسلٹ والی بٹن وروی وغیرہم شریک ہین۔ ان اقوام نے ملک فرانس پر دھاوا کیا اور ان کے باہمی امتزاج کا نتیجہ حال کی قوم فرانسہ ہے اگرچہ یہہ امتزاج اسوقت تک بھی ناقص حالت مین ہے۔ (حاشیہ ہیلیوگابالس رومیون کے اخیر زمانہ کا نہایت ظالم اور کج خیال شاہنشاہ تھا اوسنے اپنے گھوڑے کو شہر کا حاکم بنایا تھا۔ تمام ہوا حاشیہ)

قوم عرب کی اصلیت

محققین علم الانسان نے مختلف توجیہات کی بنا پر جن مین زیادہ تر زبان کا لحاظ رکھا ہے کل اون اقوام کو جنہون نے وقتاً فوقتاً ملک عربستان اور ایشیا سے کوچک مین بود وباش کی ہے یعنے عرب و یہود و فینیقی و عبرانی و شامی و بابلی و اسیری کو ایک خاندان مین شامل کردیا ہے اور اوسکا نام خاندان سیماطیقی

رکھا ہے - ان اقوام کا متحد النسل ہونا اولاً انکی السنہ کی باہمی مشابہت سے ثابت ہوتا ہے اور ثانیاً اون بعض جسمانی خصائص سے جو ان سب مین عام ہین مثلاً بالونکی سیاہی ڈاڑہی کا بہرا ہونا رنگ کا پہیکا پن وغیرہم ان خصائص کی نوعیت کے بارے مین بہت کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن چونکہ یہہ بحث ہمین مطلب سے دور لیجائیگی مین محض ان خصائص کو اوسیطر ذکر کردینے پر اکتفا کرتا ہون جس طرح انہین کتب ابتدائی مین لکھا ہے -

محققین فن متفق الرا سے ہین کہ ہیئات جسمانی کے لحاظ سے اون تمام اقوام کی ساخت جنہین ہم نے اوپر گنایا ہے دو ڈہانچہ پر ہے اول نارک اور دوم ورشت موسیو ریرا رکھتے ہین کہ قسم اول کے خواص یہہ ہین قامت راست لیکن میانہ سے متجاوز نہین ہاتھہ پیر پتلے اور مضبوط پہٹے سوڈول چہرہ لمبا اوپنچے کی طرف پتلا - ٹھوڑی نکیلی - مونہہ کا دہانہ چہوٹا - دانت سفید اور خوبصورت - ہونٹہہ پتلے - ناک پتلی - اور راست پیشانی سے ملی ہوئی نہایت خمدار اوسکی نوک شکاری پرند کی چونچ کیطرح گہری ہوئی - آنکہین سیاہ اور کشادہ باریک ابرون کی قوس کے نیچے چہپی ہوئین - کاسۂ سر لمبا - یہہ خواص عربون مین نہایت کرنت سے پائے جاتے ہین اور بنی اسرائیل اور سریانیون مین اور قدیم جدید مصریون مین بہی یہہ ڈہانچا پایا جاتا ہے -

قسم دوم کے خواص حسب ذیل ہین قد کم و بیش بلند لیکن جسم موٹا اور ڈہیلا پٹہے نہایت گدازہ چہرہ زیادہ چوڑا اور زیادہ قوت دار - جبڑا بہت ہی مضبوط اور اکثر اوقات سامنے کو نکلا ہوا - ٹھوڑی نمودار - دہانہ بہاری - ہونٹہہ موٹے - ناک خمدار لیکن بڑی اور بڑے سے موٹی - ابرو کی کمانین نہایت گنجان اور سیاہ سیاہ بڑی بڑی آنکہون پر سایہ افگن - پیشانی کہڑی اور دبی ہوئی - یہہ ڈہانچہ قدیم زمانہ کے

اسیریہ مین کمال کو پہونچ گیا تہا اور اوسوقت بہی عبریون اور عربونمین پایا جاتا ہے۔
مصریونمین صاف اور صریح طور پر افریقیہ کے خونکا میل معلوم ہوتا ہے اور اس کا ثبوت
اون کی بعض جسمانی خصایص اور اعضا کے باہمی مناسبت سے پایا جاتا ہے۔

ان خصایص جسمانی کی کسی قدر وقعت کیون نہو (اگرچہ ہمین خود اسمین بہت
کچہہ شک ہے) یہہ امر یقینی ہے کہ اگر اقوام سمیا طیقی متحد النسل ہین تو اس اتحاد کا
وجود بہت ہی زمانہ قدیم مین اور ازمنہ تاریخ سے پہلے ہونا چاہئے کیونکہ جہانتک ہمین
تاریخ و روایات سے پتہ لگتا ہے ان اقوام مین اختلاف پیدا ہوچکا تہا۔ اگر ہم ان اقوام
سمیا طیقی کے تمدن اور طرز معاشرت کو جو فی الواقع شیوخ اقوام کی حکومت سے عبارت
ہے اپنے حال کے اعلی مقیاس ترقی سے جانچین تو معلوم ہوگا کہ درحقیقت
اونہون نے کچہہ زیادہ ترقی نہین کی تہی۔ لیکن یاد رکہنا چاہئے کہ ان اقوام نے
دنیا مین عظیم الشان حکومتین قائم کی ہین اور منجملہ چہہ بڑے مذاہب کے جو اس وقت
سارے عالم پر مستولی ہین تین مذہب یعنی مذہب یہود مذہب نصاریٰ مذہب
اسلام اسی طبقہ کی شاخ یہود عرب سے نکلی ہین۔

مین عرض کرتا ہون ہمارے فرنچ مورخ جو کہتے ہین کہ مذہب اسلام
یہود عرب کی ایک شاخ ہے یہہ اونکا ایک خیال ہے ورنہ ایسا نہین ہے
اصولی مسئلہ مین بہت اختلاف ہے یہود کے مذہب مین بہی توحید باقی نہین رہی
تہی وہ حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے ہین اور اونہین کی تقلید مین نصاریٰ
حضرت عیسے علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے ہین تو نصاریٰ کا مذہب تو البتہ
یہود کے مذہب کی ایک شاخ قرار پا سکتی ہے اور خاندانکا لگاؤ بہی ہے یعنے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہی مان کیطرف سے بنی اسرائیل تہے اور حضرت موسیٰ
علیہ السلام بہی ہمارے حضرت روحی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اولاد

اسمٰعیلؑ ہین اور اصول رسالت بہی اون سے جدا یہہ مذہب اسلام کیونکر یہود کی شاخ قرار پا سکتا ہے تعالیٰ کلا صنا۔

خاندان ہمیا طیقی کی وہ خاص شاخ عرب جس سے اسوقت ہم بحث کر رہے ہین شاخ یہود کے ساتہہ نہایت قرابت قریبہ رکہتی ہے (یمان اسکو ہم مانتے ہین کہ ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے کی جنکا نام اسمٰعیلؑ ہے عرب ہین اور چہوٹے بیٹے جنکا نام اسحٰق ہے یہود ہین) اور قدیم الایام سے یہہ قرابت چلی آتی ہے اور اسکا ثبوت ہمین اونکی السنہ باہمی مشابہت سے اور نیز اون روایات سے ملتا ہے جن مین یہہ دونون اقوام متحد الاصل بیان کی گئی ہین۔ اسمین شک نہین کہ زمانہ ترقی اسلام کے عربون مین اور اس زمانہ کے یہودیون مین کوئی مناسبت نہین ہے۔ کیونکہ یہودی ہمیشہ سست و بزدل اور بخیل و حریص دیکہا گیا ہے اور ایک کا دوسرے سے مقابلہ کرنے مین البتہ عربون کی کسر شان ہے لیکن یاد رکہنا چاہیئے کہ یہودیون کی خصایص موجودہ اور زمانہ حال مین اونکی ذلت و خواری نتیجہ اون اسباب اور طرز معیشت کا ہے جنکی زنجیرین وہ قرن ہاے دراز سے جکڑے ہوئے ہین جو کوئی قوم اس قسم کے اسباب معیشت سے گہری ہوئی ہو کہ بجز تجارت اور ناجائز سود خواری کے اوسے اور کوئی وجہہ معاش باقی نرہی ہو اور ہر شخص اوسے حقارت اور بدگمانی کی نظر سے دیکہے تو اوسکا یہی حال ہو جائیگا جو یہودیونکا ہوا ہے جنکے ہر فرد بشر ہر امیر و غریب مین یہہ خصایص قبیحہ موجود ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پچاس صدی کی وراثت نے اونہین ہمیشہ کیلئے اس قوم مین قائم اور مستحکم کر دیا ہے العیاذ باللہ۔

مین نہایت ادب سے دست بستہ ہو کر مسلمان بھائیونکے جناب مین عرض کرتا ہون کہ یہہ اوپر کی عبارت ایک فرنچ عیسائی مورخ کی ہے اور بڑے بڑے مورخونکا قول اور

اور تجربہ ہے دیکھئے اس ہندوستان مین بہی جو مہاجن کہ سود بٹے کا کام کرتے ہین باوجود دولتمندی کے چہوٹے چہوٹے درجون کے آدمیون سے ڈرا کرتے ہین اور پست خیالی اونکی فطرت ہوجاتی ہے ترقی کے خیالات اونہین خواب مین بہی نظر نہین آتے یہہ وہ بری صفت ہے کہ قواعد حکمیہ اور اصول اخلاقیہ اسکے پلید ہونیکی شہادت دے رہے ہین اگر حکم قرآن نہین مانتے ہو تو اسکی شرم کرو کہ ایک عیسائی کس برے طریقے سے تمکو متنبہہ کر رہا ہے شرم شرم شرم۔

عربون اور یہودیون کی قرابت کی ابتدا دیکہنے کیلئے ہمین حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے زمانہ پر نظر ڈالنی چاہیئے حضرت یقیقت مین ایک بدوی قبیلہ کے شیخ تہے جو اپنے ہمسایون کے ساتہہ ہمیشہ جنگ کیا کرتے تہے جیسا کہ آج بدویونکی عادت ہے یہودیون کے مصر مین قید ہونیکی یہی معنے ہین کہ مصریون نے لڑائی مین اون پر فتح پائی اور اس لوٹ مار کرنے والے قبیلہ کو مصر شمالی مین ایسا بند کردیا جہان سے وہ باہر نکل نہ سکتے تہے اس قید سے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت مین باہر نکلے کیونکہ وہ مصر مین اس زمانہ تک رہ چکے تہے کہ اونکی تعداد بڑہ گئی تہی اور اونہین فراعنہ سے مقابلہ کرنیکی قوت آگئی تہی قید سے نکلنے کے بعد پہر اونہون نے چالیس برس تک اپنی وہی قدیم خانہ بدوشی کی زندگی بسر کی حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت تک یہی من حیث القوم یہودیہ مین اور فلسطین اور عربستان کے دوسرے قبائل عرب مین کوئی فرقہ نہین معلوم ہوتا تہا۔

اقوام عرب کے اقسام

عموماً یہہ بات خیال کیجاتی ہے کہ کل عرب ایک ہی قوم ہین اور علی العموم

اہل یورپ کی نظر وہ مین افریقی اور ایشیای مسلمان اور مراکش سے لیکر عربستان کا ہر ایک رہنے والا اوسیطرح عرب سمجھا جاتا ہے جیسے کہ شرقیونکی نظر وہ مین کل اہل یورپ آنگریز جرمنی اطالی روسی وغیرہم ایک ہی قوم کے ہین جسکا نام فرنگی کہا گیا ہے ۔

جو رائے ہم عربونکی نسبت قائم کرتے ہین وہ فی الواقع اوسی قدر غلط ہے جیسے عربونکی رائے اہل یورپ کی نسبت ۔ اونمین بھی اوسیقدر مختلف اقسام کے اجزا پائے جاتے ہین جیسے ہم مین بلحاظ اون مختلف ممالک کے جن مین وہ رہتے ہین اور اون مختلف اقوام کے جنکے ساتھ وہ مخلوط ہین عربون نے بھی ایک نہایت پیچیدہ ترکیب پیدا کی ہے مثلاً وہ عرب جو اس وقت مکہ معظمہ مین متوطن ہین اور جو کسی زمانہ مین نہایت خالص نسل کے تھے اب اون تمام اقوام سے مل جل گئے ہین جو حضرت رسالت مآب صلعم کے وقت سے اس وقت تک ہر سال حج بیت اللہ کو آتے ہین اور جن کے وطن ہوا حل محیط غربی سے دریاے سند تک واقع ہوے ہین یہی حال باشندگان افریقہ اور شام کا ہے ۔ قبطی ۔ بربر ۔ عبرانی ۔ ایرانی ۔ یونانی ۔ رومی ۔ یہہ کل اقوام کم و بیش عربون کے ساتھ گھل مل گئی ہین خیال کیا جاتا ہے کہ نجد کے باشندے جو عربستان کے حصہ وسطی مین تمام دنیا سے علیحدہ واقع ہوا ہے خالص النسل عرب ہونگے لیکن مدت دراز سے وہان کے باشندون مین حبشی خون کا میل بہت زیادہ ہوگیا ہے جتنے سیاح عربستان کے اندرونی حصہ مین گئے ہین اون سب نے اس حبشی میل کو حیرت کی نظر سے دیکھا ہے رالٹا ایک خطہ یمن کا ذکر کرتا ہے جہان کے باشندے گویا سیاہ فام ہوگئے ہین حالانکہ اوسی خطہ کے پہاڑی باشندے جنمین کم میل ہے سفید ہین یہی سیاح اوس ملک کے ایک شیخ القبیلہ کے خاندان کے بیان مین لکھتا ہے کہ اوس کے بچون مین مختلف الالوان ماؤن کے سبب سے سیاہ سے لیکر سفید تک کل مدارج موجود تھے والن نے جو فی مین قوم کی قوم سیاہ غلامون کی دیکھی ہے نجد مین بھی حبشی بکثرت ہین اور نہ یہان اور نہ عربستان کے کسی اور خطہ مین

کوئی تعصب رنگ کے نسبت پایا جاتا ہے اور اسی وجہہ سے ان مین اور عربون مین باہمی ازدواج اور امتزاج جاری ہے پالگریو بیان کرتا ہے کہ اوس کے زمانہ سفر مین نجد کے مشہور شہر قطیف کا حاکم ایک حبشی تہا۔ وہی لکہتا ہے کہ ریاض مین میرے بہتیرے دوغلے دیکہے ہین جو چاندی کے قبضہ کی تلوارین باندہے اکڑتے پہر رہے تہے اور اونکے ملازمین مین نہایت خالص نسل کے اسمعیلی اور قحطانی عرب موجود تہے ۔ رنگ کے تعصب نہونے پر لیڈی این بلنٹ کو بہی حیرت ہوئی وہ اپنے سفر نجد کے احوال جو اونہون نے ۱۸۷۸ء مین لکہا ہے تحریر کرتی ہین کہ مشکا کہ مین جو نجد سر برآوردہ شہرونمین سے ہے وہ حاکم ایک حبشی ہے بالکل سیاہ فام اور اوس مین حبشیونکے سب نفرت انگیز خاصتین موجود ہین ۔ مجہے بالکل خلاف عقل معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا ایک شخص جو اس وقت تک حلقہ غلامی مین ہے ایک دائرہ امرا سے سفید فام کا مرکز ہو اور وہ سب کے سب جن مین اکثر خاندانی امیر ہین اوسکے بیشت پناہ بن جائین اور اوس کے ادنی اشارہ کی تعمیل اور اوس کے ذلیل سے ذلیل ظرائف پر ہنس نے کے لئے تیار ہون۔

اس قسم کا امتزاج زیادہ تر اعراب مستوطن مین پایا جاتا ہے کیونکہ ہر ایک شخص اپنے حرم مین مختلف الالوان عورتونکو رکہنا باعث افتخار خیال کرتا ہے ۔ برخلاف اسکے بدویون اور علی الخصوص کوہستانیون کی نسل بہت زیادہ خالص ہے ۔ اتنا ذکر کرنا ضرور ہے کہ شام کے حصہ شرقی مین اور علی الخصوص پلمیرہ کے قریب جو بالکل صحرا مین ہے ایسی اقوام بدو نظر آتی ہین جنکی آنکہین کنجی اور بال سفید ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انمین اقوام شمالی کا میل ہوگیا ہے

کاتب الحروف محمد اکبر ابو العلائی عرض کرتا ہے کہ انگریزی فرنگی مورخین اور سیاحون کو حیرت ہے کہ عربون مین رنگ کا تعصب کچہہ نہین ہے اور غلامون کو اعلی درجہ کی حکومت دیدیتے ہین اور امرائے شہر جو خالص النسل ہین اونکی فرمانبرداری کرتے ہین

مسلمانونکی طرف سے اسلامی فطرت نے اونکو جواب دیدیا اہل یورپ کا یہہ خیال ہے کہ مسلمان غلاموں پر بہت ظلم کرتے ہین اور اونکو آدمی نہین سمجھتے ہین اسلام نے غیریت اور قومی تفرقہ بالکل باقی نہین رکھا غلام مالک کے ساتھہ ایک دسترخوان پر کھانا کھاتا ہی ایک ہی طرح کا لباس پہنتا ہے صرف خیالی اور فرضی تفرقہ ہے ؎

کیا لطف جو غیر پردہ کہولے جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

اقوام عرب کی مختلف اقسام کا بیان

عربونکی ابتدائی تقسیمین دو ہی ہین اور یہہ تقسیمین اونکی روایات اور طرز معیشت کی بنا پر ہین یعنی اہل الوبر اور اہل المدر یہہ تفریق نہایت ہی ضرور ہے اور عربون کی تاریخ پڑھتے وقت اسے ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے اہل الوبر جنہین عموماً بدویون کے نام سے تعبیر کرتے ہین مراکش سے لیکر عربستان تک طرز معیشت و اوضاع و رسوم و عادات ہین اسوقت بھی بجنسہ ویسے ہی ہین جیسے وہ ہزار سال سے چلے آتے ہین اور شاید وہ ہمیشہ ایسے ہی رہینگے جیسا کہ وہ ازمنہ متدرجہ تورات مین کیا کرتے تھے اس وقت بھی وہ قبائل مین بود و باش ویسے ہی کرتے ہین اور جب کبھی اونکے اونٹ اور مویشی ایک پڑاؤ کے پانی اور چارہ کو پوری طرح صرف کرچکتے تو اپنے خیمے اوٹھا کر دوسرے پڑاؤ پر لے جاتے ہین ۔ برخلاف اسکے اہل المدر یعنے باشندگان قصبات و شہر اپنی عادات و رسوم مین بلحاظ مقام بود و باش و نیز اون اقوام مختلفہ کے جن سے اون کو سروکار ہے بدلتے رہتے ہین ۔

اہل وبر اور اہل مدر کی تقسیم روایات عرب سے بھی مطابقت رکھتی ہے ۔ ان روایات کی رو سے عرب تین قومون سے نکلے ہین ۔ انمین سے پہلی قوم جاہلیت ہی مین

مفقود ہوگئی تھی اور دوسری قوم قحطان کی (جسے توراۃ مین یقطان لکھا ہے)
اولاد تھی یہہ اہل مدرین سے تھی اور انہون نے یمن مین سکونت اختیار کی اور اقوام
عرب مین یہہ قوم سب سے زیادہ خالص اور صحیح النسب خیال کیجاتی ہے تیسری قوم
حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد مین ہے جن کی والدہ مصر کی رہنے والی اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی دوسری زوجہ تھین ۔

موجودہ اقوام عرب کے ممزوج الاصل ہونے کی جو کچھہ کیفیت اوپر بیان ہوچکی ہے
اوس سے معلوم ہوگا کہ اس وقت عرب کا خالص نمونہ مطلقاً مفقود ہوگیا ہے ۔
اس قسم کی نسل عرب کا وجود جس کو بالتخصیص عرب کہہ سکین جیسا ہی محال ہے جیسے
خالص قوم فرانسیسی یا اطالی کا وجود ۔ عربون کی خصایص جسمانی کے اون مختلف بیانات مین
سے جو میری نظر سے گذرے ہین میری راے مین بیان مندرجۂ ذیل جسے لاری نامی رئیس
اطیاری فوج مصری نے لکھا ہے قوم کی بہت زیادہ افراد پر حاوی ہے وہ لکھتا ہے
منجملہ ان خصایص کے جن کو لاری نے لکھا ہے خود میری نظر مین جو خصایص زیادہ تر تعجب
انگیز ہین وہ یہہ ہین آنکھون کی فی الواقع حیرت انگیز خمیاب اور نمودار ی علی الخصوص اطفال مین
دانتون کی آبداری سفیدی کے ساتھہ ہاتھون اور پیرون کی نزاکت اور اندازکی جسارت
یہہ وہ خصایص ہین جو اسوقت بجز بدویون کے اور کسی قوم مین نہین پائی جاتین ۔

علاوہ اس اصولی تقسیم کے جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے عملاً عربونکی تقسیم اون کے
مقام بود و باش ہی کے اعتبار سے ہوسکتی ہے اور یہی تقسیم اس کتاب مین بھی ملحوظ
رہے گی یعنی سلسلہ وار اعراب عرب اور اعراب شام و اعراب مصر و اعراب افریقہ
و اعراب چین کا بیان کیا جائیگا ۔ اس بیان مین بمقابل خصایص جسمانی کے جن مین ہم
دیکھا چکے ہین کہ بے انتہا تغیرات ہوگئے ہین زیادہ تر خصایص روحانی سے جن کی وقعت
اوپر ثابت ہوچکی ہے کام لیا جائیگا ۔

اعراب عرب

عربستان متوسطہ کے باشندے وہ ہین جو باوجود حبشیونکے ساتھہ ملنے کے اس وقت بہی اپنے ازمنہ قدیمہ کے آبا اور اجداد سے بہت مشابہ ہین۔ علی الخصوص وہ قبائل جو بدوی ہین اور پہلے ہم انہین کا ذکر کرینگے۔ یہہ بدوی قبائل جن کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ تمام عربستان کے باشندے ایسے ہی ہین نیم وحشی حالت مین ہین۔ نہ اون مین کسی قسم کا تمدن ہے نہ اون کی کوئی تاریخ۔ اگر معلوم کرنا چاہین کہ اونکی تین ہزار سال پہلے کیا حالت تہی تو انسان آج اونکو دیکہہ لے۔ بجز مذہب کے اون کی کسی چیز مین تغیر نہین آیا ہے۔ وہ اسوقت بہی اوسی حالت مین ہین جو تورات مین مذکور ہے یا جسے ہیروڈوٹ نے لکہا ہے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابدالآباد تک وہ اسی حالت پر قایم رہینگے جہان ہین کے۔ سے شاداب خطون کی یہہ خاصیت ہے کہ اوسمین متوطن اور زراعت پیشہ اقوام پیدا ہون وہان ریگستان کی خشک ریتی کی یہہ خاصیت ہے کہ اوسمین بجز بدوی لوگون کے کوئی نشو و نما نہ پا سکے = بدوی قدیم الایام سے اور اس وقت بہی چہوٹے چہوٹے قبائل مین رہا کرتے ہین اور قبیلہ کے خاندانون سے کسی ایک خاندان کا رئیس اون قبیلہ کا حاکم یعنی شیخ القبیلہ ہوتا ہے شیخ کی حکومت بہت ہی محدود ہے اور اوس کا کام اسی قدر ہے کہ لڑائی مین قبیلہ کی سرداری کرے لوٹ تقسیم کردے اور دوسری رسوم مین صدر نشینی کرے =

بدویونکے دو ہی شغل ہین آپسمین لڑنا اور مویشی اور اونٹ کا پالنا۔ وہ لڑائیان جو خفیف سے خفیف سبب سے بہی دو قبیلون مین ہو جایا کرتی ہین کبہی ختم نہین ہوتین کیونکہ بدویونکا ہمیشہ قانون تورات پر عمل ہے یعنی اَلْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ الخ اور جب کوئی فرد قبیلہ مین سے مارا جاتا ہے تو اوس کے بدلے مین ایک

سلسلہ خونریزیونکا قائم ہوجاتا ہے جب دو قبیلے لڑتے لڑتے تھک گئے تو پھر صلح ہوجاتی ہے اور جان کے بدلے مین دیت قبول کرلی جاتی ہے پس ظاہر ہے کہ ان بدویون کے اوصاف اور معایب وہی ہین جو اونکی طرز معیشت اور اسباب زندگی سے منتج ہوے ہین۔

ہرڈر لکھتا ہے کہ عربون نے اپنے آباواجداد کی قدیم رسوم ورواج کو قائم رکھا ہے۔ اون مین اوصاف اضداد جمع ہین۔ وہ خونخوار بھی ہین اور غایت درجہ خیرمانبردار بھی وہمی بھی ہین اور مغرور اور دانہین پیچ اعتقادات اور کہانیون سے بے انتہا شوق ہے وہ گویا ہمیشہ جوان ہین اور جب کوئی نیا خیال اونکے ذہن مین بیٹھ جاتا ہے تو اونمین بڑے بڑے کام کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے ایک طرف تو وہ آزاد فیاض درجسور ہین اور دوسری طرف مغلوب الغضب اور بیباکی سے بھرے ہوے۔ خاندان سمیاطیقی کے کل اوصاف اور کل معایب اس ملک عرب مین موجود ہین اپنی کل مایحتاج کو مہیا کرنے کی ضرورت نے اوسے پھرتیلا اور چالاک بنایا۔ ہر قسم کی تکالیف کو برداشت کرنیکی مجبوری نے اوسے صبر دیا آزادی کا وہ اسیوجہہ سے عاشق ہے کہ یہی ایک نعمت ہے جو اوس کے حصہ مین آئی ہے۔ اور چونکہ اوسے ہر قسم کے تحکم سے نفرت ہے اس لئے لڑپڑنا اوسکی فطرت کا جز ہوگیا ہے خود اپنے اوپر سختی کی عادت نے اوسے دوسرون کے لئے بے رحم بنادیا ہے اور اوس مین انتقام کی خواہش پیدا کردی ہے۔ ملک اور خیالات کے متحد ہونے نے کل قوم مین ایک ہی معیار عزت وآبرو قائم کردیا ہے۔ اون کی ساری نام آوری تلوار اور مہمان نوازی اور فصاحت مین ہے تلوار تو اپنے حقوق حاصل کرنے کی ضمانت ہے اور مہمان نوازی اونکے لئے سارے قانون انسانیت کا لب لباب اور تحریر اور کتابت کی جگہہ پر فصاحت اون مین تمام باہمی نااتفاقیون کو ختم کرنے والی چیز ہے جن کا فیصلہ آلات حرب وضرب سے نہین ہوسکا ہے۔ مجھے اس قدر اور کہنا ہے

کہ اس وقت بھی اعراب بدوی ہین خواہ وہ عربستان کے ہون خواہ شام خواہ افریقہ
کے ایک آزادی کا ولولہ موجود ہے جسے ہم اہل یورپ بہ مشکل سمجھہ سکتے ہین یہہ لوگ
شہر اور قصبات کے باشندونکو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے اور انہین غلام سمجھتے
ہین اون کے نزدیک کسی مقام کو مسکن ٹھہرانا گویا آزادی کو خداحافظ کہنا ہے - کیونکہ
جہان مسکن معین ہوا اوسکے ساتھہ ہی غیر کا محکوم ہونا بھی لازمی ہے - بدویونکی ساری
دولت آزادی ہے اور وہ اون کی نظرون مین اور تمام متمدنون سے بہتر ہے اور بیشک
اونہون نے اس آزادی کو سالہا سے دراز سے قایم بھی رکھا ہے کل یونانی رومی -
ایرانی وغیرہم ملک گیر قومون نے تمام دنیا پر حکومت کی لیکن بدویونپر جب کبھی حکومت
ہوگی تو چندروزہ ہوگی اور یہہ چندروزہ حکومت بھی بلا اس کے نہین ہوسکتی کہ بدوی قبیلہ کا
مقابلہ دوسرے بدوی قبیلہ سے کرایا جاے - یہہ آزادیکا جوش عربون مین قدیم الایام
چلا آتا ہے -

ڈیوڈور لکھتا ہے کہ نبطیین مین جو حجاز کو ہستانی کے بدوی تھے غلہ بونا یا
میوہ کے درخت لگانا یا مکان بنانا بالکل ممنوع تھا اون کا یہہ اعتقاد تھا کہ اس قسم کی
ملک کا رکھنا گویا آزادی کو سلام کہنا ہے یہہ بھی کبھی مفتوح نہین ہوے -

ہردوط بیان کرتا ہے کہ جس زمانے مین فنیقیہ اور فلسطین سے بیشتر
قرار خراج ایران کے بادشاہون کو جایا کرتا تھا اوسوقت عرب ہی ایسے تھے جو خراج
سے مستثنےٰ تھے - لوٹنے اور لڑنے کی خاصیت کی وجہہ سے بدوی مہذب اور
مستوطن اقوام کے نزدیک نہایت خطرناک ہمسایہ سمجھے جاتے ہین بلکہ اون کی
راے مین تو وہ مجسم قزاق ہین لیکن بدوی اپنی اس خاصیت کو اور ہی نظر سے دیکھتے
ہین - اونکے نزدیک کسی قافلہ کو لوٹنا ویسا ہی ہے جیسے اہل یورپ کے نزدیک کسی شہر
کو توپون سے اوڑانا یا کسی ملک کو فتح کرلینا وغیرذالک بدوی اپنے مشہور سردارونکی

یادگارمین تہیر کی موتین تونہین بناتے اسلئے کہ اونکے ہان بت پرستی حرام ہے مگر وہ ان
سردارون کی عزت کرنے کو ویسا ہی واجب جانتے ہین جیسا کہ ہم اپنے مشہور
ملک گیرونکی عزت کرنے کو لازم سمجھتے ہین ۔ اس لوٹنے اور لڑنے کی بدولت بدوین
عرب خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے وقت مین بڑے بہادر
سپاہی بنگئے اور اونہون نے نہایت کے ساتھہ تمام عالم کو فتح کرلیا اگرچہ انکو
جدید حالات و واقعات سے کام پڑا لیکن اونکی جبلّت نہین بدلی کیونکہ یہہ اصول
علم انسان سے ثابت ہوچکا ہے کہ فی الواقع کسی قوم کی جبلت نہین بدلتی البتہ
دوسرے رنگ مین ظاہر ہوسکتی ہے لوٹنے کی خاصیت ملک گیری کے ولولہ مین
متبدّل ہوگئی ہنگاوت کی عادت سے وہ سپاہیانہ بہادری کا برتاؤ پیدا ہوا جس کی تمام
یورپ کی اقوام نے تقلید کی آپس کی لڑائی اور نفاق نے بہی چند روز تک کام دیا اور
انمین زور شور سے غبطہ کی خاصیت پیدا کردی لیکن اس بدعادت کی جڑ اس قدر
گہری تہی کہ وہ زیادہ دنون حد اعتدال پر نہ رہ سکی اور بالآخر غبطہ حسد اور خانہ جنگی سے
متبدّل ہوگیا خلفاے راشدین کے وقت مین اسلامی فوج کا بڑا حصّہ
یہی بدوی تہے اور اونہون نے ملک گیری مین بڑی مدد دی لیکن اسمین شک
نہین کہ وہ علما و اساتذہ و صناعین جنکی وجہہ سے تمدن اسلامی کو فروغ ہوا وہ انمین
سے نہ تہے مثلاً حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ جنکا تمام
دنیا کے مسلمانو پر احسان ہے ہنگام وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے
شانہ نے انکی عقل سلیم کو قائم رکہا تہا کہ جسکی وجہہ سے خلافت کی بنیاد کو محکم اور مضبوط
کردیا اور اپنے جانشین کا بہی انتخاب کردیا اور وہ انتخاب وہی تہا جو رسول اللہ کا
انتخاب تہا پس یہہ عرب تو تہے مگر بدوی نہ تہے انکی جانشین حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالے عنہ نے اس حسن سے ملکی انتظام اور فوجی قابلیت ظاہر کی کہ

باوجود اس ترقی کے وہ قابلیت ابتک کسی ملک گیر مین نہین پیدا ہوئی یہہ بہی عرب ہے مگر بدوی ہتے بدویون نے تمدن ملکی کو ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکہا ہے اور اپنی صحرائی زندگی کو ہر چیز پر ترجیح دی ہے یہہ بہی انکی ایک جبلی اور موروثی خاصیت ہے جسکی مثال امریکہ کے اصلی باشندون مین موجود ہے اور جس کے مقابلہ مین کسی قسم کی دلیل و حجت کارگر نہین ہوتی ان حضرات نے شام مین زمین لینے اور ایک جگہہ بود و باش اختیار کرنے سے ہمیشہ انکار کیا ہے - ان خانہ بدوش اقوام نے جن کا دلربا اور شریفانہ انداز ہر ایک سیاح کے دل کو لبھاتا ہے اپنی ذات کو مصنوعی ماتحتاج انسانی سے مطلقاً مستثنیٰ رکہا ہے اور اس خاص امر مین وہ ازمنہ متوسطہ کے مغرور سے مغرور جاگیرداران یورپ سے ہرگز کم نہین ہین - فی الواقع صحرائی زندگانی بہی ایک خاص لطف رکہتی ہے اور مین بے شک اقرار کرتا ہون کہ اگر خود مجھے اختیار دیا جاے کہ اس آزادانہ زندگی کو قبول کرون یا کسی کارخانہ مین مزدور بن کر ہر روز بارہ گہنٹے تک شغل حیوانی مین مصروف رہون تو مجھے فیصلہ کرنے مین مطلق دیر نہ لگے - اگرچہ مدارج ترقی انسانی کے لحاظ سے بدوی بہت ہی ابتدائی درجے مین ہین اور انکی زندگی اس وجہہ سے بڑہنے نہین دیتے لیکن فہم و ادراک مین وہ فی الواقع تمام دنیا کی گلہ چرانے والی اقوام پر فوقیت رکہتے ہین مین نے اون سے بارہا گفتگو کی ہے اور اون کے خیالات معیشت بہتیرے تعلیم یافتہ اہل یورپ سے بہتر پاے ہین آگے چل کر عربون کی شاعری کی بحث مین ہمین معلوم ہوگا کہ بدوی اگرچہ اپنی عادات و رسوم مین ہم وحشی ہین لیکن خیالات مین وحشی نہین ہین بہت کم ایسا بدوی دیکہا گیا ہے جسمین شاعری کا وصف نہو - نہ فقط شاعر بلکا وصف بلکہ جیسا اکثر شاعر ونمین ہوتا ہے طفولیت کی سادگی کا وصف بہی ہے - بدویون کی اون خصائص روحانی مین جن کا بیان ہو چکا اس شاعری کی خاصیت کو شامل کر دینا چاہیئے کیونکہ یہہ ایک بہت بڑی خاصیت ہے اور یہہ اونمین باوجود سکون ظاہری کے بڑا ولولہ پیدا کرتی ہے جو

اونہین اطفال اور عورتون کے قریب کردیتا ہے مثل اطفال اور عورتون کے بدوی بھی محض فوری امنگ اور لہر کے پابند ہین اور انہین کی طرح صرف ظاہر کو دیکھتے ہین اور ظاہری شور و غوغا اور طمطراق سے بآسانی چکا چوند مین آجاتے ہین اور انہین چکا چوند مین لانا اُن کو اپنے زیر کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے غرض مختلف اقوام اور ملل انسانی مین ادنی درجہ کی اقوام و ملل ہین اور اسی طرح عورتون اور اطفال کے درجہ کے بھی اقوام و ملل موجود ہین کیونکہ عورتین اور اطفال ترقی انسانی کے سلسلہ مین درجہ ادنی پر سمجھے جاتی ہین - فی الواقع بدوی نیم وحشی ہے اسمین شک نہین کہ یہہ وحشی خمیدہ اور ذہین ہے لیکن ہزار سال مین اوسنے ترقی انسانی کی راہ مین ایک قدم بھی نہین بڑھایا ہے اور نہ اوس مین اوس قسم کے تغیرات ہوے جو پشتینی وراثت کے ذریعہ اقوام مستوطن مین جمع اور مستحکم ہو گئے ہین - اگر خصایص روحانی (جیسی ہماری راے ہے) فی الواقع مختلف اقوام انسانی مین بہت گہرے فرق پیدا کرتی ہین تو ہم کہہ سکتے ہین کہ بدوی اور مستوطن عرب دو مختلف اقوام ہین جنکے بیچ مین ایک غار عمیق حایل ہے -

مستوطن عربون مین جنکا اب ذکر کیا جائیگا اور بدویون مین جنکا ذکر ہو چکا ہے بے انتہا فرق ہے یہہ ہرگز اوس قسم کے نیم وحشی نہین ہین جیسے وہ عموماً سمجھے گئے ہین پالگریو بیجا کہتا ہے کہ یہہ راے عربون کی نسبت اس وجہ سے قائم ہوگئی ہے کہ اکثر سیاحون نے سواحل عربستان کے بہت تھوڑے سے مقامات دیکھے ہین جو لحاظ کے لائق نہین پالگریو نہایت حیرت کے ساتھہ باشندگان عمان کے علم کی تعریف کرتا ہے اور اوسی کا قول ہے کہ نجد مین ایسے اشخاص بکثرت موجود ہین جو مثل انگریزون کے کلین بنا سکتے ہین اور ریل کی پٹری بچھا سکتے ہین یہہ تو ہمین معلوم ہے کہ یمن مین دو مشہور دار العلوم ہین ایک زبید مین اور دوسرا ذمار مین جو قاہرہ کے قدیم دار العلوم کے برابر مشہور تو نہین لیکن مثل اوسکے اس ملک کے روشن خیال گروہ مین

اشاعت علم کا بڑا ذریعہ ہین ۔

ہم آج عربون کے بارے مین جو راے قائم کرتے ہین وہ اوس نمونہ کی بنا پہ ہے جو ہمین شام اور مصر اور الجزایر مین نظر آتا ہے اور جسے اقسام کے میل اور غلامی نے ذلیل و خوار بنا رکھا ہے لیکن ظاہر ہے کہ کسی قوم کی نسبت درست راے قائم کرنیکے لئے ضرور ہے کہ ہم اوس قوم کے اصلی وطن مین جاکر اوسکے حالات کا مطالعہ کرین پالگریو جسکا ذکر ابھی ہو چکا ہے ایک مدت تک اونمین رہا ہے اور اوسکی راے مین عربون سے بہتر دنیا مین کوئی قوم نہین ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ مین نے کہا کہ وہ دنیا کی شریف اقوام مین سے ایک قوم ہے اور فی الحقیقت یہہ تعریف اعراب مستوطن کے اور پوری طرحسے صادق آتی ہے مینے بہت سفر کیا ہے اور مختلف اقوام کے ساتھہ میرے روابط رہے ہین جن مین افریقی ایشیائی اہل یورپ سب ہین لیکن کوئی قوم ان مین ایسی نہین ہے جسے وسط عربستان کے عربونپر ترجیح دیجا سکے ۔ ان مستوطنین کی وہی زبان ہے جو صحرائی بدویونکی ہے اور وہی خون انکی رگونمین بہی دوڑتا ہے لیکن شَتَّانَ بَیْنَهُمَا دونون مین کسقدر بعد عظیم ہے ۔

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ متمدن اور مہذب اقوام کے عرب مستوطن مین بہی اختلاف ممالک کے لحاظ سے فرق پایا جاتا ہے ۔ فی الواقع اس قسم کا فرق خود عربستان مین مختلف حظون کے باشندون مین موجود ہے ۔ نجد ہی کی قسمت مین جو بلحاظ رقبہ کے البتہ بہت ہی یورپ کی حکومتون سے بڑی ہے ایسے باشندے موجود ہین جن مین باہم اوسی قدر فرق ہے جیسا یورپ کے شمالی اور جنوبی باشندون مین مثلاً وہابیان نجد کے خصایص بالکل دوسرے عربون سے علحدہ ہین ۔ وہ نہایت مستعد ہین اور محض فوری اُمنگ اور جوش پر کام نہین کرتے لیکن سخت ریاکار اور حاسد ہین ۔

کاتب الحروف عرض کرتا ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ

حاسد اذا حسد یہہ فرنچ مورخ کی تحریر ہے کہ شاید اوسکو اس قوم سے کچھہ صدمہ پہنچا ہے جو اوسنے اس بُری صفت سے اس قوم کو یاد کیا ہے اور اوسنے صرف اسی بدصفت پر اکتفا نہین کی اس سے زیادہ ایک دوسری صفت ہے جس سے موصوف کیا ہے وہ کہتا ہے کہ بائگریو کا بیان ہے۔ کہ وہابی بمقابل دوسرے عربون کے بخیل اور مشکل مہمون مین شریک ہونے پر کم آمادہ ہین اور نہ مثل عربون کے رنگیلے ہین نہ صاف دل اور کشادہ پیشانی۔ مگر اس کے ساتھہ ہی وہ زیادہ ثابت قدم اور زیادہ عقلمند ہین اونکی باتون سے اونکا اصلی خیال بہت کم ظاہر ہوتا ہے مگر وہ اپنے ارادے مین نہایت مضبوط ہین دشمنی مین سخت ہین اور دوستی مین اون لوگون کے ساتھہ جو اونکے ہم قوم نہین ہین نہایت مشتبہہ بلا ارادے تہتک اور ہر قسم کے استثنا کے ساتھہ کیا جا سکتا ہے کہ وہابی جزیرۃ العرب کے اسکاج مرن ہین اونکی خاموشی اور خشن بلکہ عبوس صورتین شمالی عربون کے نیک اور ہنس مکھہ چہرون کو یاد دلاتی ہین وہ ہرگز فوری اُمنگون پر کام نہین کر بیٹھتے بلکہ پہلے سے سوچی اور سمجھی ہوئی چال پر چلتے ہین اگرچہ اونکی فہم و ادراک محدود ہے مگر اونکے عزم قوی اور اونکی ثابت قدمی نے اونکو اس لائق بنایا ہے کہ وہ اپنی تمدنی حالت کو نہایت مضبوط کرلین اور اپنے ہمسایون پر ظالمانہ حکومت کر سکین۔

شدید اتحاد باہمی کی وجہ سے اونکی کامیابی بمقابل ایسے دشمن کے یقینی ہے جسے آپس کی پھوٹ نے کمزور کر رکھا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہابیون کی حکومت بتدریج تمام جزیرہ نما مین پہیل جاے گی اور اونکی عالی ہمتی کا منصوبہ ہمارے اندازے سے بہت پہلے پورا ہو جائیگا وہابیون کے یہہ بایس اونکے روزمرہ کے حرکات و سکنات سے ظاہر ہوتے ہین اور اون سے گفتگو کرتے وقت انسان کو ضرور ہے کہ اپنے الفاظ و اشارات کا ویسا ہی خیال رکھے جیسے کسی دشمن سے گفتگو

کرتے وقت رکھنا پڑتا ہے۔

مولف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ اس عیسائی مورخ نے جو
دیا بیو کا فوٹو کھینچا ہے اپنے تجربہ کے موافق کھینچا ہے یہہ قوم جنگ جو تو ضرور ہے
پہلی جنگ تو وہ تھی جو محمد علی پاشا سے مصر انکی گوشمالی کیواسطے مقرر ہوا تھا اور
اوسنے کافی سزا دی اتنے زمانہ کے بعد اب کسی یورپین سلطنت کے اغوا سے پھر
حرارہ لیا تھا سلطان خلد اللہ ملکہ نے چند علما کی جماعت انکے سمجھانیکو بھیجی اون لوگون
کے ساتھہ ان لوگون نے نہایت گستاخی کی پھر سلطان نے چند فوجی افسرون کی
جماعت انکی فہمایش کے لئے روانہ کی مگر انکے سرون پر کسی ہمسایہ یورپین سلطنت کا
سفید بھوت سوار تھا اوسنے یہہ بات انکے خیال مین جمادی تھی کہ ہماری توپین گولے
بارود توپچی سب تمہاری خدمت کے لئے موجود ہین تم سلطان سے لڑجاؤ بس
تمہین خلیفہ ہوجاؤ گے تم عرب ہو خلافت تمہارا حق وہ ترک اونکو اس سے
کیا واسطہ بس پھر کیا تھا اس جاہ و امیر تقریر نے دیوانہ بنادیا شاہی فوج سے لڑپڑے
اور یہہ نہ سمجھے کہ کیا پڈی اور کیا پڈی کا شوربا ترکون نے چند منٹ مین وار اکا نیارا
کردیا ایسے بے بہاؤ کے پڑے کہ انکے ساتھہ انکے سرپرست اب چاہے وہ
جرمنی ہون یا فرانس غرضکہ کوئی ہو منہ چھپا کر میدان سے نو دو گیارہ ہوگئے آخر کو
کی سپہ لارکے قدمون پر ناک رگڑنی پڑی تب قصور معاف ہوا اب پشت پناہونکا پتہ
نہین واقعی مارتے کے سامنے کون آئے ؎

رہین تو ہو پڑوسنین خواب دیکھین مجنونکا　　خدا کی شان یہہ دل عشق پاکے قابل

اعراب شام

شام کا ملک دنیا کی جنت ہے اور انبیا علیہم السلام کا مشہد۔ بہت سے نبی یہان دفن ہین

بڑے بڑے انبیا کے نشانات ہین انبیاے کرام کا یہہ قبلہ ہے اور پہلا قبلہ مسلمانونکا
بھی یہی تہا پہر جب آنحضرتؐ نے چاہا تو اللہ تعالیٰ شانہ نے آپکا قبلہ بدل دیا اس مین
حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعمیر کی ہوئی مسجد ہے جسکا نام بیت المقدس ہے یہہ
ملک مسلمانونکی تحت حکومت سے یعنی حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہٗ کی قسطنطنیہ
سے ۳۳ درجہ ۳۰ دقیقہ شمال کیجانب اور ۳۷ درجہ مغرب سے مشرق کی طرف ہے
اسکی مردم شماری ۴۳ ہزار اور اسی شام کا بڑا شہر ایک دمشق بھی ہے جسکی مردم شماری
ایک لاکھہ پچاس ہزار ہے شام کا ایک دوسرا شہر حمز ا ہے اسکی مردم شماری
ایک لاکھہ پچاسی ہزار ہے وہ مقدس پہاڑ جسے کوہ طور کہتے ہین وہ بھی اسی
شام مین ہے موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار شانہ کا جلوہ یہین دیکھا تہا جیسے ہم
مسلمان بیت اللہ شریف کا حج کرتے ہین اور ہر سال تمام دنیا کے مسلمان
وہان جمع ہوتے ہین اوسی طرح تمام یورپ کے عیسائی اور یہودی شام مین بیت المقدس
کے حج کے لئے جمع ہوتے ہین اور عیسائیون اور یہودیون کے ہر فرقہ کا گرجا وہان
موجود ہے اور بڑی بڑی آرائشین اونکی کی گئی ہین ایک مرتبہ روسی فوج کے ہزارہا
آدمی بیت المقدس کے حج کے واسطے آئے تہے اور اون لوگون نے مسلح ہوکر
شہر مین داخل ہونا چاہا سلطانی فوج نے روکا اسمین گفتگو بڑہی اور قریب
تہا کہ نوبت قتال کی پہونچے اور دونون فوجون کے افسرون نے اپنے اپنے
بادشاہون کو مطلع کیا آخر شاہ روس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہتیار رکہدو فوج نے
ہتیار رکہہ دئے تب داخل شہر ہوئی اور حج کرکے واپس ہوئی شام کا ملک بہت
سرسبز اور شاداب ہے وہان کے میوجات مشہور ہین عربستان کے بدویونکی
طرح شام کے عرب بھی دو قسم کے ہین بدوی اور مستوطن بدوی تو صحرا مین
رہتے ہین اور مستوطن شہرون اور قصبون مین شام کے بدویون پر بھی مثل

اور بدویون کے اون تغیرات کا جو ملک مین مختلف حکومتون کے وقتاً فوقتاً قایم ہونے سے وقوع مین آئے کچھہ زیادہ اثر نہین پڑا - آج وہ اپنے گلّون اور لوٹ کی بدولت جیتے ہین جیسے وہ تین ہزار سال قبل جیتے تہے - باستثنای اور تہورون کے سارا ملک اونکا ہے - دریاے اردن کے پار سے خود دمشق کے دروازہ تک وہ اس وقت بہی اون قافلون کو جنہون نے اونکے ملک مین سے گذرنیکا محصول نہین دیا ہے لوٹ لیتے ہین - اون مین بہی وہی متضاد خاصتین لوٹ اور سخاوت کی موجود ہین جنکا ذکر اوپر ہو چکا - جسے وہ اپنا مہمان کر لیتے ہین وہ پہر اونکی نظرون مین مقدس اور متبرک ہو جاتا ہے - شام کے بدوی کسی طرح بہی اپنی وحشیانہ صحرائی زندگی کو جسے اونہون نے قرون دراز سے اختیار کر لیا ہی چہوڑنے پر راضی نہین ہین اور اونہون نے ہمیشہ زمین لینے اور کاشتکار کرنے سے انکار کیا ہی -

علاوہ اون بدویون کے جو مسلمان ہین شام مین اور مذاہب کے اقوام صحرائی بہی موجود ہین چونکہ بوجہہ اختلاف مذاہب ہمسایون سے بالکل علیحدہ ہین اور آپس ہی مین شادی بیاہ بہ دور زمان اونمین خاص قسم کی خصایص پیدا ہو گئی ہین جنسے وہ باسانی پہچانے جاتے ہین - ان اقوام مین زیادہ مشہور چار ہین - متاولہ نصاریہ موارنہ دروز -

متاولہ کوہستانی عرب ہین اور بالکل علیحدہ رہتے ہین - اون کا مذہب امامیہ ہے اور وہ سخت متعصب ہین وہ کبہی کسی اجنبی شخص کے ساتہہ کہانا نہین کہاتے - ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ اصل مین قوم کرد سے ہین لیکن اونکے خصایص مغلون اور ایرانیون اور عربون سے ملے جلے ہین -

نصاریہ یہہ بہی ایک بالکل علیحدہ پہاڑی قوم ہے - ان کا مذہب اسلام کی ایک شاخ ہے لیکن اونمین اور اسلام مین بین فرق ہے - کہتے ہین کہ یہہ تناسخ کی

قائل ہین اور چاند اور سورج کی پرستش کرتے ہین۔

موارنہ اگرچہ سریانیون سے قریب ہین لیکن تاہم اونکا مذہب الگ ہے یہہ نصاریونکا ایک نہایت مغرور اور لاف زن فرقہ ہے اگرچہ اصل مواقع پر انسے کوئی کام بہادری کا سرزد نہین ہوا۔

دُروز بدویون سے بہت قریب ہین یہ مسلمانونکا ایک مغرور اور خود مختار فرقہ ہے جو مدت دراز سے عربون اور شامیون سے علحدہ ہوگیا ہے یہہ لوگ نہایت جری ہین اور انمین اور لبنان کے موارنہ مین سخت عداوت ہے **شام** کے اہل بلاد اور اہل قصبات ایک مرکب قوم ہین جن مین مصری قبطی یہود بابلی ایرانی یونانی عرب مغول گرجی صابی ترک وغیرہم جو مختلف اوقات مین وہان رہتے ہین ملے جلے ہوے ہین جو کوئی اس ملک مین سیاحت کرے اوسے رنگ برنگ کی مخلوق کو دیکھنے پر آمادہ رہنا چاہیے شام کے اہل بلاد عموماً دین تو ہین لیکن چاپلوس دورخے بے وفا رومیون کی دولت مین انکی نالائقی ثابت ہوچکی تہی اون کی رسے انکی نسبت یہہ تہی کہ یہہ قوم غلامی کے لئے خلق ہوئی ہے اونہون نے اون کل حکمتون کو جو قرنہاے دراز سے اس ملک مین قائم ہوئی ہین بہ تسلیم و رضا قبول کرلیا اور اب اونمین بجز مذہبی جنگ و جدال کے اور کسی قسم کی قوت باقی نہین رہی۔ جتنی چیزین مذہب سے علحدہ ہین اونہین وہ نہایت مستعدی سے تسلیم کرلیتے ہین اور جس امر مین ذرا بہی حکومت کا لگاؤ ہو اوسے وہ مان لیتے ہین اونکی یہہ اطاعت اور تسلیم و رضا اس درجہ پر ہے کہ ہرگز کسی اہل یورپ کے خیال مین نہین آسکتا۔

مین یہان ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہون جسپر ایک یورپی نے جو ۱۸۶۱ء کے قتل عام کے زمانہ مین شام مین موجود تہا موسیو وڈ سے بیان کیا اور جس سے شامیون کی بزدلانہ اطاعت کا اندازہ ہوسکے گا ایک یورپی تعلیمی افسر نے جو سلطنت عثمانیہ کا

ملازم تنہا ہم سے اس واقعہ کو جو اوس کا چشم دید تھا بیان کیا اوس زمانہ مین بہت سے جلاد پھانسیان دینے پر متعین تھے - ان مین سے ایک شخص اوس دن کی اخیر پھانسی کی تیاری کر رہا تھا لیکن وہ کیل جس مین رسی بندہی تھی بہت اونچی تھی اور تختہ بہت نیچا اور ملزم کی گردن رسی تک نہین پہونچ سکتی تھی - اتنے مین ایک بڈھا مسلمان گدہے پر سوار بکری کے گوشت کی ایک ران لئے ہوے ادہر سے آیا جلاد نے جو اس کار خیر مین مصروف تھا اوسے اشارہ کیا بڈہے نے فورًا تعمیل کی گدہے سے اوتر پڑا اور نہایت آمادگی کے ساتھہ اپنی گردن سامنے کردی - جلاد نے دیکھا کہ یہہ مطلب غلط سمجھا اوسے اشارہ کیا کہ تو نہین تیرا گدہا مطلوب ہے پھر وہ گدہے کو سامنے لایا ملزم کو اوس پر سوار کیا اور رسی اوسکے گلے مین ڈالی اور گدہے کو کوڑا مارا - گدہا آگے بڑہا اور سوار کو پھانسی ہوگئی - بڈہا بیچارہ بہت خوش ہوا کہ سستے چھوٹے گوشت کی ران اور ٹہا گدہے پر سوار ہوا وڑتا ہوا چلدیا -

لیکن مین پھر کہونگا کہ یہہ رضا و تسلیم اونہین معاملات مین ہے جو مذہب سے متعلق نہین رکہتے مصر کی اس اخیر لڑائی کے زمانہ مین دمشق مین پورا سکون تہا اور مجھے اکثر یہہ دیکھکر تعجب ہوا ہے کہ ایک ادنی سپاہی جو کسی شخص کے بہی آگے آگے راستہ کرتا ہوا چل رہا ہے (وہ شخص ایک محض سیاح کیون نہون) کس آسانی سے آدمیون کے جہنڈ کے جہنڈ کو ہٹاتا جاتا رہا ہے بلکہ کبہی کبہی مار بہی دیتا ہے اور یہہ مطلق اوس سے تعرض نہین کرتے لیکن اوسکے ساتھہ ہی مین نے یہہ سنا ہے کہ عربی پاشا کو ذرا بہی کامیابی ہوتی تو شام مین نصرانیون کا قتل عام ہو جاتا - یہہ نصرانی اس درجہ بزدل ہین کہ اونہین دیکھکر شرم آتی ہے سنہ ۱۸۶۱ء مین اونہون نے بلا کسی قسم کی حفاظت ذاتی کے اپنے کو مثل بکریون کے قتل ہونے دیا اور اگر یہی قتل عام جسکا خوف ہر شخص کو تہا سنہ ۱۸۸۲ء مین بہی شروع ہو گیا ہوتا تو وہ پہر اوسیطرح ماری جاتی

اعراب مصر

مصر کے اصلی عرب اوس قوم سے ہین جو مصر کے قدیم باشندون اور اون عربون کے باہمی ازدواج اور امتزاج سے بنی ہے جنہون نے ۶۴۰ء مین عمرو بن عاص کے ساتھہ مصر پر چڑہائی کی تہی یہہ لوگ زبان اور مذہب مین عرب ہین لیکن انکا خون عربی نہین علم الانسان کے اون اصول کے بموجب جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے مصر مین مفتوح قوم کچھہ تو اپنی تعداد کی وجہہ سے اور کچھہ اس وجہہ سے کہ ملک کی نالائق آب و ہوا اونہین زیادہ موافق تہی قوم فاتح پر غالب آگئی اس میل جول مین جو درمیانی مدارج تہے وہ اب مفقود ہو گئے ہین اور اسوقت کے مصری مستوطن عرب فی الواقع اوس قدیم قوم کی اولاد ہین جس نے اہرام مصر کی تعمیر کی اور اس کا بڑا ثبوت اون کے بڑے شانے اور اونکا چہرہ ہے جس پر موٹے موٹے ہونٹ اور اونچی اونچی گال کی ہڈیان موجود ہین اور نیز اونکی عام مشابہت اون قدیم مورتون سے پائی جاتی ہے جو قبرون پر اور عمارتون پر کہدی ہوئی ہین۔

سواحل نیل کے باشندے نہ فقط صورت شکل مین قدیم مصریون کی اولاد ہین بلکہ خصایص مین بہی انمین نہایت درجہ خوش رفتاری اور خوش اخلاقی ہے۔ انہون نے اس مدت دراز تک انواع اقسام کی غلامی سہی ہے کہ یہہ ہر ایک حاکم سے ڈر گئے ہین علی الخصوص یورپ کے حکام سے اوس زمانہ مین جبکہ قاہرہ مین سمجہا جاتا تہا کہ سواحل رود نیل کا حصہ بالکل باغی ہو گیا ہے اور اخبارون مین بجز قتل عام کے اور کوئی ذکر نہ تہا مین بلا کسی مزاحمت کے اس خطے کے بڑے بڑے حصہ جات مین اور اون کے باشندون کے بیچ مین ورہ کر رہا تہا۔

خلاجین کی ضرورتین کچھہ نہین ہین محض ماایحتاج زندگی اونکے لئے کافی
اگر انکے مافوق انہین کچھہ ملگیا تو وہ بالکل خوش اور آسودہ ہوجاتے ہین وہ بلا فکر
آیندہ کے زندگی کرتے ہین اور اد نہین نہ کوئی اندازہ وقت کا ہے اور نہ حاصلہ کا اگر
اون سے کسی ایسے امر کی نسبت پوچھا جاے جس کا تجربہ اونہین بارہا دنیاوی کاروبار
مین ہونا چاہیئے وہ ہمیشہ یہی جواب دیتے ہین کہ ہم کو نہین معلوم کہ ایک گانون سے
دوسرے گانون تک جانے مین کسقدر دیر لگتی ہے یا دونون مین کیا فاصلہ ہے اور
فی الواقع اونہین اسکے معلوم کرنیکی پروا ہی نہین ہے ۔
جیساکہ عربستان اور شام مین بدوی اور مستوطن عرب ہین اسیطرح مصر مین بھی
ہین ۔ لیکن مصر مین ان دونون مین باہم دگر بہت زیادہ شرق ہے کیونکہ بدویونکی
نہ فقط طرز معیشت علحدہ ہے بلکہ اون کی قوم بھی مستوطنین سے علحدہ ہے
۔ مصر کے مستوطن عرب تو نسلون کے میل سے مصری بن گئے ہین لیکن بدویون مین یہہ
بات نہین ہے اونکی طرز معیشت اونہین دوسری اقوام سے ملنے نہین دیتی ۔ اور
اونمین اسوقت بھی زمانہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے
بدویون کی خم دار ناک ۔ پتلے ہونٹ ۔ لمبا بیضاوی چہرہ ۔ چمک دار آنکھین موجود
ہین ۔ مصر کی اقوام مین بدوی ہی ہین جنسے لڑائی بھڑائی کا خوف ہے اور حال کی جنگ
عربی پاشا مین اگر انگریزون نے جیساکہ بیانے بارہا سنا ہے اونہین زرخرید کیمول
نہ لے لیا ہوتا تو ان کو انہین بدویون سے مقابلہ کرنا پڑتا ۔
مین کہتا ہون اس فرنچ مورخ نے ہماری گورنمنٹ پر سخت مہذبانہ اعتراض
کیا ہے گویا ہماری گورنمنٹ بہادر نہین ہے یہہ ہم مانتے ہین کہ ہماری گورنمنٹ
کا یہہ خیال ہے کہ جہانتک ممکن ہو آدمیونکا خون بچایا جاے اور تلوار فولادی نیام
مین رہے اور چاندی سونیکی تلوارون سے کام لیا جاے یہہ فطرتی رحم دلی جو ہماری

گورنمنٹ مین ہے اور انسان کی قابل تعریف بہی ایک صفت ہے کسی دوسری قوم یا دوسری سلطنت مین نہین ہے ہماری گورنمنٹ بے شک ملک کو وسیع کرنا چاہتی ہے مگر خونریزی کے ذریعے سے نہین خونریزی حیوانوں کا کام ہے یہہ انسانی صفت نہین ہے یہہ گورنمنٹ اس بات کو پسند کرتی ہے کہ ہمارے دامن پر نامردی کا داغ ہے اسکا مضائقہ نہین مگر ظالم نادرشاہ کی طرح انسانی خون کے چھینٹون سے پورا رنگین نہو جاے لیکن یہہ بات بہی ہے کہ ہماری گورنمنٹ بالکل موم کی بہی نہین بنی ہوئی ہے جہان چاہتی ہے کہ آہن بآہن تو انکر دنرم۔ تو اپنی تلوار کے ایسے جوہر دکہاتی ہے کہ بہادران قوم الامان الامان پکار اوٹہتے ہین دیکہو افریدی قوم کیسی بہادر ہے مگر پہر کیا کرسکی۔

وہی حال ڈچون کا ہوا لیکن انصاف کی بات سے درگذر کرنا بہی نہین چاہیے ان دونون بہادر قومون نے بہادرون کی فہرست مین اپنے اپنے خون سے اپنے نام لکہوادی کیونکہ شیر اور بکری کا مقابلہ نہا

رستم رہا جہان مین نہ سام رہگیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

شکست و فتح تو قسمت کے ہاتہہ ہے اے میر
مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا

تعلیم یافتہ بہادرون کا یہہ کام نہین کہ دیدہ و دانستہ آگ مین کود پڑین یہہ ادن لوگون کا کام ہے جنہین جاہل سپاہی کہتے ہین نہ اگر دیکہا نہ مگر تلوار لیکر دریا مین کود پڑے کہ ہمارے قلعہ کے نیچے سے ہٹ جا یہہ بہادری نہین ہے دیوانہ پن ہے ہماری گورنمنٹ فتوحات بہی حاصل کرتی ہے اور فوج کو بہی بچاتی ہے دیکہو لکہنؤ کس خوبصورتی سے لیا کسی سپاہی کی مونچہہ بہی نہین بہوٹی اور پہر لطف یہ کہ ہر طرح کی ناقابلیت کا الزام بہی اجل گرفتہ واجد علی شاہ ہی کی

گردن پر رہا برہما کیسے اچھے طریقے سے لیا کہ چند بندوقین شبرات کے پٹاخون کیطرح چھوٹ کر رگہین تہہیبا شاہ برہما کو بیل گاڑی پر بیگار کے گٹھر کیطرح لاد کر تیلیا گڑھی مین ڈالدیا بیچارہ پڑا ہوا اپنی غفلت اور عیش کی سزا بھگت رہا ہے نہ غافل ہوتا نہ پٹتا جہالا واڑ والا ظالم سنگہ راجہ وہ ضرورت سے زیادہ ہوشیار تہا ہوشیار بچے جرم مین کاشی باشی کردئے گئے سلطنت ضبط راجہ قید مگر کانون کان خبر نہوئی بالفعل اصول سلطنت یہی ہین یہہ فرنچ مورخ پرانے خیال کا آدمی ہے ایک نیک نیت گہ نمنٹ پر آوازے کستا ہے۔

مصر کے بدوی اپنے خیمے ریتی پر رود نیل کے کنارے کنارے دریا سے کسیقدر دور کہڑے کیا کرتے ہین اور کبی حکومت سے نہین ڈرتے اور نہ وہ فلاحین کے ساتہہ کسی قسم کا ارتباط پیدا کرتے ہین بلکہ مزارعین کو وہ نہایت نفرت اور عداوت کی نگاہ سے دیکہتے ہین اونکی زندگی بالکل وہی ہے جو تمام بدویان عرب کی ہے۔ اصل یہ ہے کہ بدوی ہر ملک اور ہر سرزمین مین خود اپنی نظیر آپ ہے۔

مصر کی مردم شماری مین علاوہ عربون کے اور بہی مختلف اقوام ہین ترک قبطی شامی حبشی یونانی یوروپی وغیرہم لیکن ان اقوام کا میل فلاحین کے ساتہہ بہت کم ہوتا ہے اور یون تو مصر کی آب وہوا غیر اقوام کے لئے اس درجہ قاتل ہے کہ کوئی مثال اسکی نہین پائی جاتی کہ کسی غیر قوم کا شخص (اور اس مین ترک بہی شامل ہین) دوسری پشت سے زیادہ اس ملک مین پہول پہل سکا ہو۔ عرب ہی ایک غیر قوم ہے جس نے اس ملک مین کامیابی کے ساتہہ جڑ پکڑی ہے۔

منجملہ ان اقوام مصر کے جن کا ذکر مین نے ابہی کیا ہے قبطیون کا بیان خاص طور پر ہونا چاہئے کیونکہ اگر وہ فی الحقیقت قدیم مصریون کی خاص اور بلا امتزاج اولاد نہ خیال کئے جائین تاہم اون ہی مین ایسے اشخاص پائے جاتے ہین جو صورت وشکل مین

قدیم قبرون کی تصویرون سے بہت زیادہ مشابہین اون کا مذہب نصرانی ہے اور اون مین کبھی عربونکا میل نہین ہوا۔ وہ اکثر مصر صعید مین نظر آتی ہین علی الخصوص بعض خاص شہرون اور قصبات مین جیسے اسیوط (اسیوط دریاے نیل پر ایک مقام ہے علامہ سیوطی اسی قصبہ کے رہنے والے تھے کثرت استعمال سے الف حذف ہوگیا) انکی زبان قدیم زبان مصری سے بہت مشابہ ہے اور اسی زبان کی مطالعہ کی بدولت شامپولیان نے (مشہور فرینچ مصنف ہے اس نے سنہ ۱۸۲۲ع مین مصر کی قدیم زبان تصویری کا حل یورپ مین مشتہر کیا سال ولادت سنہ ۱۷۹۰ع سال وفات سنہ ۱۸۳۲ع) مصر کی قدیم تصویری زبان کو حل کیا۔ اکثر تصانیف مین بیان کیا گیا ہے کہ قبطی زبان آجکل بولی نہین جاتی لیکن مینے خود قبطیون کو آپس مین اس زبان کو بولتے ہوے سنا ہے بلکہ اوسکے محاورات موجود ہین قبطی اپنی زبان کو یونانی حروف مین لکھتے ہین۔ عموماً یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ مصر مین قبطیون کی تعداد دو لاکھ نفوس کی ہے لیکن متعدد قبطیون نے مجھہ سے بیان کیا ہے کہ اونکی تعداد پانچ لاکھہ نفوس سے متجاوز ہے۔ اونکے خصائص کی جو کچھہ ہجو کی گئی ہے وہ میرے نزدیک مستند نہین ہے سچ یہہ ہے کہ تعلیم و ترتیب مین وہ اصلی عربون سے بہتر ہین اور علی الخصوص ترکون سے اونکا مذہب البتہ انہین بڑے عہدے نہین ملنے دیتا لیکن انتظام مملکت مین وہ ایسے خدمتونپر مامور ہین جن مین بہت ہی محنت اور ہوشیاری کی ضرورت پڑتی ہے۔

مصر کے ترک جنہون نے انتظامی لحاظ سے عربون کی جگہہ لیلی ہے ملک مین کسی قسم کا اثر نہین رکھتے اس وقت انکی تعداد بشکل بیس ہزار نفوس کی ہے اور وہ ایک قوم حاکم ہین جو دوسرے باشندون کے ساتھہ مطلق نہین ملتے۔

اعراب افریقہ

علاوہ مصر کے جسکا شمار عموماً مشرق مین کیا جاتا ہے ساری شمالی افریقہ مین ایسی اقوام بستی ہین جن کا مذہب عربی ہے اگرچہ اونکا خون ہمیشہ کا عربی نہوا اور یہہ اقوام بربری ہین اور عرب اور حبشی کم و بیش ملے جلے ہوے ہین ۔ مراکش مین مین نے حبشی خون کے میل کو زیادہ دیکھا اور جون جون انسان خط استوا سے قریب ہوتا جاتا ہے یہہ میل بڑہتا جاتا ہے ۔ بربریان افریقہ ایک قوم ہین جو عربون سے بالکل علحدہ ہین اور چونکہ اس کتاب کے اوس باب مین جہان اعراب افریقہ کی تاریخ لکھی گئی ہے ان کے متعلق بحث کیجائیگی اس مقام پر اونکا ذکر ضرور نہین

افریقیہ کے عربون مین بہی وہی تفریق بدویون اور مستوطنین کی موجود ہے جس کا ذکر ہم ابتک کرتے آئے ہین لیکن اس زمانہ کے بدوی اور مستوطن دونون مین بے انتہا میل پایا جاتا ہے ۔ سواحل کے شہرون مین جو عرب بستے ہین وہ اقسام کی اقوام سے جن کی آمد و رفت سالہاے دراز سے ان سواحل مین رہی ہے ملے ہوے ہین ۔ ان مین کارتھجی ۔ رومی وندل یونانی بربری عرب ترک اہل یورپ حبشی سب شامل ہین افریقہ کے سواحل شمالی مین مین نے ہر قسم کا ڈہانچہ جو ممکن الوجود ہے دیکھا ہے اور یہہ حسن و جمال مین سوڈانی حبشی سے لے کر آپالو خوش منظر کے درجے تک ہین ۔ اسی وجہہ سے سخت غلطی ہے اعراب الجزائر کو ایک ہی قوم یا پانچ چہہ مختلف اقوام سے مخلوط بیان کرنا جیسا کہ حال مین ایک محقق نے جن کی تحقیق محض سطحی ہے لکھا ہے ۔

اعراب الجزائر فی الواقع ایک دوغلی قوم ہین اور دوغلون کی کل خصائص قبحہ اونمین موجود ہین کچھہ مجھے اس مقام پر لکھنا پڑا فرنچ مصنف نے اپنی کتاب

ہین جو کچھہ لکھا ہے وہ ہمارے اردو محاورات سے ناواقف ہے ہمارے گرامی شان مکرم و معظم شمس العلماء کو جو اس تمدن عرب کے مترجم ہین اس مقام پر کچھہ شرح کرنی تھی مگر اونکی نیابت اس مقام پر مین کئے دیتا ہون ہمارے اردو زبان کے محاورہ مین دوغلہ اوسکو کہتے ہین کہ جن دو قومونکا وصل و پیوند ناجائز طریقے سے ہوا ہو اور اونکی اولاد پیدا ہوئی ہو وہ اولاد دوغلی کہلائیگی اور ایسی قوم اگر اوسکی اولاد ہو جاے تو ہمیشہ کے لئے ذلیل سمجھی جاتی ہے اور محاورہ عرب مین ایسے ہی بچے کو ولد الحرام کہتے ہین کوئی مسلمان ایسی قوم کے بال بچون سے اپنا پیوند نہین کرتا اگرچہ یہہ بہت ہی غریب ہو اور وہ بہت ہی امیر ہو اور اگر ہندو مسلمانونکا میل جیسا کہ شاہان مغول کے زمانہ مین بصیغہ نکاح صحیح ہوا تھا ہو تو اوسپر محاورۂ اردو کے قاعدے کے موافق دوغلے کا استعمال ہرگز نہوگا اور اوس قوم سے پیوند کرنے مین بھی عام مسلمانون کو بہت عذر نہوگا اور اونکی اولاد مین بھی گمان غالب بُرے خصایص نہونگے کچھہ خصایص اوسمین باپ کے ہونگے اور کچھہ مان کے اگر والدین کے خصایص اچھے ہین تو بچہ کے بھی اچھے ہونگے۔

مصرع نہفتہ ہاے پدر از پسر شود پیدا۔

صحبت کا اثر مسلم ہے طبیعت و جبلت کے بعد صحبت ہی کا اثر ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد فیض بنیاد ہے اَلصُّحْبَۃُ مُتَاثِّرَۃٌ صحبت تاثیر کرنے والی ہے ہر آدمی کو لازم ہے کہ وہ اپنے اخلاق درست کرے اسلئے کہ اوسکی قوم اوسکے پاکیزہ اخلاق دیکھکر اپنے اخلاق درست کرنے پر حریص ہو خصوصًا اون لوگون کو جو صاحب اولاد ہون کیونکہ بیٹا جو اخلاق اپنے پیارے باپ کے دیکھے گا اوسیکو اپنے نسب کی سند سمجھے گا لہذا باپ کے واسطے ضرور ہے کہ وہ اپنی اولاد کے نیک چلن ہونے کے لئے اپنے چال چلن کو درست کرے تاکہ اولاد مین وراثت اور ترکہ کے طریقے پر نیک چلنی پیدا ہو اور

برے لوگون کی صحبت سے بچائے کہ اوسکا اثر بچون کے پاکیزہ اور فکر کی نفسو کو خراب نکرے اور بیٹی والی مان کو لازم ہے کہ نیک چلنی اختیار کرکے اپنی بیٹی کو اپنی نیک چلنی کی سند دے پس لکھ چکا ہین فرنچ مورخ لکھتا ہے کہ شہرون کے باشندے اون تمام اقوام کے میل سے پیدا ہوے ہین جنکا ذکر اوپر ہو چکا اور مختلف حکومت کے بوجہ نے اون ہین اور بھی ذلیل بنا دیا ہے۔ بدویون مین البتہ میل جول کم ہے اور اسی وجہ سے اون کی حالت بھی بہتر ہے وہ اور ملکون کے بدویون کے مماثل ہین اور ہر قسم کی ترقی کے مخالف۔ کل اقوام الجزائر مین خواہ وہ بدوی ہون یا مستوطن ایک خیال عام ہی۔ شدید نفرت اون اہل یورپ سے جو اوپر حکومت کر رہے ہین اور اوسکی یہہ نفرت چندان بیجا نہین ہے الجزائری جس کی نسبت ہمارا بیان ہے کہ وہ کاہل۔ وہمی۔ کم محنت۔ ناعاقبت اندیش۔ اور موقع کے لحاظ سے کبھی تو سخت متواضع اور کبھی سخت گستاخ ہے اسوقت بھی جو ہر ایک بغاوت مین جو اس علیم سے جان چھڑانیکی کوشش کرتا ہی اپنا تمام مال بلکہ جان کو بھی کھو بیٹھنے کے لئے تیار رہے ممکن ہے کہ بتدریج اور بہ تدابیر باقاعدہ اعراب الجزائر بھی اوسی طرح نیست و نابود کر دی جائین جیسے امریکا کے اصلی سرخ رنگ باشندے نیست و نابود کر دیئے گئے ہین لیکن یہہ غیر ممکن محض ہے کہ اہل یورپ اونہین اپنے مین ملا سکین۔ دو قومین جو ایک دوسری سے اس درجہ مختلف ہون ہرگز صلح کے ساتھہ ایک ہی سرزمین نہین رہ سکتین۔ یہہ وہ رای ہے جسے کتابون مین لکھنے سے احتراز کیا جاتا ہے لیکن مین نے ہر ایک ایماندار شخص سے یہی رای سنی ہی اور مجھہ خود بھی اس رای سے پورا اتفاق

اعرابِ چین

عربون کی سلطنت قائم ہونے کے بعد ہی خلفاے اسلام

اور شاہان چین کے آپسمین سفیرون کی آمد و رفت متعدد اوقات مین ہوئی چین کے ساتھہ دریا اور خشکی دونون راستون سے تجارت قائم ہوگئی تھی۔

مثل اور ممالک کے جہان عربون کی مداخلت ہوئی چین مین بھی مذہب اسلام نے بہت جلد ترقی کی اسوقت کی تاریخون سے ثابت ہوا ہے کہ چین کے ملک مین مسلمانون کی تعداد دو کرور نفوس کی ہے انتیس بیسہ مسلمان بالکل عربی النسل نہین ہین مگر اونمین عربونکا خون ملا ہوا ہے۔ اس کتاب کے بموجب جسکا ذکر اوپر ہوا چین کے مسلمانون مین عرب اور ترک اور جینیونکا میل ہے۔ چین کے مسلمانون کی اصل وہ چار ہزار عرب ہین جنہین خلیفہ ابو جعفر نے شہنشاہ سوسانگ کے پاس ان تو چانگ باغی کے مقابلہ کے لئے بھیجا تہا ان سپاہیونکو خدمات کے صلہ مین چین کے بڑے بڑے شہرون مین سکونت اختیار کرنیکی اجازت ملی اور اونہون نے وہین شادیان کرلین اور چین کے مسلمانون کی جڑ اون ہی سے قائم ہوئی چین کے مسلمانون کی ایمانداری بالکل مسلم ہے اور اوسکی مثالین بیان کرنیکی ضرورت نہین مورخ لکھتا ہے کہ مسلمانان چین مین حق پرستی اور دیانت داری کا نہایت درجہ خیال ہے یہ جو سرکاری ملازم ہین اون سے رعیت خوش بھی ہے اور اونکی عزت بھی کرتی ہے اور جنہون نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا ہے وہ نیک نام ہین۔ اصول مذہبی نے اونہین مخیر بنا دیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب کے سب ایک بڑے خاندان کے اجزا ہین جو آپسمین ایک دوسرے کی اعانت اور حفاظت کرتے ہین۔ وہ امر جس سے اونکا تفوق چین کے اور مستوطن اقوام پر ثابت ہوتا ہے کہ باوجود اپنی ابتدائی حالت کے محض اوس ہمدردی کی بدولت ہے جو اونہون نے نازک وقتونمین اپنے اختیار کردہ وطن کے ساتھہ کی اور نیز اوس دینی اخوت کی وجہ سے جو اون کے

افراد مین ہے غیر اقوام مین رہی ہین جنہون نے ترقی کی ہے برخلاف اور مذاہب
خارجہ کے جو چین مین آئے اور چلے گئے یا محض چند روز ٹھہرے۔ دوسرے مذاہب کے
مقابل مین پورا تحمل۔ خیال کی آزادی اور (برخلاف دیگر مذاہب کے اشاعت
کرنیوالون کے) اوس ملک کی جس مین اونہون نے پناہ پائی ہے ہر ایک
رسم ورواج وقانون اعتقادات کی پوری ہمدردی اور عزت کرنا یہہ وہ چیزین ہین
جنہون نے چین کے مسلمانون کے لئے وہی حقوق پیدا کردئے ہین جو چینیون کو حاصل
ہین وہ ملک مین عامل بھی ہو سکتے ہین اور ہر قسم کی فوجی خدمات پانے کے بھی مجاز ہین
یہانتک کہ وہ خود شاہنشاہ کی درباری خدمات سے بھی ممتاز ہو سکتے ہین۔

اس باب مین مجھے اون مسائل کیطرف توجہہ کرنی پڑتی ہے جنہین اور
مورخین نے فروگذاشت کر دیا ہے لیکن وہ مسائل نہایت اہم اور غور طلب ہین
کیونکہ اونہین کے مطالعہ سے واقعات تاریخی کا پیچ دار سلسلہ سلجھ سکتا ہے
منجملہ اون مختلف اسباب کے جو کسی قوم کی ترقی کے باعث ہوتے ہین اوس قوم کی خصائص
اور اکی اور اخلاقی بہت اہم اسباب ہین۔ یہی مجموعہ خصایص جسکا نام ہم نے جبلت
رکھا ہے افعال انسانی کا اصلی محرک ہے اور یہہ انسان مین پیدائش کے وقت سے
موجود ہوتی ہے۔ وہ خصایص ہین جو سال ہاے دراز مین بذریعہ وراثت کے
حاصل ہوئی ہین اور انکی قوت کو کوئی چیز نہین روک سکتی۔ گو ہمارے قدیم
آبا و اجداد اپنی قبرون کے اندر ہمارے اس وقت کے ہر کام مین راہ نمائی کر رہے ہین۔
ہماری موجودہ افعال کے اسباب اور محرکات زمانہ ماضیہ مین قائم ہوئے تھے اور
قرون آیندہ کے افعال کے اسباب و محرکات اس وقت قائم ہو رہے ہین حقیقت مین
زمانہ حال گذشتہ کا تو محکوم ہے لیکن مستقبل کا حاکم ہے اور ان مین سے ایک سے
واقفیت حاصل کرنے کے لئے دوسرے کا علم ضروریات سے ہے۔

اعراب اندلس

اندلس وہ مقام ہے جسے اب اسپین کہتے ہین اور تقریبًا آٹھ سو برس مسلمانونکا دارالسلطنت رہا ہے اسمین مسلمانونکے بڑے بڑے نشانات ہنوز موجود ہین اگرچہ وہ ٹوٹے پھوٹے کھنڈر کیصورت مین اب نظر آرہے ہین مگر سیاح اور جہان دیدہ لوگ اب بھی اون سے بڑے بڑے نتائج پیدا کر سکتے ہین کسی زمانہ مین مسلمانون کے علوم دینیہ کا بڑا مدرسہ تہا جسمین ہزارہا طالب العلم کامیابی کے ساتھہ تحصیل علوم مین سرگرم رہا کرتے تہے یورپ مین جسے علم کی پیاس لگتی تہی وہ اسی تشنگی یہین آکر بجہاتی تہی عیسائیون نے جب اس ملک کو مسلمانون سے واپس لیا ہے ایسے ایسے ظلم مسلمانونپر کئے ہین کہ جنکے بیان سے پتہر پسیجنے لگتا ہے کبھی کسی وحشی قوم نے بھی ایسے ظلم نہ کئے ہونگے فرنچ مورخ لکھتا ہے کہ جن اقوام عرب کا ہم ذکر کرچکے ہین وہ کل اسوقت تک زندہ ہین اور اونکی موجودہ نسلون مین مختلف اسباب کی وجہہ سے کتنا ہی تغیر کیون نہوا ہو پھر بھی انہین دیکھکر اونکے آبا واجداد کی حالت کا پورا اندازہ ہوسکتا ہے لیکن اندلس ہی کے عرب ہین جن کی نسبت یہہ کہا جاسکتا ہے کہ یہہ بالکل نیست و نابود ہوگئے اور اونہون نے کوئی اولاد نہین چھوڑی جنکے دیکھنے سے اب اس زمانہ دراز کے بعد اون کی نسبت کوئی خیال قایم کیا جاسکے ہمین یہہ بھی نہین معلوم کہ وہ کس شکل و صورت کے تہے لیکن اسناد صحیحہ کے مفقود ہونے پر بھی ہم کہہ سکتے ہین کہ یہہ قوم بہت جلد اون عربون سے جنہون نے اوائل مین ملک کو فتح کیا علحدہ ہوگئی تہی ایک طرف مفتوح نصرانیون کے ساتھہ متواتر ازدواج و امتزاج اور دوسری طرف بربریان افریقیہ کے ساتھہ جنہون نے پہلے اندلس پر حملہ کیا تہا کثرت میل سے یہہ اسباب ہے جن سے بہت جلد اصلی عربی

نسل بدل گئی اور حسبوقت یہہ باہمی ازدواج و امتزاج آٹھہ صدی تک جاری رہا تو علم الانسان کے اون اصول کے بموجب جن کا ذکر اس باب کے اوائل مین ہو چکا ہے ایک نئی نسل پیدا ہوگئی جس کے خصایص کا اصلی غازیان عرب کی خصایص سے مختلف ہونا لازمی تہا۔ عربون نے جو کچہہ ترقی اندلس مین کی اوس سے ظاہر ہے کہ یہہ نئی نسل اعلیٰ درجہ کا ذہن و ذکا رکہتی تہی۔ اِن کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اون مین سپاہگری کے اوصاف اور جرات بہی نمایان تہی۔ اوس کے ساتہہ ہی آپس کی خانہ جنگی جو اس قوم کی تباہی کا حقیقی باعث تہا اس بات کی خبر دیتی ہے کہ عرب کے اصلی خصایص مین سے بعض خصایص ان مین اخیر تک قایم تہے۔ اعراب اندلس کی نسبت اون کے تمدن اور اونکی تاریخ کی بنا پر راے قائم ہوگی اور اس لئے ہم ناظرین کو اپنی کتاب کے اون ابواب کی طرف رجوع کرتے ہین جن مین ان مضامین سے بحث کی گئی ہے۔

اندلس

ولید بن عبدالملک نے اپنے عہد مین افسر اعلیٰ موسیٰ کو اس ملک کی دیکہہ بہال کے لئے حکم دیا اوسنے طارق ابن زیاد کو اس کام کے واسطے انتخاب کیا۔ طارق نے اندلس کے کنارہ پر غارتگری کرکے وہان کی دولت کا حال دریافت کیا اور افریقہ کے کنارہ پر بہت غنیمت اور قیدیونکے ساتہہ واپس آیا جب موسیٰ کے سامنے اسطرح نیا میدان جنگ پیش آیا تو اوسکے سبوق عقبہ نے گہوڑون کو بحر اطلانٹک کے پانی مین ڈالکر ٹہنڈی سانس لیکر کہا افسوس اب آگے کوئی ملک فتح کے لئے باقی نرہا لیکن یہان ایک دوسرا حصہ روے زمین کا تہا کہ اہل اسلام کو فتح یابی کے لئے طلب کر رہا تہا۔ اس لئے موسےٰ نے سلطان ولید کو

لکہا کہ ایک ملک ہے جسمین بہت مالدار شہر ہین - اپنی زمین کی زرخیزی اور آب وہوا کی خوبی مین شام کا مثل ہے - اپنی اعتدال مین یمن ہے - اپنی پھولون اور مصالحہ (مسالہ) مین ہند ہے - اپنی میوجات اور پیداوار مین حجاز ہے - اور اپنی جسمی کانون کے لئے کارتھیج ہے (کارتھیج لوما کا ایک شہر ہے بہت آباد) اور اپنی عمدہ بندرگاہون کے سبب سے عدن ہے -

اور ہمنے اللہ کی عنایت سے اقوام زنٹس اور دوسری بربری قومون کو مثل زاب وضرار وزار آدس فرامودس حسن وغیرہ مطیع کرلیا ہے - اسلام کا جھنڈا شہر طنجیرس کی دیوار پر نصب ہے وہان سے اندلس صرف بارہ میل کے فاصلہ پر ہے امیر المومنین کے حکم کی دیر ہے - فاتحان افریقہ اوس ملک پر عبور کرینگے اور اللہ واحد کا علم اور قرآن پاک کا حکم وہان بھی پہلا دینگے -

سلطان ولید بن عبد الملک کی جرات اس نئی قابل فتح ملک کی خبر سے اور بڑہگئی اوس نے ایک حدیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑہی جسکا مضمون یہہ تہا کہ ہمارے دین کا اجرا انتہاے مغرب تک ہوگا اور اب اوسنے اپنے سپہ سالار موسیٰ کو پورا اختیار دیا کہ اس متبرک معرکہ کی طرف بڑہے اور اندلس کو بھی نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دین کی برکت سے مالامال کردے اور کفر وشرک کی بنیاد کو جڑ سے اوکہاڑ کر پہینک دے ۹۲ھ ہجری مطابق ۷۱۱ء عیسوی مین موسیٰ نے اپنی ماتحت افسر طارق کو تیس ہزار لشکر دیکر اندلس کی فتح کو پہاڑ یمن روانہ کیا وہ کامیابی کے ساتھہ لب ساحل فرود ہوا اس خبر کو سنکر شاہ راذق یعنے رودرک بہت بڑے لشکر کے ساتھہ مقابلہ کو بڑہا لیکن طارق نے قبل مقابلہ کرنیکے جن جہازون پر فوج کو لایا تہا سب مین آگ لگادی اور فوج سے مخاطب ہوکر کہا دیکہو اب تمکو سواے اوس واحد

لاشریک کے اوکسی پر بھروسا نہین کرنا چاہئے تم سچے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے سچے دین کے فرمانبردار ہو اپنی نیتون کو خالص کرلو سوای پروردگار اور اوسکے رسول کی مرضی کے کوئی دنیاوی لالچ کو دل مین راہ نہ دینا اور اب تمہارے پلٹنے کا ذریعہ یہی نرہا یا تو ان مشرکون پر فتح حاصل کرلو یا شہید ہوجاؤ۔ لشکر کو ایک تو امید واپسی نرہی دوسرے طارق کی پراثر تقریر کا وہ اثر پڑا کہ فوج کے دل بڑھگئے اور دشمن سے بڑا سخت مقابلہ کئی روز تک رہا آخر کو اللہ کے فضل وکرم سے مسلمانونکو فتح نصیب ہوئی اور پورا اندلس فتح ہوگیا پھر طارق مقام تالیدو پر بڑھا کہ دارالامارت تہا اور اوسکو بھی فتح کیا بلکہ صوبجات قسطلان اور لبنان بھی تصرف مین آئے اور موسیٰ خود بھی اس جزیرہ نما مین آیا اور جو قلعے اور شہر باقی رہگئے تہے وہ بھی مفتوح ہوئے پھر عرب کے عدل وانصاف کو دیکھکر ملک کے لوگ ایسے رضامند ہوئے کہ سب نے باتفاق عرب کے وضع اور مذہب اختیار کرلیا۔

ملک تیرکال بھی جسکو عرب الغرب کہتے تہے رفتہ رفتہ قبضہ مین آگیا اور یہہ ملک بھی وسی جزیرہ نما مین ہے اور ملک اسپانیہ سے مغرب کیطرف ہے اس فتح کے بعد ۹۵ھ ہجری مین مطابق ۷۱۴ء مین ولید بن عبدالملک مرگیا

اعرابِ جاہلیت کی وحشیانہ حالت

یہہ امر عموماً مسلم کہ اعرابِ جاہلیت نے کوئی تاریخ چھوڑی۔ وہ مختلف قبائل مین منقسم تہے اور ہمیشہ سفر کی حالت مین رہتے تہے۔ نہ اونکی بود و باش کا کوئی خاص مقام تہا اور نہ اونمین کسی قسم کی روایات تہین قرنہاے دراز سے وہ نیم وحشیانہ حالت مین زندگی بسر کرتے تہے اور اونکی کوئی یادگار باقی نہین ہے۔

آج کے دن نہایت ممتاز مورخین کی یہی رائے ہے چنانچہ صاحب تاریخ السنہ سمیا طیقی اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ اس عجیب واقعہ تک (یعنی اسلام) جس نے دفعتاً قوم عرب کو ملک گیرون اور اخلاق مضامین کی صورت مین ہمارے سامنے پیش کر دیا عربستان کا کوئی حصہ نہ دنیا کی تاریخ تمدنی مین تہا نہ تاریخ علمی مین اور نہ تاریخ مذہبی مین عربستان کوئی بہت قدیم ملک نہین ہے۔ فی الواقع تاریخ عالم کے لحاظ سے وہ اس قدر جدید ملک ہے کہ ہماری چھٹی صدی اس ملک کے پہلوانونکا زمانہ ہے اور سنہ عیسوی کی پہلی صدیان تو اس ملک کے ازمنہ مظلمہ مین شامل ہین۔

اگر بالفرض ہمین عربستان کی پچھلی تاریخ سے مطلق اطلاع نہوتی تب بہی ہم کہہ سکتے تہے کہ جو رائے اوپر بیان کی گئی ہے وہ غلط ہے کسی قوم کے تمدن کی وہی حالت ہے جو اوسکی زبان کی۔ ممکن ہے کہ یہہ دونو دفعتہً ہمارے سامنے آئین لیکن اس مین شک نہین کہ اونکے اصول بہت قدیم ہین اور وہ اصول تبدیج ایک زمانہ دراز مین قائم ہوے ہین۔ اخراد انسانی۔ ملل انسانی اور نظامات و مذاہب انسانی کی ترقی ہمیشہ تبدیج ہوا کرتی ہے۔ سلسلہ ترقی مین جب تک کل درمیانی مدارج یکے بعد دیگرے طے نہ ہولے ہون اعلیٰ درجہ ہرگز حاصل نہین ہوسکتا۔ جب کوئی قوم اعلیٰ درجہ کی ترقی کے ساتہہ ہمارے سامنے آئے تو ہمین سمجہہ لینا چاہیے کہ یہہ ترقی سال ہاے دراز کی پچھلی محنتون کا نتیجہ ہے۔ یہہ پچھلے مدارج اکثر مفقود ہوجاتے ہین لیکن اونکا وجود ہمیشہ مسلم ہے اور اکثر اوقات علمی تحقیقات اونکا کہوج لگاکر اونہین ہمارے سامنے کردیتی ہین۔ اعراب جاہلیت تمدن کی یہی حالت ہے اس امر کا ٹھیک ٹھیک قرار دینا کہ وہ تمدن کیا تہا دشوار ہے لیکن ہمارے پاس ایسی اسناد موجود ہین جن سے اوس تمدن کا وجود بخوبی ثابت ہوتا ہے اور یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ شاید وہ اسیریا اور بابل کے قدیم تمدن سے جسے ایک زمانہ دراز کے بعد آثار

قدیمہ کی تحقیقات نے قائم کر دکھایا ہے کم نہ تھا۔ اعراب جاہلیت کے نیم وحشی ہونے کی بابت جو خیال پیدا ہوا ہے یہہ نہ فقط تاریخون کے سکوت کی وجہہ سے ہی بلکہ اس وجہ سے بھی کہ عموماً بدویون اور مستوطنین مین فرق نہین کیا گیا اور خانہ بدوش قبائل عرب کو اون قبایل کے ساتھہ جو شہرون اور قصبات مین بسے ہوئے ہین ملا دیا گیا ہے یہہ تو ہمین معلوم ہے کہ بدویان عرب خواہ وہ زمانہ جاہلیت کے ہون یا زمانہ اسلام کے البتہ اسوقت تک بھی نیم وحشی ہین اور مثل نیم وحشیون کے نہ اون مین تمدن ہے نہ تاریخ لیکن یہہ بدوی قوم عرب کی صرف ایک شاخ ہین اور ان کے ساتھہ ہی ایک گروہ قوم کا ہے جو شہرون اور قصبات مین سکونت پذیر اور زراعت و تجارت مین مصروف ہے اعراب مستوطن کے بارے مین نہایت آسانی سے ثابت ہو سکتا ہے کہ ان مین اعلیٰ درجہ کا تمدن تھا جسکی تفصیل سے تو ہم نہین واقف لیکن اوسکی عظمت کا اندازہ کرنا چندان مشکل نہین ہے۔

عربون کی قدیم تمدن کی بابت تاریخ عالم اوس درجہ ساکت نہین جیسے وہ ان قدیم تمدنون کی نسبت ساکت ہے جنہین حال تحقیقات نے آثار قدیمہ کے گرد و غبار مین سے کھود کر نکالا ہے۔ اگر بالفرض تاریخ کو پورا سکوت بھی ہوتا تو بھی ہم ثابت کر سکتے تھے کہ یہہ تمدن زمانہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بہت پہلے تھا ہمین اسقدر یاد دلانا کافی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وقت مین بھی عبستا مین اعلیٰ درجہ کی زبان اور اوس زبان مین تصنیفات موجود تھین اور اعراب جاہلیت نے دو ہزار سال سے دنیا کی مہذب ترین اقوام کے ساتھہ تجارتی تعلقات قائم کر لئے تھے اور اقلاً سو برس سے تو اونھون نے ایسی ترقی کی تھی کہ جسے منجملہ اون اعلیٰ ترقیون کے شمار کرنا چاہیئے جن کی یادگار اس وقت تک دنیا مین موجود ہے۔

ایک اعلیٰ زبان اور اوس زبان مین تصنیفات دفعتہً پیدا نہین ہو سکتین اور اونکا وجود اس بات کی دلیل ہے کہ قوم نے ایک زمانہ دراز طے کیا ہے۔ کسی قوم کا

دوسری اقوام مہذب کے ساتھہ روابط قایم رکھنا ہمیشہ خود قوم کی ترقی کا باعث ہوتا ہے
بشرطیکہ اوس قوم مین ترقی کی صلاحیت موجود ہو اور عربون نے ثابت کردیا کہ لونمین یہہ صلاحیت
موجود تہی - علاوہ برین اقلاً سو برس تک ایک اعلیٰ درجے کی ترقی حاصل کرلینا اور ایک وسیع
حکومت کا قائم کردینا اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ عربون مین اوس قوم کے موروثی خصایص
اور ترقی کی قابلیت موجود تہی جو سال ہاے دراز مین حاصل ہوئی ہوگی وہ یعنی عرب کچھہ
امریکاے شمالی کی سرخ رنگ اقوام یا مشرقیا کے وحشی نہ تہے جن کے ذریعہ سے خلفاے
اسلام نے ایسے ایسے عالی شان شہرون کی بناڈالی جو آٹھہ سو برس تک یورپ اور ایشیا
مین علوم وفنون وصنعت وحرفت وکمالات انسانی کے ماوے وملجا رہے - عربون کے
سوا اور بہی اقوام نے پرانی حکومتون کو زیر وزبر کردیا ہے لیکن باستثناے اون اقوام
کے جن مین پہلے سے ترقی موجود تہی کسی نے کوئی نئی حکومت کوئی نیا تمدن نہین قایم
کردیا اور قوم مفتوح کے تمدن سے فائدہ بہی اوٹہایا تو بہت دیرمین - وہ اقوام وحشی جنہون
نے رومیون کی قدیم حکومت کو تہ وبالا کیا ایک زمانہ دراز مین اوس حکومت کے ریزون
کو جوڑ کر نئی حکومت قایم کرسکین اور اپنی کو از منہ متوسطہ کی تاریکی سے نکال سکین -
پھر مجھے کچھہ عرض کرنا پڑا ایک عیسائی مورخ لکھتا ہے کہ اعراب
بالکل وحشی تھے نہ اونہون نے کوئی تاریخ چہوڑی نہ اونکے بود وباش کا کوئی خاص مقام تہا
نہ اونمین کوئی روایات تہین گویا اونمین کسی قسم کا مادہ ہی نہ تہا خیر اونہون نے جو
جیسے آیا کہا مگر ہمارے اس عیسائی مورخ نے جسکی کتاب کا ترجمہ تمدن عرب ہے اوسکا
جواب دیا ہے اور خدا لگتی بات کہی ہے ترقیان دنیا مین دو قسم کی ہین ایک
روحانی ترقی اور دوسری دنیاوی ترقی عربین روحانی ترقی کا مادہ بہت زیادہ
تہا ملک بہی فتح کئے تو سب دنیاوی لالچ سے نہین بلکہ روحانی ترقی کے شیوع کے خیال سے
اور وہ عیسائی مورخ دنیاوی ترقی کا آدمی ہے وہ اس ترقی کو ترقی نہین سمجہتا اور بنا بر

ترقی کے مادہ کو کوئی مادہ سمجھتا ہے اس دنیا کا انجن صرف انہین دو زبردست پرزونکی
ذریعے سے چل رہا ہے دنیاوی ترقی کی ضرورت تو زندگی باقی رکھنے کے لئے ہے اور
روحانی ترقی کی ضرورت اپنے مالک خالق رحمٰن رحیم کی محبت اور معرفت حاصل کرنے
کے لئے ہے اور روحانی ترقی حاصل ہوتی ہے دنیا کے علایق کم کرنے سے زاہد اسے
کہتے ہین جو دنیا کی چیزین بقدر ضرورت حاصل کرے مثلاً کہانا اسقدر کہائے کہ جس سے
زندگی قایم رہسکے نہ اتنا کہائے کہ حیوانیہ کو پورا ہیجان ہو جائے اور حیوانون
کی طرح زندگی بسر کرنیکی نوبت پہونچے پوشاک ایسی اختیار کرے کہ جس سے ستر پوشی
ہو جائے اور جاڑون مین سردی کی تکلیف سے بچے وقس علیٰ ہذا مسلمانون
کے سرتاج حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جو اپنی امت پر اونکے
ماں باپ سے زیادہ تر شفیق تھے اور جب اللہ تعالےٰ شانہ نے آپکو فتوحات عطا فرمائی
تو آپکے حضور مین بحرین کا خراج آیا اور درم و دینار کا ایک انبار مسجد شریف کے بریون پر لگا دیا گیا
آپ صبح کی نماز کے بعد فقیرون اور سائلین کو تقسیم کرنے کے لئے بیٹھے تو ظہر کی نماز تک سب
تقسیم کر چکے تھے اور اوسی شب کو آپکے مطبخ مبارک مین خاصہ تیار نہو سکا پینے شب
کو فاقہ تھا اس کے سوا بارہا فاقون کی نوبت آگئی اور شدت گرسنگی سے شکم مبارک
پر پتھر باندھنے کی نوبت آئی ؎

مالکِ کونین ہین پر پاس کچھ رکھتے نہین ۔ دو جہان کی نعمتین ہین اونکے خالی ہاتھ مین

؎

جز صفائی نہین کچھ اہل صفا کے گھر مین ۔ فقر و فاقہ رہا محبوبِ خدا کے گھر مین ۔

انتہا اس کی یہہ ہوئی کہ جس روز حضور پرنور نے اس دنیاے فانی کو چھوڑ کر دار
آخرت کا سفر فرمایا ہے اور حضور نزع مین تھے اور شب کا وقت تھا تو حضرت
ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے دولتخانہ مین

چراغ روشن نہ تہا جب حضرت کو نزع کی شدت ہوئی ہے تو حضرت
ام المومنین رضے اللہ تعالے عنہا ایک ہمسایہ کے گہر سے تیل قرض لائین تہین۔
اللہ اکبر دنیا سے بے تعلقی اسے کہتے ہین بہ
بادشاہون کا آقا ہو نزع کے وقت اوسکے گہر مین تیل موجود نہو نیکے سبب چراغ
نہ جلے اوسی روحانی تعلیم کا یہہ اثر ہوا کہ حضرت **خلیفہ اول** صدیق اکبر رضی اللہ تعالے
عنہ قدم بقدم اپنے صاحب کے تہے حضرت صدیق اکبر بڑے مالدار تہے مگر سب مال
اپنے صاحب پر نثار کر دیا آپ کا زمانہ خلافت کم و بیش ڈہائی برس رہا اور اس تہوڑی
مدت مین بہت سے ملک فتح ہوے اور بہت کچہہ مال غنیمت آیا مگر آپنے جو بیت
المال سے اپنے لئے پانچ درہم روز مقرر کئے تہے اوس سے کبہی زیادہ نہ لیا اور آپنے
اپنی وفات کے بعد اپنی ملک سے جو کچہہ چہوڑا وہ یہہ تہا ایک اونٹ جسپر آپ سوار ہوتے
تہے۔ اور ایک غلام جو آپ کی خدمت کرتا تہا۔ اور ایک چہوٹا کپڑا اور جب آپ سے
نزع کے وقت پوچہا گیا کہ آپ کو کس کپڑے کا کفن دیا جاے آپنے فرمایا کہ یہی
جو مین پہنے ہون اسے دہو کر مجہے کفن دینا لوگون نے عرض کی کسی نئے کپڑے کا کفن دیا
جاے آپنے ارشاد فرمایا کہ نیا کپڑا بہ نسبت مردون کے زندون کے لئے زیادہ
ضروری ہے آخر یہی ملبوس شریف مین جو آپ نزع کے وقت پہنے تہے کفنائے گئے
حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے پاس ایک عبا تہی جسمین سیکڑون پیوند
تہے اور وہ پیوند پر پیوند ہونے سے اسقدر گران ہو گئی تہی کہ جسمین کئی سیر کا بوجہہ تہا
اگر یہہ بیش بہا عبا کاش آج کسی کے ہاتہہ آجاے تو مسلمان بادشاہ لاکہون روپیہ
دیکر اوسے خرید لین اور اوسی جواہرات سے مرصع کر دین۔
حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اپنے زمانہ خلافت مین ہمیشہ سوکہی
روٹیون کے ٹکڑے پانی مین بہگو کر تناول فرمایا کرتے تہے پہر اوسے بہی جن کے

سینے مین آپکا فیض پہونچا آپ ہی کیطرح اپنی زندگی بسر کرتے تہے عرب گو خانہ جنگ تہے مگر روحانی ترقی کا مادہ اونکی ذات مین موجود تہا اور ہنوز ہے خانہ بدوش اعراب کی خانہ بدوشی اسی لیے ہے کہ اونکو کسی جگہہ سے خاص تعلق نہ پیدا ہو جاے سینے مبض بدوون سے پوچہا کہ آپ لوگ کہیتی کیون نہین کرتے اونہون نے کہا کہ ہم تو بہت بڑی کہیتی کرتے ہین ہمسے بڑہکر کوئی کہیتی کرنے والا نہین اور یہہ دنیا ہمارے ہی کہیتی کرنے کو پیدا کی گئی ہے جب ہم بڑی کہیتی کرتے ہین تو چہوٹی کہیتی کرنا ہمارا کام نہین ہم نے جو تخم بوے ہین اونکے کلے ہمارے مرنے پر پہوٹینگے اور قیامت کے روز وہ سرسبز ہوکر بار آور ہونگے اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ دنیا آخرت کی کہیتی ہے ہے وہ ہم کر رہے ہین جو گہاس بہوسہ پیدا کرنے کی فکر مین ہین وہ دنیا کے لوگ ہین ہمارا **معترض عیسائی مورخ** انہین لوگون مین ہے جو دنیا مین کہیتی کرتے ہین اور دنیا ہی مین کاٹتے ہین عقبی کے لیے کچہہ نہین رکہتے **لمولفہ**

طالب نہوا یہہ کبہی دنیاے دنی کا ہر حال مین دل شیر رہا مرد غنی کا

عربونکی زمانہ جاہلیت کی تاریخ

مثل اور اقوام عالم کے عربونکا بہی ایک زمانہ قبل تاریخ گذرا ہے۔ ہمارے قدیم آبا و اجداد کے چہوڑے ہوے ہتیار اور آلات اور مکانات کے بقایا جو ہمین زمین کی مختلف طبقات اور مختلف اقطار عالم مین ملے ہین اونکے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان زمانۂ تاریخی (جس کی مدت بہت ہی تہوڑی ہے) لاکہون برس قبل غلات اور زراعت اور پالتو جانورون کے استعمال سے ناواقف تہا اور اوس کے ہتیار سنگ چقماق کے ہوا کرتے تہے۔ اس زمانہ قدیم کا نام زمانہ حجریہ رکہا گیا ہے اور تمام عالم مین جہان کہین

آثار قدیمہ کی تحقیقات کی گئی ہے کیا عربستان مین اور کیا یورپ اور امریکا مین اس زمانہ قدیم کے آثار پائے گئے ہین - ان ہتیارون اور آثار قدیمہ کے باہم مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس زمانہ مین مختلف اقوام عالم کی طرز معیشت مین مشابہت تھی - ان آثار قدیمہ کی بنا پر ہم بہت آسانی سے اوس زمانہ کے انسانون کی جہم و ادراک اور اونکے طریقہ زندگانی کا اندازہ کر سکتے ہین - عربون کی قدیم سے قدیم روایات حضرت ابراہیم سے آگے نہین بڑہتین لیکن علم السنہ کی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ نہایت قدیم زمانہ مین کل اوس خطہ مین جو قفقاز اور عربستان جنوبی کے بیچ مین واقع ہے اگر ایک ہی قوم نہین بستی تھی تو چند اقوام متحد اللسان ضرور بستی تہین انسنہ سامیا طیقی کے باہمی مقابلہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ عبرانی فینیقی سریانی اسیری کلدی اور عربی کسی زمانہ قدیم متحد الاصل اور ایک ہی زبان سے نکلی تہین - ہمین نہین معلوم کہ وہ کون سے اسباب تھے یا کیا مزبوم کا اثر تھا جس نے ان اقوام متحد الاصل کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا اور اسی وجہ سے ان کی اور عربون کی قرابت کو ہم زیادہ تفصیل سے نہین بیان کر سکتے -

اعراب جاہلیت کی تاریخ ہمین کچھ تو کتب تورات مین ملتی ہے اور کچھ خود عربون کی پرانی روایات مین اور کسی قدر اُن شاذ و نادر تصنیفات مین جو ہمین مورخین یونان و روم سے پہونچی ہین یا چند معدود کتبون مین مثلاً اسیری کتبے یا وہ کتبے جو دِمَا اور صفا کے قریب نکلے ہین -

کتب تورات مین عربون اور عبرانیون کا متحد الاصل ہونا دکہایا گیا ہے اور عرب قدامت مین عبرانیون سے زیادہ سمجھے گئے ہین - اونکی خانہ جنگیان ایک زمانہ دراز تک قایم رہین اور تورات مین برابر جزیرہ نمائے سینا کی اقوام عمالقہ اور مدیانیہ اور سابین عربستان کا ذکر ہے - عرب کی قدیم روایتون کے مطابق جو دراصل یہود کی کتابون سے لی گئی ہین جزیرۃ العرب مین پہلے دو نسلین قایم ہوئین ایک یقطان اولاد سام کی

اور دوسری اسمٰعیل بن ابراہیم اور اون مصری بیوی ہاجرہ کی ان مین شمال کی طرف بدوی رہتے تھے
اور جنوب کی طرف مستوطنین یمن مین یقطان کی اولاد نے ایک طرف سبا کی سلطنت قائم
کی اور دوسری طرف حمیر کی اسمٰعیل ع کی اولاد فلسطین کی سرحد سے لیکر حجاز تک بسی اور
یہی پہلے مکہ معظمہ کی حاکم ہوئی اور ایک مدت دراز تک مکہ اور سبا ی یمن مین
مقابلہ رہا کہ ان مین سے کون سا شہر عربستان کا دار السلطنت کہلاوی۔

چونکہ فرنچ مورخ نے یہان اور اسکے پہلے مکہ معظمہ کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا
اور اسماے مکہ معظمہ بالکل قلم انداز کئے ہین مین اونکا ذکر بطور اختصار مناسب تاریخ مکہ
اس مقام پر کرنا ضروری سمجھتا ہون مجھے یہہ کتاب عزیز گرامی قدر سعید ازلی سید
رمضان علی صاحب فرزند رشید جناب سید لعل محمد صاحب ابن جناب حضرت
سید رحم علی صاحب ولد جناب حضرت سید احمد علی صاحب وکیل باوقعت آستانہ فیض کانہ
حضرت سید السادات قطب الارض والسموٰت سیدنا ومولنا خواجہ خواجگان سلطان الہند
معین الدین حسن سنجری چشتی غریب نواز قدس اللہ سرہ ونور اللہ تربتہ الی یوم الاباد
یارب العباد کے کتب خانہ سے دستیاب ہوئی ہے پہلی وجہ تسمیہ مکہ معظمہ زادہ اللہ
تشریفاً وتعظیماً کی اس مقام متبرکہ کا نام مکہ پانی کم ہونے کے سبب سے کہا اور مکہ کے معنی
چوسنے کے بھی ہین اسواسطے دوسرا اسم گرامی اس بقعہ متبرکہ کا معطشہ بھی ہے یعنی
پیاس لگانے والا اور تیسرا نام مبارک اس بلدہ طیبہ کا حاطمہ بھی ہے حطم بمعنے
شکستن یعنی حیا برہ وکفرہ وحجرہ کی گردنونکا توڑنے والا چوتھا نام نامی اس ارض منورہ کا
باسہ تشدید مین مہملہ کے ساتھ یعنے ہلاک کرنے والا بے دینونکا پانچوان
اسم شریف اس روضہ انور کا ناشتہ ہے یعنی نکالنے والا اہل کفر ونفاق کا چھٹا
لقب ہمایون عروض ہے بمعنی ظاہر یعنی محل ظہور سعادات وکرامات وآثار قدرت الٰہیہ
اور ساتوان خطاب اشرف جسے پروردگار تعالے شانہ نے اپنی کتاب مستطاب

مین ذکر فرمایا ہے **بلد الامین** سورہ والتین کو تلاوت فرمالین اس مقام کے ملاحظہ
فرمانے والے یعنے یہہ بلدہ مبارک اہل ایمان کے واسطے امین ہے یعنی جو واجب القتل
اور گنہگار کسی دوسری جگہہ سے بخوف قصاص یا سزا یہان بہاگ کر آئیگا وہ امن مین رہیگا
جب تک وہان رہے گا وہان پکڑنے اور رہانے کا حکم نہین ہے چنانچہ **والا گہر و زیر علیخان**
اور جناب **مولوی رحمت اللہ** صاحب رحمہما اللہ تعالے جب زمانہ غدر مین
ہندوستان سے بہاگ کر مکہ معظمہ پہونچے تو انگریزون نے اپنے سفیر کے ذریعہ سے بہت
کوشش کی کہ یہہ دونون آدمی ہمین ملجائین مگر حضرت **سلطان المعظم** عبد العزیز خان
خلد مکان نے یہی جواب دیا کہ وہ مکان مبارک بلد الامین ہے ہم اسباب مین دست
اندازی نہین کر سکتے اور آٹھوان اسم اشرف **بلد** حضرت باریتعالے شانہ ارشاد
فرماتا ہے **لا اقسم بھذا البلد** اور دو اسماے مبارک **قریہ** اور **ام القری**
بھی ہین اسواسطے کہ یہہ سب قریون سے شرافت و عظمت مین شریف تر اور عظیم تر
ہے اور یہہ بھی روایت کی گئی کہ جب زمین بچھائی گئی ہے تو اول اسی مقام مبارک سے
زمین کا بچھانا شروع ہوا ہے اور گیارہوان نام گرامی اسکا **کواتی** ہے اسواسطے کہ کوتی
نام ایک پہاڑ کا ہے جبال قیقعان سے جسکا سلسلہ یہان ہے بارہوان اسم روشن
فاران ہے یہی نام کتب مقدس مین ہے قیقعان اوسے کہتے ہین جو جبل ہندی
کے نام سے مشہور ہے وہ مقابل ہے ابو قبیس کے کہ متصل ہے حرم شریف کے
رکن حجر اسود کے سامنے اور تیرہوان نام مبارک ہے **مقدسہ** اور چودہوان اسم
گرامی ہے **قادس** یکسر دال مہملہ اسواسطے کہ پاک کر دیتا ہے گناہون
سے اور پندرہوان اسم گرامی ہے **قریۃ النمل** ایک زمانہ مین یہان مورچون کی کثرت
تہی اور اسماے گرامی بھی ہین مثلاً حرم عرش صلاح طیبہ معاد قال اللہ تعالے شانہ
لرادک الی معاد اور یکنہ **مبارکہ** مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس نے

ایک مستقل رسالہ مکہ معظمہ کے بیان مین لکھا ہے اوسمین بہت سے اسماے شریفہ اس بقعہ متبرکہ کے ہین واللہ اعلم بالصواب المختصر سباے یمن کو یہہ شرف میسر نہوا چونکہ مکہ مین بیت اللہ واقع تہا وہی عربستان کا دارالسلطنت قرار پایا۔ نبطیہ۔ بنوادوم۔ بنوآب۔ عمالقہ۔ بنوعمون۔ اور مدیانیہ بڑے بڑے قبائل حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے تہے اور اونکے نام اکثر توراۃ مین آتے ہین۔ وہ شاید عمالقہ ہی تھے جنہون نے دوہزار سال قبل مسیح شام کے بدویون کے ساتہہ ملکر مصر پر چڑہائی کی اور وہان پر چرواہونکا خاندان شاہی قایم کیا جس نے کئی صدی تک حکومت کی۔ بالآخر عمالقہ۔ بنوادوم۔ بنوآب۔ اور بنوعمون نے عربستان کو ہستانی اور عربستان صحرائی مین بود و باش اختیار کی یہہ قبائل ہمیشہ عبرانیون کے ساتہہ جنگ کرتے رہے اور ایک مدت تک اونہین ارض کنعان مین پہنچنے سے باز رکہا۔ صرف حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے وقت مین انپر حکومت حاصل ہوئی اور وہ بہی چند روز کے لئے۔ توراۃ مین جو کچہہ ذکر ہے وہ سرحد فلسطین کے بدوی اقوام کا ہے اور یمن کے مستوطن عربون کے متعلق اسی قدر لکہا گیا ہے کہ سبا کی شاہزادی حضرت سلیمانؑ کی ملاقات کو آئی تہی۔

اسیری کتبون مین اکثر عربونکا ذکر ہے لیکن یہہ شمالی عرب مین شام اور نواحی شام کے رہنے والے مسلما نصرثانی کی (جس کا زمانہ نوسو سال قبل مسیح سے بہی پہلے کا ہے) ایک تحریر مین عربونکا نام آیا ہے اور تقریباً آٹہہ سو سال قبل مسیح مین تغلات فلصر ثانی کے دربار مین دو عرب بادشاہزادیونکا آنا معلوم ہوتا ہے۔ حضر حدن نے ایک عرب شاہزادی کو جس کی تربیت نینوی مین ہوئی تہی اوسکو تخت پر بٹہایا اور اوسنے بال کے وقت مین جب اوسکے ایک بہائی نے بغاوت کی تو عرب فوجون نے باغی کا ساتہہ دیا۔

عربستان کے حصہ جنوبی کے متعلق عرب ہی مورخہین جنہون نے کچہہ

تفصیلی حالات لکھے ہین لیکن اونکی تحریرین اسقدر پیچیدگیان اور مبالغہ ہے کہ اونسے انسان بآسانی مستفید نہین ہوسکتا۔ وہ اس نظر سے البتہ مفید ہین کہ اون سے مورخین یونانی اور رومی کے بیانات کی تصدیق یمن عظمت اور قوت کے بارہ مین ہوسکتی ہے ان عرب مورخین کے بموجب یمن تمام ملک مین سب سے بڑی حکومت کا مستقر تھا اور وہان کے بادشاہون نے تین ہزار سال سلطنت کی تھی اور ہندوستان و چین اور اون ممالک تک جو آج کے دن حراکش مین شامل ہین لشکر کشی کی تھی۔ مورخین یونان نے جو کچھ عربستان بلکہ یہہ کہنا چاہئے کہ عربستان کے بعض حصون کی مختصر تاریخ لکھی ہے وہ اسکندر کے زمانہ کے آگے نہین بڑہتی اور محض چند سطرون مین اوسکا بیان ہوسکتا ہے۔

یونانی چوتھی صدی قبل مسیح سے بہی پہلے عربستان سے واقف تھے اور اس ملک کی دولت نے اسکندر کو اسکے فتح کرنے پر آمادہ کیا — بنارکس نے جزیرہ نماے عرب کے گرد جو بحری فوج کشی کی اوسکا نتیجہ غیر قریب ظاہر ہونیوالا تھا لیکن اسکندر کی وفات نے اسے روک دیا۔ جسوقت اسکندر کے ملک کی تقسیم ہوئی تو ملک کے وہ حصے جو مصر اور فلسطین کی ہم سرحد تھے اور جہان عرب بدو رہتے کہتے تھے بطلیموس کے حصہ مین آئے۔ قبطیون نے انٹیگون کے مقابل مین بطلیموس کی مدد کی۔ لیکن جسوقت انٹیگون شام اور فینیقیہ پر قابض ہوگیا اوس نے اپنے ایک سرہرآوردہ سپہ سالار کو نبطیون کے مقابلہ مین بہیجا یہہ سپہ سالار جرمانہ گہانی کرکے پٹرا پر قابض ہوگیا لیکن اوسکی ساری فوج جسکی تعداد چار ہزار چہہ سو تھی بالکل برباد ہوگئی اس کے بعد انٹیگون نے اپنے بیٹے ڈمٹریس کو اونکی مقابل بہیجا۔ ہردوط لکہتا ہے کہ جسوقت ڈمٹریس پٹرا مین پہنچا تو عربون نے اوس سے یہہ کہا۔ اے شاہ ڈمٹریس تو ہم سے کیون لڑتا ہے ہم ایک ایسے بیابان کے رہنے والے ہین جہان شہر والون کو محتاج مطلق نہین مل سکتین ہم نے ایک اس قسم کے بے پیداوار ملک مین رہنا اسیوجہہ سے اختیار کیا ہے کہ ہم ہرگز غلام بننا نہین چاہتے

پس جو تحائف ہم تیرے سامنے کرتے ہین اونہین قبول کر اور اپنی فوج اوٹھالے اور یاد رکھہ کہ اب سے بطلمی تیرے سچے دوست رہینگے اگر تو محاصرہ کو طول دینا چاہتا ہے تو بہت جلد تجھے ہر قسم کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑیگا اور تو ہمین ہرگز مجبور نکر سکیگا کہ جس قسم کی طرز معیشت کے ہم بچپن سے عادی ہین اوسمین کوئی فرق کرین - اگر بالفرض تو ہم مین سے کچھہ اشخاص قید کرکے لے بھی جائیگا تو وہ بالکل غلام ہونگے اور وہ ہرگز ہماری طرز کے کسی اور طرز پر زندگی نکر سکینگے - ڈمٹریس نے اس صلح کے پیغام کو غنیمت سمجھا اور خوشی خوشی تحائف لے کر ایک ایسی لڑائی کو ختم کر دیا جسمین اُسکی سخت مشکلات معلوم ہو رہی تہین -

ابتداے سنہ عیسوی تک اقوام بدوی اون متعدد لڑائیونمین جو مصر اور شام کے ملک مین ہوا کین کبھی مصر نیونکا ساتھہ دیتے رہے اور کبھی شامیونکا - اونکی لوٹ مار اور اونکی چڑھائیون پر روم کے شاہنشاہون کو جن کا ملک دریاے فرات تک پہونچ گیا تہا سخت غصہ آیا اور اونہون نے اون کی گوشمالی کے لئے **عربستان** کوہستانی پر کئی لشکر کشیان کین لیکن اونکا نتیجہ اسیقدر ہوا کہ یا تو چند روزہ خراج وصول ہوا یا چند روز کے لئے جنگ وجدل موقوف ہوگئی - یہہ بدوی اقوام اوس وقت بہی اوسی طرح جنگ وجدل کرتی تہین جیسے اب کرتی ہین یعنی ناگہانی حملون سے دشمن کو تنگ کرنا اور جب کبھی تعاقب ہوا تو ریگستان مین بہاگ جانا - شاہنشاہ اگسٹس نے اوس دولت کے لالچ مین جو سالہا سال سے یونانی اور رومی مورخین کے متخیلون مین بہری ہوئی تہی ایک چڑھائی یمن پر کی لیکن یہہ مطلق سرسبز نہوئی - اور شاہنشاہ ٹراجن کے زمانہ مین البتہ اتنا ہوا کہ **عربستان** کا ایک چھوٹا سا گوشہ یعنی جزیرہ نماے سینا جہان اکثر بدوی اقوام رہتی تہین چند روز کے لئے فتح ہوگیا - اسی زمانہ مین پیٹرا کا قدیم قصبہ ایک عالی شان رومی شہر بن گیا جس کے آثار قدیمہ آج تک نمایان ہین -

رومیون اور ایرانیون کی لڑائیون مین عرب سے اکثر ملے جلے رہے یہانتک کہ

سنہ ۲۴۴ء مین فلپ نامی ایک عرب روم کا شاہنشاہ بن گیا۔ عربون نے ایشیاے کوچک پر حملہ کا ارادہ کیا لیکن آریلین کا پلمیرہ کو تباہ کر دینا اون کے پس پا ہو جانے کا باعث ہوا اور شام ایک رومی صوبہ بنگیا جس کے ایک حصہ مین غسان کا عربی خاندان رومیون کی حمایت مین حکومت کرتا رہا۔ جسوقت رومیونکا دارالسلطنت قسطنطنیہ مین آیا اوسوقت عربون نے دریاے فرات کی حکومت کے لئے ایرانیونکا مقابلہ کیا یمن آکر جو قبائل آئے تھے اونہون نے بہت زمانہ سے اوس ملک پر چڑہائی کی تہی اور سنہ ۱۹۵ء مین بابل کے جنوب مین دریاے فرات کے کنارہ پر کوفہ کے قریب حیرہ کا مشہور شہر بنایا تہا اور یہان کا بادشاہ ترک و اخشام مین شاہان ایران و قسطنطنیہ کا مقابلہ کرتا تہا ان سلاطین حیرہ کے قصرونمین زیادہ تر زیادہ قیمتی اسباب سجا ہوا تہا اور اون کے باغات مین نادر سے نادر پہول اور پہل تھے دریاے فرات مین بے انتہا خوبصورت کشتیان پڑی ہوئی تہین۔ راتون کو کشتیونکے ہزارہا چراغ دریا کی لہرونمین چمکتے تھے اور اونپر متعدد امیر اور باکمال گانے بجانے والے سوار ہوتے تھے۔ مورخین عرب نے اپنی تخیلکی پوری قوت کو ان قصرون کے عجائبات بیان کرنے مین صرف کیا ہے اور اس مقام کے اوس وقت تمام مشرق زمین مین سب سے پر تکلف اور خوش آب و ہوا مکانات تصور کئے جاتے تھے۔

حیرہ کی سلطنت چار سو برس تک قایم رہی جو ایک سلطنت کے قیام کے لئے معتد بہ مدت ہے۔ لیکن اس سلطنت کی تاریخ سے ہم زیادہ واقف نہین ہین۔ اتنا البتہ ہمین معلوم ہے کہ سنہ ۶۰۵ء مین یہہ ملک ساسانیون کے قبضہ مین آکر سلطنت ایرانکا ایک صوبہ بن گیا تہا۔ لیکن اون کی یہہ حالت بہت کم عرصہ تک قایم رہی کیونکہ اوسی زمانہ مین حضرت پیغمبر اسلام کا ظہور ہوا اور ایرانکا تمام ملک اون کے خلفاے راشدین کے ہاتہہ سے فتح ہوا۔

اس مختصر کیفیت سے ثابت ہوگیا کہ باستثناے سرحدات شمالی عربستان

بالکل غیر اقوام کی فتوحات سے محفوظ رہا - وہ بڑے بڑے مصری یونانی ایرانی وغیرہ ملک گیر جنہوں نے تمام دنیا کو تہ و بالا کر ڈالا عربستان کا کچھ نہ کر سکے اور اس عظیم الشان جزیرہ نما کا دروازہ مطلقاً بند رہا - البتہ عین اوسوقت جب کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ظہور ہوا ہے بیرونی حملوں کا سخت خوف تھا ۵۲۵ء مین یمن پر جہان اسوقت تک بجز عرب بادشاہون کے کسی نے حکومت نہین کی تھی حبشیون نے چڑھائی کی اور انہون نے دین عیسوی کو شائع کرنیکی کوشش کی بلکہ بہت سے قبائل کو عیسائی بنا بھی لیا ۵۹۷ء مین یعنی زمانہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بہت ہی تھوڑے دنون پہلے ایرانیون نے ان حبشیون کو نکال باہر کیا اور اپنے حاکم مقرر کئے ایرانیون کی حکومت یمن اور حضرموت اور عمان مین عین زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تک قایم رہی - لیکن اس چند روزہ حکومت سے بھی نجد اور حجاز کا سارا خطہ بالکل محفوظ رہا اور کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کے تمام مہذب ملکون مین عربستان ہی کا ملک ہے جس کا بہت بڑا حصہ غیر اقوام کی حکومت سے بچا رہا ہے -

باب دہم عربون کا تمدن زمانہ جاہلیت مین

تورات کے مختلف ابواب مین عربستان کی تجارت اور شہرون کا علی الخصوص سبا یعنی یمن کا ذکر موجود ہے - ان بیانون سے ہمین اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ یہان قدیم الایام مین بڑے بڑے شہر تھے لیکن اونکے متعلق کسی قسم کے اخبار نہین ملتے تقریباً چار ہزار سال قبل مسیح برڈونے یمن کے ملک کو تمام دنیا کے ملکون سے زیادہ زرخیز لکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ مارب مین جو زمانہ قدیم مین سبا کی تورات کا

قایم مقام تہا بڑے بڑے عالی شان قصر تہے جنکی محرابین سنہری تہین اور اون کی طلائی اور نقرئی ظروف اور بیش بہا پلنگ سونے اور چاندی کے موجود تہے۔

اسٹرابو بہی اسی قسم کے اخبار لکہتا ہے۔ اتمیدورس کے قول کی نقل کرکے وہ کہتا ہے کہ **مآرب** ایک عجیب و غریب شہر تہا۔ شاہی قصرون کی چہتین سونے اور ہاتہی دانت اور بیش بہا موتیون سے مرصع تہین۔ اور حجرونکا اسباب نہایت باریکتر شاہوارا اور پاکیزہ تہا۔ ارالستطین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مکانات مصریون کے مکانات سے مشابہ تہے اور انمین لکڑیکا کام مصری مکانونکا سا تہا۔ عربون کی قدیم روایات سے بہی ان بیانات کی تصدیق ہوتی ہے اور کل مورخین عرب **یمن** کی تعریف مین ایکزبان ہین۔ حوالی **مآرب** کے بیان مین **مسعودی** لکہتا ہے۔ کہ ہر طرف خوب صورت عمارتین سایہ دار درخت بڑی بڑی نہرین اور آب روان کی بشارین نظر آتی تہین۔ اس ملک کی وسعت اسقدر تہی کہ اس کے طول و عرض کو ایک اچہا سوار ایک مہینے کی مدت مین قطع کرتا تہا۔ مسافر خواہ پیدل ہو یا سوار بے دہوپ مین چلے ہوئے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جا سکتا تہا کیونکہ اس مملکت مین درخت اس کثرت سے لگے گئے تہے کہ اونکا سایہ کبہی ختم نہوتا تہا۔ رعایاے ملک کو ہر قسم کا لطف زندگی حاصل تہا۔ ما یحتاج زندگی بکثرت موجود تہین۔ زمین سیر حاصل۔ ہوا صاف۔ آسمان شفاف۔ پانی کے چشمے بکثرت۔ حکومت عالی شان۔ سلطنت مستقیم اور قوی۔ سلک نہایت سرسبزی اور ترقی کی حالت مین۔ یہہ وہ نعمتین تہین جن سے **یمن** کا چین اور آرام ضرب المثل ہوگیا تہا۔ یہان کے باشندون کی عالی حوصلگی اور اونکا فطرتی اخلاق اور ہر ایک وارد و صادر کے ساتہہ اون کی مہمان نوازی مشہور زمانہ تہی۔ ملک کی یہہ اقبالمندی دیر وقت تک قایم رہی جب تک مرضی اللہ جلشانہ کی تہی۔ جس بادشاہ نے مقابلہ کیا وہ زیر ہوا جس ظالم نے فوجکشی کی اوس نے شکست پائی۔ کل اقطار اونکے زیر حکومت

تھے اور کل اقوام اونکی تابع فرمان غرض یمن کا ملک سرتاج عالم تہا۔

یمن کے اس خطہ کی آبادی کا باعث **عرم مارب** معلوم ہوتا ہے۔ موخین عرب لکھتے ہین کہ اس بند کو اوسی **ملقیس** نے تعمیر کیا تہا جو حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملنے کو آئی تہی۔ یہہ بند بہت لمبی گھاٹی کے منفذ پر بنایا گیا تہا۔ چارون طرف پہاڑ روکا پانی آکر اس گہاٹی مین سے ندی کی طرح بہتا تہا اور بند نے اس پانی کو روک کر بڑا سا تالاب بنا دیا تہا جس سے تمام ملک مین آب پاشی ہوتی تہی۔ یہہ بند سنہ عیسوی کی پہلی صدی مین ٹوٹ گیا اور اسکے ٹوٹنے سے وہ تمام خطہ ویران ہو گیا۔

قرآن مجید و فرقان حمید مین بہی اسکا ذکر مفصل آیا ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی شَانُہٗ لَقَدْ کَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْکَنِہِمْ اٰیَۃٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّشِمَالٍ ؕ کُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَاشْکُرُوْا لَہٗ ؕ بَلْدَۃٌ طَیِّبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْہِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰہُمْ بِجَنَّتَیْہِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُکُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ۝ ذٰلِکَ جَزَیْنٰہُمْ بِمَا کَفَرُوْا ؕ وَہَلْ نُجٰزِیْٓ اِلَّا الْکَفُوْرَ ۝ ترجمہ البتہ تحقیق تھے واسطے قوم سبا کے بیچ گہرون اون کے کے نشانی دو باغ داہنی طرف سے اور بائین طرف سے کہا کہاؤ رزق پروردگار اپنے کے سے اور شکر کرو اوسکے واسطے شہر ہے پاکیزہ اور پروردگار ہے بخشنے والا پس منہ پہیر لیا اونہون نے پس بہیجا ہمنے اوپر اونکے زور زور کی اور بدلدیا ہمنے اونکو بدلے دو باغون اونکے کے دو باغ میوہ والے بدمزہ اور جہاؤ اور کچہہ بیر سے تہوڑے یہہ بدلا دیا ہمنے اونکو بسبب اسکے کہ کفر کیا اونہون نے اور نہین جزا دیتے ہم مگر ناشکر کو۔

سبائین یہہ بڑی مالدار اور صناع قوم تہی انکا ملک شاداب اور سرسبز اور بڑا وسیع تہا یہین حضرت داؤد علیہ السلام تہے اونکی کیفیت معلوم ہے

کردہ زرہ بناتے تہے اونکو اللہ تعالے شانہ نے دو بزرگیان بخشی تہین ایک تو
خوش آوازی کہ پہاڑ اونکی آواز کے ساتہہ تسبیح پڑہنے لگتے تہے اور اوڑتے جانور
اونکی واز سنکر زمین پر اوتر آتے تھے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی شَانُہٗ فِی الْقُرْاٰنِ
الْعَظِیْمِ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَ
ترجمہ اور البتہ تحقیق دی ہمنے داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی اے پہاڑو رجوع
سے تسبیح کرو ساتہہ اوسکے اور اوڑتے جانورو۔ اور دوسری بزرگی یہہ تہی کہ
اللہ تعالے شانہ نے اونکے ہاتہہ مین یہہ تاثیر دی تہی کہ آہن موم ہو جاتا تہا قَالَ
اللّٰہُ تَعَالٰی شَانُہٗ فِی الْقُرْاٰنِ الْحَمِیْدِ وَاَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ ترجمہ
اور نرم کیا ہمنے واسطے اوسکے لوہا۔ اَنِ اعْمَلْ سَابِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ
وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ترجمہ یہہ کہ بنا زرہین پوری
اور اندازہ رکہہ ایک دوسریکے پرونے مین اور عمل کرو اچہے تحقیق کہ مین ساتہہ
اوس چیز کے کہ کرتے ہو دیکہنے والا ہون۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالے شانہ نے یہہ فضیلت بخشی تہا کہ ہوا
کو اونکا مسخر کر دیا تہا وہ تخت پر سوار ہوتے تھے اور ایک مہینے کی راہ کی ہوا خوری
صبح کو کرتے تہے اور ایک مہینے کی راہ کی ہوا خوری شام کے وقت اور اونکے
تخت پر ایک بہت بڑی جماعت علما اور فضلا کی ہوتی تہی۔ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ
وَجَلَّ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّھَا شَھْرٌ وَّرَوَاحُھَا شَھْرٌ ترجمہ
اور واسطے سلیمان کے مسخر کیا ہمنے ہوا کو صبح کی سیر اور اوسکی ایک مہینے کی راہ
اور شام کی سیر اوسکی ایک مہینے کی راہ۔ تاریک عقل والے اس آیت پر
اعتراض کرتے ہین اور یہہ دونون وقت کی سیرین اونکو ناممکن معلوم ہوتی ہین
کیا ابہی تک اونکی آنکہون نے غبارون کی سرعت نہین دیکہی اور اونکے

کانون نے اسکی رفتار کے واقعات نہین سُنے الغرض سبائین بڑے صنّاع تھے چنانچہ اللہ تعالےٰ شانہٗ اون کی صنعتونکا بہی بیان فرماتا ہے یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ ترجمہ بناتے تھے واسطے اوسکے جو کچھہ چاہتا تہا قلعون سے اور ہتیارون سے اور تصویرین اور لگن مانند تالابون کے اور دیگین ایک جگہہ دھری رہنے والی۔ آخر کو اس قوم کی دولتمندی نے یہہ حالت کردی کہ اظہار تمول کے لئے یہہ خواہش پیدا ہوئی کہ ہماری بستیان دُور دُور ہوتین اور بیچ بیچ میں غیر آباد زمین ہوتی کہ صحرائیت کا بہی لطف آتا ویرانون کی سیر ہوتی ہم سواریون پر چڑہ کر ادہر سے اودہر جاتے اودہر سے ادہر آتے پس پروردگار تعالیٰ شانہ نے اونکے ملک کی حالت بدل دی اوسکی سزا اونکو دی گئی جو اپنے خالق اور مالک سے اوس قوم نے اعراض کیا تہا اور اوسکی صورت یون واقع ہوئی کہ وہ بند جو بندہا ہوا تہا اوسکی جڑ مین جابجا چوہون نے سوراخ کردئے پس پانی جو زور کرکے اون سوراخون کی راہ سے نکلا تمام دیوار اوس بند کی شکست ہوگئی اور سیل عَرِم سے جو ملک مین تہی سب بستی تباہ و برباد ہوگئی پانی جو خزانہ مین جمع تہا جس سے ملک شاداب ہوتا تہا بہہ گیا کہیتیان خشک ہوگئین باغات مین خزان آگئی اب باغات مین جن مین پہلے میوہ جات کا انبار ہوتا تہا اونمین جہاؤ کے درخت اور بدمزہ پہل اور کچھہ درخت بیرون کے باقی رہگئے پروردگار تعالےٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ یہی سزا ہے اونکی جو کفران نعمت کرتے ہین اور پہر ارشاد فرماتا ہے پاک پروردگار کہ ہم سزا نہین دیتے لیکن ناشکردون کو۔

جن جن ملکون مین ناشکریان اور نافرمانیان پروردگار کی برستی جاتی ہین وہ

اپنی حالت پر گریہ و بکا کرنے کے لئے تیار ہین ابھی تو وہ ترقیان ہین ترقیان پکار رہے ہین اور اپنے زیر دستون کو پیسے ڈالتے ہین عنقریب زمانہ کروٹ بدلنے والا ہے جو علم تاریخ کے مبصر ہین اونکی آنکھون مین ہر قوم کی ترقی و تنزل کی تصویرین پھر رہی ہین جب کسی قوم کے تنزل یا ترقی کا زمانہ قریب آتا ہے وہ پکار اوٹھتے ہین اور پھر اونکے ساتھہ تمام ملک اونکا ہمزبان ہو جاتا ہے ؎

بجا کہے جسے مخلوق اوسے بجا سمجھو زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

جن اسناد کا ذکر اوپر ہوا اونمین باہمی اسقدر تطابق ہے کہ ہم کہہ سکتے ہین کہ یمن مین اسی قسم کی آراستہ اور آباد شہر موجود تھے جیسے مصر قدیم مین تھے اور اسکا تمدن اعلیٰ درجہ کا تھا۔ اون کی عمارات و ابنیہ اس وقت گردروزگار کے نیچے پڑی سو رہی ہین اور جیسا کہ بابل و نینوی کے ویرانون نے برسون انتظار کیا یہہ بھی کسی آثار قدیمہ کے محقق اور منجس کا انتظار کر رہی ہین۔

یمن کے بڑے شہرونکا پر تکلف اور اسباب عیش و عشرت سے مملو ہونا اس ملک کی قدامت اور تجارت کی وسعت سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ تاریخ مین ایسی مثال بمشکل تمام ملے گی کہ کسی قوم نے بڑے بڑے تجارتی تعلقات پیدا کئے ہون اور اوسمین اعلیٰ درجہ کی ترقی نہو۔ فی الواقع عربون کی تجارت اقصاے ربع مسکون تک پہونچ گئی تھی اور یہہ تجارت اون کی اسقدر قدیم ہے کہ خود توراۃ مین اوسکا موجود ہے۔

دو ہزار سال تک عرب تمام عالم کے مرکز تجارت بنے رہے اور زمانہ قدیم مین انہون نے وہی کام دیا جو یورپ مین وینس نے اپنی ترقی کے زمانہ مین دیا تھا۔ زمانۂ قدیم مین عربون کی بدولت یورپ کے تعلقات اقصاے ممالک ایشیا کے ساتھہ قایم رہے۔

عربون کی تجارت محض عربستان کے

پیداوار تک محدود نہ تھی بلکہ وہ اون اجناس کی تجارت کرتے تھے جو افریقہ اور ہندوستان سے آتی تھین - اون کی تجارت اکثر اون اشیاء کی ہوتی تھی جو سامان عیش وعشرت مین شامل ہین - مثلاً ہاتھی دانت - مصالحہ جات - خوشبو - عطریات - جواہرات - سونے کا سفوف - لونڈی - غلام - وغیرہم بہت دنون تک یہ تجارت فینیقیئن کے ذریعہ سے جن کی زبان عربی سے بہت مشابہ تھی ہوا کی - یہہ لوگ سامان تجارت کو لاکر اپنے بڑے شہرون مین جن مین سے ایک صور تھا - اس شہر کی تعمیر ۱۲ قبل مسیح ہوئی تھی بخت نصر نے اسے تیرہ سال کے محاصرہ کے بعد فتح کیا تھا (فینیقیہ کے ایک شہر کا نام ہے) جمع کرتے تھے اور وہان سے اسے تمام عالم مین پہنچاتے تھے -

ہندوستان کی تجارت مین عربونکے رقیب اہل بابل تھے - اِن کا تعلق ہند سے خشکی کی راہ یا خلیج فارس کی طرف سے تھا - تجارت کا مال بابل سے شام کو آتا اور وہان سے تمام عالم مین تقسیم ہوتا - جو کاروان اس راہ دور ودراز سے آتے تھے اون کے راستہ مین پیلیو پولس یعنی قدیم بعلبک اور پلمیرہ کی تجارت گاہین جن کے آثار قدیمہ اس وقت بھی تعجب انگیز ہین اور زنوبیا کا مشہور شہر پڑتا تھا -

جب کہ عربون کے تجارتی تعلقات اس قدر وسیع تھے اور اس زمانہ دراز تک قایم رہے تھے تو ہم خیال کر سکتے ہین کہ عربستان اور علی الخصوص یمن کے بڑے بڑے شہر اوس زمانہ مین کیسے ہونگے اس وسیع تجارت کی بدولت وہ عیش وعشرت کی تمام ضرورتون سے بخوبی واقف ہوگئے تھے اور مورخین یونانی ورومی وعرب کا اونکے عظیم الشان شہرون کے عجائبات بیان کرنے مین یک زبان ہونا بخوبی سمجھ مین آتا ہے - لیکن اعراب جاہلیت کے تمدن کا جلوہ فقط یمن ہی مین نہ تھا اور سلطنت حیرہ وغسان کے جو کچھہ حالات مورخین قدیم نے لکھے ہین اون سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اعراب جاہلیت مین جو بہت جلد دائرہ اسلام مین آنے والے تھے کس قدر ترقی کا

مادہ موجود تہا۔ حیرہ کا ذکر تو ہم اوپر بیان کر چکے ہین۔ یہہ ایسا مشہور شہر تہا کہ آراستگی اور خوبی مین دار السلطنت ایران اور قسطنطنیہ کا مقابلہ کرتا تہا۔ غسان کی سلطنت بہی ویسی ہی بادقعت تہی جیسی حیرہ کی۔ اسکی بنا ڈالنے والے وہ عرب تہے جو یمن سے آئے تہے۔ اور یہہ سلطنت اوائل سنہ مسیحی مین قایم ہوئی تہی اور پانچسو برس تک رہی تہی۔ آثار قدیمہ کی جدید تحقیقات نے اونکی ترقی کی عظمت کو ثابت کر دیا ہے اور جو عمارات وابنیہ اسوقت کی حدود شام مین بصرہ کے قریب (جو اونکا قدیم دار السلطنت تہا) ہین وہ نہایت عظیم الشان اور سبائی کتبون سے لسی ہوئی ہین۔ ان عمارات کی طرز تعمیر رومیونکی طرز سے بالکل علیحدہ ہے۔ اسی نواحی مین ایک سلسلہ نہر ونکا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک کے باشندون مین بڑے بڑے کامون کے انجام دینے کی صلاحیت موجود تہی۔ یہہ بہی لحاظ کے لائق ہے کہ حیرہ اور غسان مین عربونکو ایرانیون اور رومیون سے سابقہ تہا اور اون کے تمدن پر بلاشک ان اقوام کا اثر پڑا ہوگا۔ برخلاف اسکے یمن کی ترقی بالکل رومیون سے علیحدہ تہی اور یہان خالصتاً عربی تمدن تہا اور اسی وجہ سے عربون کے پرانے تمدن کا پتہ زیادہ تر یمن مین مل سکتا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ تحقیقات آثار قدیمہ ابہی تک یمن نہین پہونچی ہے اور آج بہی یمن کے قدیم شہرون کی حالت سے ہم اوسی قدر ناواقف ہین جیسا کہ ہم چند سال قبل اسیریا کے اون شہرونکی حالت سے ناواقف تہے جو اوسوقت ریتی مین دبے ہوئے تہے۔ جہانتک ظاہری علامات سے استنباط ہو سکتا ہے یقین ہے کہ یمن مین آثار قدیمہ کی تلاش ضرور سرسبز ہوگی۔ موسیو ہاویلی جو چند سال قبل یمن کے ملک سے گذرے لیکن کسی مقام کو کہود نہ سکے لکہتے ہین کہ اسوقت بہی اکثر عرب سونے چاندی کی اشیا ویرانون مین پاتے ہین اور خود اس سیاح کو حرم سے قریب جو صنعا کے پاس ہے پتہرون کے ستون ملے ہین جنپر قدیم کتبے کندہ تہے اور نیز ایک سبائی عبادت گاہ کا دروازہ مسطح پتہر کا بنا ہوا ہے جسپر

حیوانات اور نباتات کی صورتین کندہ ہین موسیو شلمبرگر نے قسطنطنیہ مین ایک مجموعہ دوسو سکّون کا خریدا جو قدیم بادشاہان یمن کے سکے تہے یہہ کچھہ رونون قبل مسیح کے ہین۔ یہہ سکے ایک عرب نے صنعا مین پائے تہے اور اس واقعہ سے پہلے یہہ نہایت درجہ کمیاب تہے کیونکہ کل یورپ کے عجائب خانون مین دو یا تین سے زائد نہی یہہ سکے نہایت عجیب صورت کے ہین ایک طرف کسی بادشاہ کا چہرہ یک رخی بنا ہوا ہے سر پر تاج ہے اور بالونکی لٹین بالکل ویسی ہین جیسے خاندان حکمساس کے مصری سلاطین راعیہ کی جو حقیقت مین عربستان سے مصر گئے تہے اور مدتون بادشاہ رہے تہے موسیو میاریٹ کو اس خاندان کے بادشاہونکی مورتین ملی ہین جو اسوقت بولاق کے عجائب خانہ مین موجود ہین سکے کے دوسری طرف ایک الو کی تصویر ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان سکونکا ماخذ وہ یونانی سکے ہین جو اس وقت بحر متوسط کے اون کل اقوام مین رائج پائے جاتے ہین جنکے تجارتی تعلقات عربونکے ساتہہ تہے۔ یہہ آثار قدیمہ جن کا ذکر اوپر ہوا ہے اگرچہ ناکافی ہین لیکن اون سے مورخین قدیم کے بیانات کی تصدیق ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم مین عربستان مین ایک نمایان تمدن تہا جو اب مفقود ہوگیا ہے لیکن منتظر وقت و موقع ہے۔ جو کچھہ مختصر حالات ہمین معلوم ہین اون سے ہم اتنا نتیجہ بالیقین نکال سکتے ہین کہ جس قوم نے کئی صدی رومیونکے ظہور سے پہلے بڑے بڑے شہرونکی بنا ڈالی اور دنیا کی بڑی اقوام کے ساتہہ تجارتی تعلقات پیدا کئے اوس قوم کو ہم ہرگز وحشی اور غیر مہذب نہین کہہ سکتے

عربستان کے قدیم مذاہب

زمانہ جاہلیت مین مختلف اقوام عرب کے مذاہب مین کچھہ اختلاف تہا لیکن آفتاب و ستارونکی پرستش زیادہ تر رائج تہی۔ جن اقوام کے ساتہہ عربونکے تجارتی تعلقات قائم ہوگئے تہے اونہین کے دیوتاؤن کو بہی اونہون نے اختیار کر لیا تہا اور اونکی تعداد کسی طرح یونان و روم کے

دیوتاؤن سے کم نہ تھی۔ اسیریا کے کتبون سے جو سات آٹھہ سو سال قبل مسیح کے ہین اور نیز کتبون سے جو صفا مین نکلے ہین معلوم ہوتا ہے کہ قدیم الایام مین عرب متعدد خداؤن کو مانتے تھے اور اونکے نام کی مورتین بھی بنایا کرتے تھے۔ مثلاً اسیری کتبہ کی جس مین اسار ہڈن کا عربستان پر چڑہائی کرکے واپس آنا لکھا ہے یہہ عبارت ہے۔ عربستان کا بادشاہ بہت سے تحائف لیکر میری دارالسلطنت نینوی مین حاضر ہوا۔ اوس نے میرے پیر چومے اور التجا کی کہ مین اوسکے دیوتاؤنکو واپس کردون۔ مجھے اوسکے حال پر افسوس آیا اور مین نے مورتون کو مرمت کروایا اور اونپر اپنے خدا اسور کی تعریف کندہ کراکے دستخط کے بعد واپس کیا۔ تبوعہ کو جو عرب کی شہزادی تھی اور میرے محل مین پلی تھی مین نے ملکہ بنا کر مع اوسکے دیوتاؤن کے اوس کے ملک کو واپس کیا۔ اگرچہ پرستش متعدد دیوتاؤن کی تھی لیکن ایک معبود کا خیال بھی موجود تھا اور اسی خیال کو ترقی دینے کی بدولت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اتحاد قومی پیدا کردیا جس کا اونہون نے ارادہ کرلیا تھا۔ عربستان مین ایک عبادت گاہ تھی جس کا نام کعبہ تھا اور جس کی تعمیر از روے روایات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی یہہ کعبہ کل اقوام جزیرۃ العرب کی نظر مین ایک متبرک مقام تھا اور بہت زمانہ سے یہان حج ہوا کرتا تھا۔ حقیقت مین کعبہ عربستان کے دیوتاؤنکا مندر تھا اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وقت مین اس کے اندر تین سو ساٹھہ بت موجود تھے اور بقول اکثر مورخین عرب اور علی الخصوص حروی۔ مورتون مین حضرت عیسیٰ و حضرت مریم کی مورتین بھی تھین۔

کل اقوام عرب کعبہ کی آرائش کو اپنا فخر سمجھتی تھین اور یہودیون کے تردیک بھی یہہ مقام نہایت متبرک تھا۔ کعبہ کی حفاظت قبیلہ قریش کے سپرد تھی اور اسی وجہہ سے اس قبیلہ کا مذہبی وقار تمام ملک مین مانا جاتا تھا۔

بہت سے عرب جن مین سے ایک معتدبہ گروہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زمانہ مین مذہب نصاریٰ یا یہود کا پابند تہا ایک ہی خدا کی پرستش کرتے تہے۔ یہ لوگ اپنے کو حنیف کہا کرتے تہے اور قرآن مین اللہ تعالےٰ شانہ نے بہی یہہ لفظ فرمایا ہے مُسْلِمًا وَّحَنِیْفًا۔ یہہ فرقہ فقط ایک ہی خدا کا قائل تہا جو اسلام کا رکن اعظم قرار پایا ہے بلکہ یہہ ایک دوسرے رکن اسلام کو بہی اوسی طرح مانتا تہا۔

یعنی یہہ کہ انسان کو تسلیم و رضاے باری پر اوسی طرح عمل کرنا چاہئے جیسا کہ حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل کو ذبح کرتے وقت کیا تہا۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زبان سے اللہ تعالیٰ شانہ قرآن پاک مین فرماتا ہے کہ مجہہ سے پہلے بہی مسلمان آچکے ہین۔ عربستان کے کل دیوتاؤن کے خانہ کعبہ مین جمع ہو جانے نے اتحاد مذہبی کو ممکن کر دیا تہا اور زبان کے اتحاد نے اسے اور بہی آسان کر دیا۔ عربستان کے لئے وہ وقت آگیا تہا جبکہ تمام ملک کے اعتقادات ایک ہو جائین اور یہی وہ چیز تہی جسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجہہ لیا تہا اور اسکا سمجہہ جانا اونکی کامیابی کا باعث ہوا۔ بعوض ایک نئے مذہب قایم کرنے کے جیسا بعض وقت کہا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس کہنے پر اکتفا کی کہ جس خدا کو وہ جانتے ہین وہ خود حضرت ابراہیم بانی خانہ کعبہ کا خدا ہے جسے تمام عرب مانتے ہین۔ جسوقت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہین ایک عام رجحان ملکی و مذہبی اتحاد کی طرف پیدا ہو چکا تہا اور اوسکی علامتین موجود تہین۔ جسطرح رومی شہنشاہون کے وقت مین قدیم دیوتاؤن سے نفرت پیدا ہو چلی تہی اسی طرح عربستان مین بہی اسی قسم کی نفرت ظاہر ہو چکی تہی۔ پرانے اعتقادات کی حکومت اور پرانے تبون کی عزت جا چکی تہی۔

یہہ اعتقادات بہت پرانے ہو چکے تہے اور دیوتاؤن مین کچہہ دم باقی نہین رہا تہا۔

اعلان

تاریخ عرب جدید تصنیف حضرت مولانا و مرشدنا شاہ محمد اکبر صاحب [redacted] ثم الہ آبادی ثم [redacted] ثم دانا پور شریف مدظلہ تعالیٰ نے ہم عاصیان شیخ احمد حسین و محمد فیاض الدین خان کو عطا کیا ہے۔

پس واسطے آگاہی اہل لنیان مطبع و تجاران کتب کے لکھا جاتا ہے کہ یہ کتاب شیخ احمد حسین و محمد فیاض الدین خان نے بشراکت سرمایہ اپنے کے شائع کی۔ اور بموجب قانون مورخہ ستمبر ۱۸۶۷ء اس کتاب تاریخ عرب کے رجسٹری کردیگئی ہے۔ لہٰذا کوئی صاحب اس کے چھپوانے یا چھاپنے کا بلا اجازت ہم دونوں کے قصد نہ فرماویں ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان اوٹھانا پڑیگا البتہ صاحبان تجار کو جسقدر جلدیں مطلوب ہوں مطبع احمدی کٹڑہ تندرام آگرہ سے یا محلہ نئی بستی مکان نمبر ۷۰ محمد فیاض الدین خان اینڈ کو تاجر کتب سے طلب فرماویں خاص رعایت کے ساتھ نقد قیمت پر مل سکتی ہے درخواست پر روانہ کی جاویگی۔

اور جس کتاب پر نام احمد حسین چھپا ہوا اور نام محمد فیاض الدین خان مہر شدہ نہ ہوگا وہ چوری کی شمار کی جاویگی۔

الراقم

شیخ احمد حسین و محمد فیاض الدین خان مالکان کتب تاریخ عرب

شہر آگرہ